خاتمۃ الطبع مع قطعۂ تاریخ طبع از ہیچمیز ہیچمدان احقر العباد نابلد جادۂ سخن شناسی بندۂ ناچیز ابو ناظم محمد سجاد علی حامد مصحح مطبع خلف حافظ غلام علی خان شاہ آبادی عفا عنہما الہادی

خدا در انتظار حمد ما نیست	محمد چشم بر راہ ثنا نیست
محمد حامد حمد خدا بس	خدا مداح مدح مصطفیٰ بس

امّا بعد سخنوران عالی وقار و نکتہ سنجان والا تبار کو نوید بہجت افزا اور مژدۂ فرحت فزا ہو کہ ان ایام فرخی التیام پر بہار ہیں (کہ گل و بلبل میں باہم محبت کے نظارے ہیں الفت کے اشارے ہیں سرو و قمری میں اتحاد ہی صحن گلشن رشک مینو سواد ہے نوجوانان چمن پر جوبن ہے غیرت دہ گلزار ارم صفحۂ چمن ہے شمشاد ادب سے ایستادہ ہی صنوبر راستی پر آمادہ عنادل شور مچاتے ہیں پھول خوشی کے مارے پھولے نہیں سماتے ہیں ہر کیاری کا نیا رنگ ہے ہر نونہال کا نرالا ڈھنگ) کلام بلاغت نظام فصاحت التیام فارس مضمار سخندانی یکّہ تاز عرصۂ خوش بیانی شاعر شیرین مقال سخنور نازک خیال خوش فکر عالی نژاد جناب منشی دیبی پرساد صاحب سحر بدایونی سابق سب ڈپٹی انسپکٹر مدارس ضلع بدایون حال پنشنر سلمہ اللہ الاکبر جو دو دیوان پر تقسیم ہی ہر ایک دیوان لایق تعظیم و تکریم ہی دیوان اول موسوم بہ سحر سامری اور دیوان دوم ملقب بہ طامات سحر ہے دونوں بے مثل و لاثانی ہیں دونوں میں کرامات سحر ہے خوبی تراکیب بندش مضامین چستی الفاظ درستی مثال و دیگر صنائع بدائع میں دونوں دیوان اپنے آپ ہی نظیر ہیں مقبول طبائع برنا و پیر ہیں مصنف ممدوح بھی ماشاء اللہ بڑے چوٹی کے شاعر ہیں جملہ اصناف سخن پر قادر ہیں شریف القوم و عالی خاندان ہیں بڑے نکتہ سنج فصیح البیان ہیں ممدوح کی اور تصانیف بھی ہیں جو بفضلہ تعالیٰ اسی مطبع فیض منبع میں چھپکر شائع ہو چکی ہیں الغرض حسب تحریک مصنف صاحب ممدوح الصدر یہ ہر دو دیوان بآئین شایستہ بقوانین بایستہ اس سے پیشتر مفید بار مطبع اودھ اخبار واقع لکھنؤ مملوکہ مفخر روزگار شہیرۂ امصار و دیار نامور نامدار عالی جناب

ہو کسی طور نہ تشریف کے لانے مین دریغ
عذر کچھ پیش نہ کیجے گا یہ ٹھہری ہی نہین

جوشش دل سے پھر آپ ہین لاتا ہون
زندہ ہو جائین پھر اخلاق کے رسم و آئین

جان ناشاد کو خوش کیجیے دکھلا کے جمال
منتظر ہون دل بیتاب کو دیجے تسکین

دل مشتاق کو ممنون کرم کیجیے گا
خانۂ چشم مین رکھیے جو قدم با تمکین

قوم کے جتنے برادر ہین وہ سب شاد رہین
اس دعا پر ہی دل سحر سے ہر دم آمین

مستزاد در صنعت توشیح باسم بالتی کہ بہ استعداد عزیزی القلم آمد

ماہ رو مثل ترے کوئی بھی اے یار نہین — دوسرا کوئی سنا
اے پری تجھسا زمانہ مین طرحدار نہین — کوئی دیکھا بخدا
لب شیرین کی محبت مین لبون پر ہی جان — لب پہ ہے آہ و فغان
تجھکو پروا مگر اس حال کی زنہار نہین — بے خبر تیری بلا
یہ مصیبت ہے کہ یہان جان تو آئی لب پر — ہجر مین اوسکے نگر
واقف حال دل اپنا وہ جفاکار نہین — سخت مشکل ہے ولا

رباعیات

وہ لطف و نشاط زندگانی نہ رہا
وہ مجمع و شغل شعر خوانی نہ رہا
کیا روئیے اگلی صحبتون کو اے سحر
افسوس وہ عالم جوانی نہ رہا

ایضاً

فانی ہے جہان کی شادمانی اے سحر
ہے نقش بر آب زندگانی اے سحر
ذات باری کو ہے فقط ایک بقا
باقی جو کچھ ہے سب ہے فانی اے سحر

ایضاً

اے دل نہ ہو بیقرار مضطر مت ہو
کیون اتنا ہے اضطرار مضطر مت ہو
تاثیر اگر عشق مین تیرے ہوگی
آجائیگا خود ہی یار مضطر مت ہو

خط نظم مشعر نوید جلسہ کایستھہ سبھا کہ بفرمایش منشی سنگٹا پرشاد صاحب السپکٹر نوکریز خامہ گردید

فرده ای صاحبان اہل وقار
النوید ای اکابر واخیار

فرده ای جملہ باوران قوم
النوید ای برادران قوم

کہ پڑے باہم اتصال کی طرح
اگلی بہی پھر گزشتہ سال کی طرح

یعنے سالانہ جلسہ وہین
فضل خالق سے ہوگیا تعیین

ہی بصد انکسار عرض نحیف
بالضرور آپ لاییے تشریف

ہی تمنا کہ با نشاط و طرب
ملین آپس مین بہائی بہائی سب

ہون بہم اسطرح سے ہم اور آپ
جس طرح سے ہوا تہا بہرت ملاپ

صبر کب جان بیقرار مین ہی
چشم دل راہ انتظار مین ہی

مرحبا ہی زبان پر ہیہم
خانۂ چشم مین جو رکہیے قدم

ایضاً

منعقد ہونے کو ہی کونسی بزم رنگین
روکش صحن چمن کسلیے ہی سطح زمین

کن گل اندامونکے آمدکی یہ تیاری ہی
باغ مین کسلیے سبزہ کا بچہا ہی قالین

غنچہ نے باندہی ہی کیون سر پہ گلابی دستار
گل نے کسواسطے پہنی ہی قباے زرین

کیون خوشی کا ہی اثر ہر کہ و مہ کے دلمین
ڈہونڈہو ہر چند ملے کوئی نہ خاطر غمگین

مرحبا کا ہی ترانہ لب بلبل پر کیون
کس لیے باد صبا آج ہی عطر آگین

کون آیا ہی کہ جو بہر مبارکبادی
خیر مقدم کی صدا پہونچی ہی تا عرش برین

ہی یہی وجہ کہ احباب کا گورکہپور مین
دو برس جلسۂ سالانہ ہوا ہی تعیین

جمع ہونگے جو تمام اہل دل و اہل تمیز
کیا عجب ناز کرے خلد پہ گر اسکی زمین

قوم کے جتنے بہی خواہ ہین لائین تشریف
اپنے دیدار سے جلسہ کو کرین نور آگین

تہوڑی تکلیف قدم رنجہ گوارا کیجے
ہو جیے انجمن انس مین آ صدر نشین

وہ زینتِ فخر و فخرِ اقوام　　وہ راحتِ جان و جانِ عالم

وہ مخزنِ عدل و جود و انعام　　وہ مامنِ خلق و ملجاءِ عام

فیاضِ جہان غریب پرور　　مخلوق نواز و سایۂ

ہر شخص ہی بامراد و دلخواہ　　نظم و نسق ہی ماشاء اللہ

اس عہد مین شاد ہی ہر اک قوم　　غم سے آزاد ہی ہر اک قوم

ہر قوم ہی خوشدلی سے مشغول　　تدبیر مین اپنی اپنی مصروف

قائم ہین کمیٹیان سبھائین　　سب دیتے ہین بہتری کی رائین

یہ سمجھ ہی جو کہ قوم ذیشان　　غافل نہین وہ بھی اس سے اک آن

ہر جا بطریق خوب و احسن　　یہ سبھائین کین معین

اس قوم کے حال کی ترقی　　جان و دل سے غرض ہی جسکی

لے اسکول و پاٹھ شالا　　تاریکی مین کر دیا اجالا

قائم کیا جلسۂ گرامی　　سالانہ کنفرنس نامی

ہو کر سب جمع خاص و عام　　اس بزم کا کرتے ہین سرانجام

ہین باہم بعیش و عشرت　　اٹھتا ہی خوب لطفِ صحبت

ہر ہو کر منتخب تدابیر　　ہوتی ہین بشرح و بسط تحریر

حاسد گئے گو حسد سے جل سے　　پر چار یہ ہو چکے ہین جلسے

پٹنہ لاہور و لکھنؤ مین　　پریاگ مین بھی ہوئین تھین جو مین

ابکی یہ جلسہ پانچوان ہی　　جو مجمع اہلِ عز و شان ہی

یہ خوب خبر خدا نے لی لی　　امسال مقام ہی بریلی

ان پہونچین نہ خلق کو فوائد　　سب جمع ہین قوم کے عمائد

خادِ خدمت کو ہو جو درکار　　حاضر ہی کفش بردار

اللہ سے تا قیامت
جلسہ یہ بنا رہے سلامت

تو ہی فرزند تھا اور بھی خدا تو آپ ہے

تیرے عدل و رحم کے قربان اے رب کریم
ہم گنہگاروں کی خاطر تو ہے رحمن الرحیم

سب پہ ظاہر تو نے اپنا کر دیا رحم عمیم
اپنا بیٹا ہم پہ قربان کر دیا بے خوف و بیم

ذلت و تحقیر ہم سب کے سبب اسکو ہوئی
جس سزا کے مستحق ہم تھے وہ سب اسکو ہوئی

حیف سرزد تو ہوئے ہم ناسمجھوں سے بھی گناہ
پیار کتنا اپنے بندوں پر ہے تجھکو یا الہ

تیرے فرزند گرامی کی ہوئی حالت تباہ
ہو رحیم و عادل کامل تو ہی بے اشتباہ

عدل سے پر زور تو نے رحم ظاہر کر دیا
اپنی شان رحم سے ہر اک کو ماہر کر دیا

یہ دعا ہے سحر کی اب تجھ سے اے رب قدیر
ہوں نہ پابند خطا الفت ہوں [illegible] اسیر

نور ایماں سے ترے ہر دم رہوں میں مستنیر
چھوڑ دنیا کی امارت ہوں ترے در کا فقیر

بندہ نہ بنوں معبود میرا جو کہ تیرا غیر ہو
پاک جاؤں ہم سے یعنی خاتمہ بالخیر ہو

مثنوی کہ برائے جلسۂ پیستھ کانفرنس بریلی بسلک نظم آوردہ شد

حمد شکر خدائے دو جہاں کا
خلاق زمین و آسمان کا

جسنے دیا عقل و ہوش ہمکو
پا و سر و چشم و گوش ہمکو

دلخواہ بنا کے اپنے سب کاج
رکھا نہ کسیکا ہمکو محتاج

بخشی تمیز نیک و بد کی
حق جیسا مدد کا ہے مدد کی

کیونکر نہوں شکر گو باخلاص
اک اور کیا ہے رحم یہ خاص

یعنی کیا اُسنے سایہ گستر
کوئین وکٹوریا کو ہم پر

وہ باعث افتخار شاہان
وہ مایۂ ناز کج کلاہان

مین نے ہین لیکر قلم یہ کر دیا نوحہ رقم　　ورنہ تھا ایسا یہ غم تحریر مین جو ہو ادا

مسدس در منقبت حضرت عیسیٰ کہ بفرمایش شفیقی جناب پادری مسٹر ہاسکن صاحب بہادر بلحاظ اصول دین عیسوی منظوم کردہ شد

یا مسیحا تو ہی تسکین بخش جان عاصیان　　رحمت حق ہے تری ذات مبارک سے عیان
تو نہ آتا تو نجات عاصیان ہوتی کہان　　تو ہی فرزند خدا ہے خالق کون و مکان
ذات تیری عین ذات حق ہے نور عین ہے
عاصیوں کے واسطے تو مامن دارین ہے

تو نے فرمائی گنہگارون پہ شفقت کی نظر　　آیا دنیا مین تمامی عیش و عشرت چھوڑ کر
خلق مین ظاہر کیا اپنے تئین شکل بشر　　جان ہمارے واسطے دی اپنی بے خوف و خطر
رحم خالق خوب ہم پر آشکارا ہو گیا
ہم گنہگارون کے عصیان کا کفارہ ہو گیا

ذات تیری عاصیوں کی ہے شفاعت کی کفیل　　غیر ذات حق نہین تیرا زمانہ مین عدیل
مرتبہ تیرا ہی اعلےٰ تیرا رتبہ ہے جلیل　　عین نور حق ہے تو بے شبہہ بے قال و قیل
دونون عالم کا ہی حاکم دین کا تو شاہ ہے
عاصیوں کی ملجا و ماوا تری درگاہ ہے

تو نے کیا کیا دکھ سہے بارے ہمارے واسطے　　تازیانے بھی ترے مارے ہمارے واسطے
رنج و دکھ تو نے سہے سارے ہمارے واسطے　　جان تلک تو نے دی پیارے ہمارے واسطے
حیف ہے گر اس پہ بھی الفت نہ ہم تجھ سے کرین
ہم تو مر جائے افسوس اور نہ ہم تجھ پہ مرین

تو نے اچھے کر دئے مفلوج و لنگ و کور و کر　　مردے زندہ کر دئے اپنے کرم سے سر بسر
معجزہ ایسا دکھا سکتا ہے کب کوئی بشر　　روح حق تھی جامۂ انسانیت مین مستتر
جو خدا سارے جہان کا ہے وہ تیرا باپ ہے

نوحۂ وفات ہادی دین سری سوامی دیانند جی مہاراج

ہر شخص سا ہے کیون غمزدہ عالم کا کیا عالم ہوا
ہر کوچہ و برزن مین ولا کیون آج ہے ماتم بپا

کیون رنج و غم کا جوش سا ہے ہر شخص کیون بیہوش ہے
کیون چرخ نیلی پوش سا ہے کیون رعد ہے چلا رہا

کیون سرخ سا ہے رنگ شفق آلودہ خون کیون ہے افق
کیون کانپتے ہین نہ طبق چلتی ہے کیون صرصر ہوا

کیون آسمان چکر مین ہے کیون شور بحر و بر مین ہے
کیون چشم ابر تر مین ہے سیلاب اشک خون بھرا

کیون گل کا دامن چاک ہے کیون سرو حیرتناک ہے
ماتم کی کیون پوشاک ہے سوسن نے پہنی بر ملا

کیون مضطرب ہر مرد ہے کیون لب پہ آہ سرد ہے
کیون دلمین پنہان درد ہے کرتے ہین کیون رنج و بکا

ویران ہے کیون باغ فلک کیون شمس ہے داغ فلک
باغ زمین زاغ فلک کیون ہو کا عالم ہو گیا

شبنم ہے شکل چشم نم ہے آب جو سیلاب غم
ہے مثل آہ صبحدم افسردہ کیون باد صبا

ہے منتظر کیا فلک ہین کیون کمر بستہ ملک
کیون عرش سے کرسی تلک برپا ہے شور مرحبا

دنیا مین گلفت چھا گئی کیا ایسی آفت آ گئی
تقدیر کیا دکھلا گئی کون اس جہان سے چل بسا

اس ذکر مین آشفتہ سر بیٹھا ہوا تھا اپنے گھر
ناگاہ پہونچی یہ خبر اک شخص نے مجھسے کہا

تھے علم مین جو بے بدل تھا وید پر جنکا عمل
بیمثل تھے جو آج کل کوئی نہ ثانی جنکا تھا

تھا راست جنکا ہر سخن اور کفر کے تھے بیخ کن
تھے واقف ہر علم و فن مذہب کے جو تھے پیشوا

رد غلط اثبات حق تھا رات دن جنکا سبق
ویدونکا مضمون ادق تھا جنکے دل پر سب کھلا +

دنیا مین شہرت جنکی تھی لوگون مین عزت جنکی تھی
مصروف ہمت جنکی تھی بہبود عالم پر سدا

یکتا خردمند اہل دل مرشد خداوند اہل دل
سوامی دیانند اہل دل حر و حلیم و پارسا

صد حیف وہ مرشد ترے دنیا کے دن سے چل بسے
اس غم کو کوئی کیا کہے نازل ہوئی کیسی بلا

دنیا سے اٹھا ادکا جی پرلوک کی سدھ آ گئی ۔
چھوڑا لباس زندگی پہونچے سوئے ملک بقا

مدت سے طالب حق کے تھے اب حق سے واصل ہو گئے
جیتے جہان مین آپکے باقی رہے وا حسرتا

مینے سنی جب یہ خبر سنکر گرا مین خاک پر
باقی رہا نہ ہوش سر یہ حال ابتر ہو گیا

جب غش سے آیا ہوش مین پہونچی ندا یہ گوش مین
اسوقت غم کے جوش مین لکھ سحر نوحہ غم فزا

چون بدیدم سحر این گنج ادب
شد بدل پیدا ہوس تاریخ را

گفت ہاتف آفرین باد آفرین
کرد ہمت صرف بر نحو بجا

قصیدہ در مدح جناب مسٹر ہرسن صاحب بہادر کلکٹر ضلع علیگڈھ کہ بفرمائش دوستے سمت ترقیم یافت

مژدہ ای دل کہ شگفتہ ہوا صحن گلزار
رخصت اب باد خزان ہوگئی اور آئی بہار

نوجوانان چمن پھولے ہوئے پھرتے ہین
نغمۂ عیش مین بلبل نے ہی کھولی منقار

باغ کے صحن مین سبزہ کا بچھا ہی فرش لیکن
پر فضا انجمن عیش و طرب ہے تیار

غنچہ نے زیب بدن کی ہی قبائے زرین
گل بھی باندھے ہوئے ہی سر پہ گلابی دستار

دلکو بھاتی ہی بہت ابر کے جھم جھم کی صدا
سارے کمرے مین چلی آتی ہی مینھ کی بوچھار

رقص کی بزم ہی رقاص ہی غنچہ گر سرو
گل شبو بھی ہی شہنائی کو لیکر تیار

ہینسکے ساقی لیے پھرتا ہی پیالہ لالہ
نیم مخمور جو کوئی تو کوئی ہی سرشار

گو یہ سب کچھ ہی مگر ساتھ ہین ہی اسکے زوال
ایک حالت پہ نہین ایک گھڑی انکو قرار

اسکے نزدیک ہی کیا جسنے گلستان کرم
اوسکا دیکھا ہی جو ہی ناموری ملک و دیار

بحر اکرام و سخا رونق جاہ و حشمت
زینت باغ کرم زیب گلستان وقار

نام نامی ہی یہ عنوان ہرسن مشہور
واب سامی نے ملا شہر علیگڈھ کو وقار

بوے اخلاق گرامی کا اثر یہ دیکھو
ہوگئی یہانکی زمین رشک دہ دشت تتار

انتظام اسکا وہ عمدہ ہی کہ جسکے ڈر سے
بید کیطرح سے لرزان ہین تمامی اشرار

ہی ہر اک علم مین وہ رشک حکیمان جہان
منکشف ہین دل روشن پہ جہانکے اسرار

ہی دعا یہ کہ ہی جب تک کہ بقا ہی دوران
جب تلک گنبد گردان فلک کو ہی قرار

جب تلک انجم سیارہ کو ہی چرخ پہ دور
ہی یہ افلاک کا جبتک کرۂ ارض مدار

رہے تب تک عمر ممدوح جہان مین موجود
چشم بد بین حسودان مین کھٹکتا رہے خار

تاریخ تصنیف سوانگ شکنتی لیلا از جناب پنڈت نراین داس صاحب مہاراج

سوانگ لکھا خوب یہ منشی نراین داس نے — جنکا شعلہ ہی تخلص نامور ہین جا بجا
برہمن ہین قوم کے ناٹک تماشے سے ہی شوق — کردی آیین صرف سب تحریر اور صدہا روپیہ
آج کل لکھا جو یہ دلچسپ شکنتی کا سوانگ — دھوم جسکی مچ رہی ہی ارض ہے لیکے تا سما
سحر فکر سال مین تھا مین سروش غیب نے — کیا ہی خوب اچھا بنایا شکنتی کا ناٹک کہا
۱۹۰۵ بکرمی

تاریخ تصنیف رسالہ تشریح النحو مصنفہ جناب مولوی بہادر علی صاحب مدرس گورنمنٹ اسکول بدایون

منشی بہادر علی طاق بہ علم — بنوشت رسالۂ کہ طاق ست زجفت
دُرہاے غوامض فن نحو عرب — در سلک زبان عجمی خوب بہ سُفت
مکناس ریاضتش غبار حرمان — از عرصۂ خاطر هنرجویان رُفت
شد جملہ دقائق نہانی مکشوف — گردید عیان تمام اسرار نہفت
جستم ز سروش سحر سال ہجرت — تاریخ ولقب ضروری النحو بگفت

ایضاً

عالم علامہ یکتاے زمن — آنکہ ہست او علم را بدر الدجا
نازش علم وکمال از ذات او — افتخارے از وجودش فضل را
پیش او جملہ غوامض منکشف — نکتۂ سربستہ او را پیش پا
ہست امام عہد خود در علم صرف — ہم بفن نحو ہست او مقتدا
گوے در علم ادب تنہا نبرد — در اصول حکمیہ ہم پیشوا
چون بہادر با علی سازی بہم — نام نامیش شود زان رونما
خوش نوشت این نسخہ در نحو عرب — در زبان فارسی با صد صفا
شائقان را شد فراوان وجہ حصول — حاصل آمد طالبان را مدعا

جب پسند آئی یہ کتاب ای سحر / فکر تاریخ مین تھا فکر کنان
کہا ہاتف نے یون از روے طرب / تیرتھونکا ہی خوب ہی اسمین بیان

ایضاً

چھپا رسالہ عجیب و غریب و دلکش نفیس و نادر / کہ جسکے پڑھنے سے حال سنبھل کے تیرتھونکا سبھی عیان ہی
ہر ایک جا مستند پرانونکی اسمین تحریر ہین حوالے / ثبوت جسکا نہین کہین ہی وہ بات اسمین بھلا کہان ہی
سنا کرے اسکو اسلیے حق نے گوش بخشے ہین آدمی کو / پڑھا کرے اسکو صدق دل سے ہمین ہین اسواسطے زبان ہی
جو تیرتھونکا بیان ہی اسمین تو خود یہ پوتھی ہی ایک تیرتھ / کہ جسکا پھل موکش کا ہی پانا نتیجہ جسکا نجات جان ہی
مصنف اسکے جو ایک پنڈت ہین نام لچھمی نراین / علیم و دانا فہیم و یکتا لئیق و علام نکتہ دان ہی
جو ہی سخاوت مین مثل حاتم تو علم و حکمت مین ہی فلاطون / جو ہی فصاحت مین رشک سحبان تو طب مین بھی عیسی زمان ہی
فقط مجھی کو نہین یہ پوتھی پسند آئی ہی کچھ نرالی / زمانہ بھر مین ہی انکی شہرت جہان تمام انکا مدح خوان ہی
جو سال تاریخ سمت ای سحر اپنی خاطر سے مین نے پوچھی / سروش غیبی یہ بول اٹھا فیوض بخش جہانیان ہی
۱۹۴۹ بکرمی

تاریخ رسالہ مصنفہ جناب منشی سنکٹا پرشاد صاحب انسپکٹر کالیستھ سبھا در مذمت فسق

شکر صد شکر خالق اکبر / یہ رسالہ چھپا عجیب و غریب
فسق کی اسمین خوب ہی تفضیح / جو پہونچ اب گئی ہی حد کے قریب
جنکی تصنیف یہ رسالہ ہی / ہین وہ فرزانہ و عقیل و لبیب
نام ہی منشی سنکٹا پرشاد / مرض جہل و فسق کے ہین طبیب
پیشہ اونکا ہی بس ہدایت عام / مکتب پند و وعظ کے ہین ادیب
یا خدا اس سے فیضیاب ہو خلق / ہو اسے عزت قبول نصیب
صدق خاطر سے ہی مری یہ دعا / کرے مقبول اسے خدا اے مجیب

سال تاریخ طبع اسکا سحر
بولا ہاتف صحیفۂ تہذیب

پڑھے جان و دل سے اسے لیکے وہ	جو ہو کوئی دل خستۂ معرفت
پئے سال تاریخ ای سحر یون	کہا دل نے گلدستۂ معرفت ۱۲۹۰ھ

قطعۂ تاریخ تصنیف محیط المساحت مصنفۂ مصنف دیوان

لکھی مینے بےمثل جب یہ کتاب	ہر اک اہل فن کو ہوئی دلپذیر
مرے دل نے ای سحر فوراً کہا	کہ تاریخ ہے نسخۂ بےنظیر ۱۸۸۸ء

قطعہ تاریخ طبع و تصنیف بنواس لیلا از جناب منشی نراین داس صاحب متخلص بہ شعلہ

چھپی تصنیف شعلہ رام کی یہ جسمین ہر لیلا	نہ دیکھی جسنے ہو اسکا آکے دیکھے وہ بشر لیلا
بیان جو کر گئے ہین والمیک و تلسی داس اول	ہوئی چوبولون مین ہے اب وہ نراین کی نر لیلا
مجھے تھی فکر سال طبع اس دلچسپ ناٹک کی	کہا ای سحر ہاتف نے لکھو کیا خوب تر لیلا ۱۳۱۰ھ

تاریخ تصنیف کتاب آئینہ سنبھل از پنڈت لکشمی نراین صاحب سررشتہ دار کلکٹری مراد آباد

تفصیل اس کتاب مین ہے	شہر سنبھل کے تیرتھونکا بیان
جسکی یہ طبع کا نتیجہ ہے	ہین وہ پنڈت یگانۂ دوران
فضل مین انتخاب دہر ہین وہ	علم مذہب مین ہین فرید جہان
نیکخو شان دل صفا طینت	مجمع خلق و منبع احسان
صاحب ورع پارسا صورت	متقی پاک طبع با ایمان
فیض بخش جہان ہے ذات انکی	فن حکمت مین ہین مسیح زمان
جب ملے لکشمی سے نارائن	اسم سامی سے آپکا ہو عیان
یہ رسالہ خود ایک تحفہ ہے	ہے تما اس سے مستفیض جہان

سحر بمود دم چو فکر از پے تاریخ سال ۔۔۔ گفت بگو تم سروش دست ز دنیا بشست ۱۲۹۸ھ

تاریخ دیوان جناب منشی رام سہائے صاحب ڈپٹی کلکٹر بدایون

خدا کی قسم خوب لکھا یہ دیوان ۔۔۔ مضامین تازہ ہین جسمین فراہم
کیا شایقون پر یہ احسان نہایت ۔۔۔ کہون کیون نہ تسلیم تسلیم پیہم
ہی ہر شخص عاشق دل و جان سے اسپر ۔۔۔ ہر اک شعر مین ہی پر کیا سا عالم
بحسن و لطافت چھپا جب یہ دیوان ۔۔۔ ہوئی دیکھکر طبع ای سحر خرم
پسند جہان تھا تو تاریخ اسکی ۔۔۔ لکھی مین نے یون نظم مقبول عالم ۱۲۹۰ھ

ایضاً

کیا خوب چھپا یہ تازہ دیوان ۔۔۔ دلچسپ و خرد پسند و نادر
تصنیف سے انکی ہی یہ دیوان ۔۔۔ ہین جو فن شاعری کے ماہر
ممتاز جہان یگانۂ دہر ۔۔۔ ممدوح اکابر و اصاغر
ہی رام سہائے اسم سامی ۔۔۔ تسلیم تخلص اون کا ظاہر
دنیا مین بعیش و کامرانی ۔۔۔ دائم رکھے خدا سے قادر
ہاتف نے یہ کہا کہ سحر اسکی ۔۔۔ تاریخ ہے یہ تحفۂ خواطر ۱۲۹۰ھ

ایضاً

شکر صد شکر خالق اکبر ۔۔۔ کہ ہوا لطف اوسکا سایہ فگن
یعنے دیوان دوم تسلیم ۔۔۔ چھپ گیا صاف و خوشخط و روشن
کیا مضامین کیا ہی طرز ادا ۔۔۔ کیا ہی انداز کیا انوکھا پن
تو بھی ای سحر بے تامل و غور ۔۔۔ لکھدے تاریخ نور چشم سخن ۱۲۹۰ھ

تاریخ تصنیف رسالہ در فرائض از منشی محمد حسین صاحب سید پوری

فرائض مین لکھا رسالہ یہ خوب ۔۔۔ پُر از راز سر بستۂ معرفت

جو ہوتے حور مین اونکے سے کچھ بھی ناز و ادا
تو جاکے خلد مین ہی ہم ذرا بہل جاتے

یہ آرزو ہی کہ رکھتے نہ پاؤن ہم ای کاش
ادب سے کوچۂ قاتل مین سر کے بل جاتے

کرون تو شکوہ پر اونمین نہین وفا مطلق
کہ آنکھ لوٹے کی صورت ہین جھٹ بدل جاتے

مآل ایک ہی مگر امیر و مفلس کا
کہ خالی ہاتھ ہین سب صاحبِ دول جاتے

وہ ہی جنون کی حرارت جو ذبح ہوتا مین
تو خونِ گرم سے تیغون کے پھل بھی پگھل جاتے

ہمارے رونے سے کچھ آگیا تھا دلمین گداز
جو آہِ گرم بھی کرتا تو سب پگھل جاتے

کہان تھی کوے بتان کی سی اسمین آب ہوا
پہونچکے خلد مین کیونکر نہ ہم بہل جاتے

یقین ہی چشمۂ حیوان کا بخشتا وہ اثر
دہانِ مار مین بھی ہم جو بے اجل جاتے

اشارہ ہی یہ مرے پاس سے اٹھانے کا
رقیب شانہ سے شانہ جو ہین مسل جاتے

جو ہوتے زندہ کہین غالب آجکل ای سحر
تو اونسے ملنے کو ہم لیکے یہ غزل جاتے

تاریخات

تاریخ تصنیف تذکرۂ شمیم سخن از صفا بداونی

کیا عمدہ ہی تذکرہ صفا کا
نایاب کلام کل ہی ای سحر

منقوط حروف مین ہی تاریخ
بے خار خزان یہ گل ہی ای سحر

تاریخ وفات سید عابد حسین صاحب

دار فنا کو چھوڑ کر ملک بقا کو جب گئے
سید عابد حسین اہل کمال و ذی خرد

سال وفات کی مجھے فکر تھی سحر ناگہان
ہاتف غیب نے کہا۔ داخل جنان ابد
۱۲۹۵ھ

ایضاً

سید عابد حسین آنکہ نکو مرد بود
دار فنا را بہشت سوے بقا راہ جست

جو عزم سیر معنی ہی سبک ہو بارِ دنیا سے
کہ سر پر بوجھ ہونے سے سفر مشکل سے ہوتا ہی

اُٹھا لے زندگی سے ہاتھ اگر ہی وصل کا طالب
کہ بے سر دینے کے یہ قلعہ سر مشکل سے ہوتا ہی

گذر جاتے ہین روزِ وصل جھٹ پٹ کس طرح لیکن
میسر ہجر مین وقتِ سحر مشکل سے ہوتا ہی

جسے شہرت کی خواہش ہو رہے گمنام دنیا مین
کہ شہرت چاہنے سے مشتہر مشکل سے ہوتا ہی

دہن کا راز تو کچھ کچھ سمجھ مین آ بھی جاتا ہے
دلے مفہوم مضمونِ کمر مشکل سے ہوتا ہی

جو آہِ گرم کھینچون موم کر دون سنگ و آہن کو
مگر اس آہنین دل مین اثر مشکل سے ہوتا ہی

کرون کس طرح غم کی داستان مجمل بیان اوس سے
مطول ہی یہ قصہ مختصر مشکل سے ہوتا ہی

نہ بے جرم و خطا کر قتل ہرگز سحر مفتون کو
کہ پیدا عاشق اے بیداد گر مشکل سے ہوتا ہی

جو میری نعش کو پاؤن تلے وہ مل جاتے
تو بعدِ مرگ ہی ارمان کچھ نکل جاتے

جو دورِ چرخ سے باہر کہین نکل جاتے
تو زندگی کے مرے کچھ دن اور ٹل جاتے

مری زبان سے نالے اگر نکل جاتے
تو کوہِ طور کی صورت فلک بھی جل جاتے

جو ہتکھنڈے کہین وو چار اپنے چل جاتے
تو جانِ زار کے ارمان سب نکل جاتے

ہمارے قصۂ سوزِ دروں کا اُف رے اثر
کہ جب کا چھیڑتے ہی ذکر وہ ہین جل جاتے

خطا ہوئی جو خفا کر کے اُنکو ٹھہرے رہے
اِسی مین خیر تھی اُسوقت وانسے ٹل جاتے

جو کچھ گذر رہی ہی دل پر گذر بھی جائے کہین
وہ آج ہی نہ چلے جائین کیون ہین کل جاتے

جو منھ سے کہتے ہین مرد اُسکو کر دکھاتے ہین
نہین ہین مرد جو ہین قول سے نکل جاتے

جلا تا خوب ہی مین بھی بڑا مزا ہوتا
ازل کے دن مرے اُنکے جو دل بدل جاتے

مرض مین عشق کے اب نفع کیا کرے پرہیز
جو ابتدا سے سنبھلتے جو کچھ سنبھل جاتے

موافق اپنے جو ہوتی ہوا سے کشورِ عشق
کسی کے سایہ مین ہم بھی غریب پل جاتے

ہماری چشموں کے چشمے ہین سخت طوفان خیز
ذرا سے صدمہ سے کس طرح ہین اوبل جاتے

نہ رہتے زہد ثابت قدم کبھی زاہد
جو روئے صاف ذرا دیکھتے پھسل جاتے

فنا تو ہو چکے مٹی ٹھکانے لگ جاتی
ہماری خاک کو گر کاش وہ کُھندل جاتے

تصور میں ہیں پیش چشم گو وہ دور رہتے ہیں	یہ دیکھو دیکھنے والو نئی اک دوربین نکلی

غزل سرسبز کیا ہو ہمین کیجے لاکھ گو کاوش
نہایت سنگلاخ ای سحر کچھ یہ تو زمین نکلی

کوشش سے ترے وصل کی دولت نہیں ملتی	ولہ	دولت کوئی بی یار سے قسمت نہیں ملتی
گر حسن نہ ہوتا تو یہ ثروت نہیں ملتی		عشاق یہ کرنے کو حکومت نہیں ملتی
گھر آنے کو جب مین نے کہا یہ ہی کیا عذر		کیا کیجیے مجبور ہوں فرصت نہیں ملتی
ہی عجز ہی انسان کی توقیر کا باعث		کچھ دور بہت کھنچنے سے عزت نہیں ملتی
گل کو ہی عبث تجھ سے مساوات کا دعوے		رنگت سے تری خاک بھی رنگت نہیں ملتی
اپنا ہی بکھیڑا چکے وہ جائیں تو جائیں		تلوار بھی کوئی دم رخصت نہیں ملتی
اب عہد ہی دونگا نہ دل آئندہ کسیکو		گر تم نہ ستاتے تو نصیحت نہیں ملتی
پیدا کیے کیا کیا ہین حسین قدرت حق نے		اور ایک سے پھر ایک کی صورت نہیں ملتی
انکار نہیں وصل مین غیروں سے ہی تمکو		اور بوسہ کی بھی ہمکو اجازت نہیں ملتی
نالہ جو کیا مین نے کہا زور سے چلا		آہستہ ستاری کی تری گت نہیں ملتی
کچھ کام سے فرصت نہ ملے تب تو بجا ہی		بیکاری سے بھی یاں تو فراغت نہیں ملتی
اک بوسہ مین دل مانگتے ہو نفع کا کیا ذکر		اتنے مین تو یاں اصل بھی قیمت نہیں ملتی
ملتا نہیں جو زہر شب ہجر مین کھانے		معمول ہی شیء وقت ضرورت نہیں ملتی
آتا نہیں کیوں پاس تو ای طفل برہمن		کیا اسکی کبھی روز مہورت نہیں ملتی

ای سحر جواب اوسکی ہین عیاری کا دیدوں
دل پھیر لوں ایسی کوئی حکمت نہیں ملتی

یقین ہی آہ عاشق کا اثر مشکل سے ہوتا ہی	ولہ	بتان سنگدل کے دلمین گھر مشکل سے ہوتا ہی
بھری ہی میرے ظرف لئیم یا تنک وحشت کی لعنت		کہ بغض غیر کا سینہ گذر مشکل سے ہوتا ہی
نظر کر آفتاب اپنے ہی جام ماہ صورت مین		وگرنہ مجمع شمس و قمر مشکل سے ہوتا ہی
جو اس بدخو کو خط لکھوں یہ مشکل پیش آتی ہی		کہ راضی جانے پر پیغامبر مشکل سے ہوتا ہی

کبھی جو حال دل زار عرض کرتا ہون
تو تند ہوکے وہ کہتا ہی تند خو کیا ہی

ہزار طرح وہین کا عدم ثبوت ہوا
نہین ہی جو کوئی شی اوسکی گفتگو کیا ہی

عیان ہی قدرت حق جلوہ شوخ سے ای غافل
ذرا تو دیکھہ یہ ہنگامہ چارسو کیا ہی

کہا جو مین نے کہ مرتا ہون تو یہ ہنسکے کہا
ہزارون وقت ہین جان ہی یہ ایک تو کیا ہی

وہ سمجھے آرزوے دلکو کیا عبث ناوان
جو جانتا نہین دل کیا ہی آرزو کیا ہی

نہین وہ آتے اکیلے مین میرے پاس کبھی
سمجھہ گئے ہین مرے دل کی آرزو کیا ہی

نہین کچھہ اور تمنا قسم تمنا کی
یہ آرزو ہی کہ وہ پوچھے آرزو کیا ہی

ہر ایک کے حق مین ہی شہرت ہی باعث عزت
نہو جو خلق مین رسوا تو آبرو کیا ہی

نہ اپنے مرنے کا غم عاشقی مین کر ای سحر
ہزارون آہین گئے جان سے ایک تو کیا ہی

سدا طرز ستم تیری نئی ای مہ جبین نکلی
کہ تھی کل تک تو ہان ہان آج تازہ اک نہین نکلی

عبث اک زخم ہی ہین جسم سے جان حزین نکلی
ہوس یہان قتل ہونیکی بھی قاتل سے نہین نکلی

جلاتی سب زمین سے لیکے تا چرخ برین نکلی
غضب پرسوز دل سے اپنے آہ آتشین نکلی

شب وصلت بھی حق مین اپنے روز آخرین نکلی
ادھر منھہ سے نہین نکلی ادھر جان حزین نکلی

ہوئے ہم کیسے کچھہ شرمندہ جاکر بعد مرگ او تیا
جسے سمجھے تھے کوئے یار وہ خلد برین نکلی

کسی نے شرمگین چتون سے دیکھا ہی مری جانب
کہ نکلی حسرت دل بھی تو کچھہ کچھہ شرمگین نکلی

ہوئے دام بلا مین ہم گرفتار اسکی الفت سے
تمھاری زلف اپنے حق مین مار آستین نکلی

چبھا تیر نگہ دلمین جگر بھی ہوگیا زخمی
لگا ناوک کہین لیکن سنان جا کر کہین نکلی

کہینگے [illegible] ہر ہر بات مین ہم نازنین تمکو
چڑھا نیکو تمھارے خوب چڑھ ای نازنین نکلی

تمھاری شکل کا مفتون جو تھا مرکر بھی جنت مین
ملی جو حور مجھکو وہ بھی تمسی ہی حسین نکلی

دکھائی سیر کیا اوج فلک عرش فرسا نے
جسے سب آسمان کہتے تھے وہ اپنی زمین نکلی

تمھارے جور سے ہم بھاگ کر زیر زمین پہونچے
مگر وہ سر زمین بھی آپکے زیر نگین نکلی

گمان گذرا کہ سر پا سے ناگن نے نکالا ہی
جو گھونگھٹ کے تلے سے اوسکی زلف عنبرین نکلی

دل ہوا مائل تمہاری زلف پر
دام گیسو مین شکار آنے کو ہی

جوش پر ہی خون کیون ہر صید کا
کیا وہ کچھہ پھر شکار آنے کو ہی

ہی نظر انگیا کی چڑیا پر مری
خوب چنگل مین شکار آنے کو ہی

صبح ہی عزم سفر اوس شوخ کا
کل فراق جان شکار آنے کو ہی

کہدو دربان سے کہ کردے اطلاع
آج سحر جان نثار آنے کو ہی

جو مہربان کہین وہ رشک ماہ ہوجاوے
تو یہ گدا بھی کبھی بادشاہ ہوجاوے

جو اپنی شعلہ فگن برق آہ ہوجاوے
تو کاخ چرخ بھی جلکر تباہ ہوجاوے

دوچار گر مری اون کی نگاہ ہوجاوے
تو سب معاملہ پھر روبراہ ہوجاوے

کرین سفید بھی گھر کو مرے اگر معمار
تو دود آہ سے فوراً سیاہ ہوجاوے

شب وصال کی آتی ہین یاد یون باتین
کہ خواب مین کوئی جیون بادشاہ ہوجاوے

جو جاؤن آج کی شب اونکی بزم مین تنہا
تو مجھ پہ غیر کا کاش اشتباہ ہوجاوے

یہی دعا ہی کہ انجام ہو بخیر مرا
خدا کرے کہ بتون سے نباہ ہوجاوے

نگاہ لطف جو غیرون پہ ہی تو بہتر ہے
کبھی ادھر بھی کرم کی نگاہ ہوجاوے

ترے عتاب کے لذت سے یہ تمنا ہے
کہ آج بھی کوئی مجھسے گناہ ہوجاوے

زمانہ تم پہ ہی غش کیا عجب جو حشر کے دن
مرا گواہ تمہارا گواہ ہوجاوے

ملے بھی حور جو زاہد کو خلد مین جاکر
مزا ہو وان جو اُسے ضعف باہ ہوجاوے

نکالو سحر وہ مضمون طبع عالی سے
جہان مین جسکے سبب واہ واہ ہوجاوے

ولہ

جمال و حسن بتان تیرے روبرو کیا ہی
پری ہی حور ہی اللہ جانے تو کیا ہی

کسیکی سنتے نہین آپ کچھہ یہ خو کیا ہی
کہون تو کس سے کہون دل کی آرزو کیا ہی

رکھے نہ انس جو خنجر سے وہ گلو کیا ہی
نہ زیب دامن قاتل ہو وہ لہو کیا ہی

فدا ہی خلق ہی انداز کیا تبسم کا
جہان نثار ہی یہ طرز گفتگو کیا ہی

بجز اُنکے ہر اک اپنی خوشامد سے ہی ہو جاتا
یہی دیکھا گیا ہی قاعدہ سارے زمانے مین

مین ہون مثل وحشی تم زمانے کے ہو ہرجائی
مجھے سب ڈھونڈھتے ہین دشت مین تمکو زمانے مین

تمنا ہی نہ لے جتنا و جیا و نہین کبھی یہان سے
نہین معلوم اثر کیا ہی قفس کے آب و دانے مین

خط اغیار مین لکھکر مٹایا نام کو میرے
دقیقہ کون چھوڑا آپنے میرے سٹانے مین

ہوا خون ایکدم مین عمر بھر کی آرزوؤن کا
ہنے مدت مین گھر لگتی مین کچھ دیر ڈھانے مین

مرے دل کیطرف تیر نگاہ ناز آنے دو
خطا کرتا ہی تیر انداز کب اپنے نشانے مین

نہین میرے سے آیا تم ولیکن بہت دلدادہ ہین تمپر
سیاہ ہو یہ رقم بھی کیجیے لیکر خزانے مین

اجل اس بیکسی مین تو ہی آجا میری صحبت کو
توقف ہی ابھی دو چار دنکا اُنکے آنے مین

جلیگا بعد مردن بھی دل سوزان تہ تربت
نہین کچھ شمع کی حاجت ہمارے شامیانے مین

ہمین اک بوسہ دیکر فکر کیا دل مین ہوئی پیدا
غضب کیا ہو گیا کیا آگیا دھکا خزانے مین

لکھی عمدہ غزل یہ سحر تمنے واہ کیا کہنا
بہ الیون مین نہین کچھ نامور ہو تم زمانے مین

ردیف یای تحتانی

مژدہ ہی دل آج یار آنے کو ہی
وقت جد انتظار آنے کو ہی

اُنکے جوبن پر ابھار آنے کو ہی
سرو قامت مین انار آنے کو ہی

بلبلو وہ گلعذار آنے کو ہی
آج گلشن مین بہار آنے کو ہی

غش ہے مجھے کیون بار بار آنے کو ہی
دل کہین بے اختیار آنے کو ہی

نزع مین وہ گلعذار آنے کو ہی
بیقراری مین قرار آنے کو ہی

جب وہ ای سوز و گداز آنے کو ہی
آج ہی آندھی غبار آنے کو ہی

کیون نہ مین مرنے کو سمجھون زندگی
نعش پر وہ گلعذار آنے کو ہی

کیون ہی حیرت دیکھ مجھکو بدحواس
غش ابھی دو چار بار آنے کو ہی

پھر تپ ہجران نے کی جوشش شروع
پھر وہی مجھکو بخار آنے کو ہی

جفا و جور مین تم اور ہم اُسکے اُٹھانے مین
ہم اور تم دونون ہین مشہور دنیا مین زمانے مین

کوئی مشغول حق کوئی بتون سے دل لگانے مین
نہین کچھ ایک ہی فطرت کے سب انسان زمانے مین

شب وصل اُس پری نے مفت کھویا وقت فرصت کا
کبھی سر ملنے مین کبھی زلفین بنانے مین

قدیمی یار ہین ہم غیر گردنسے ہوا عاشق
بہت کچھ فرق ہی صاحب نئے مین اور پرانے مین

بنے گا کس شہید زیب زینت کی یہ تربت پر
طلا کاری یہ کیون کی ہی فلک کے شامیانے مین

نہ ویران کر مجھے صیاد ہاتھ آئیگا کیا تیرے
بجز مشت خس و خار اور کیا ہی آشیانے مین

خفا تمکو جو کر دیتا ہون بے مطلب نہین یہ بھی
مزا ملتا ہی کیا کچھ آپکے آنکھین دکھانے مین

ہوا بالکل غلط دیکھو جو یکتائی کا تھا اون کو
بٹھا ہمنے دیا جسدم اُنھین آئینہ خانے مین

تفاوت ہی نزاکت اور بھدا پن کا دونون مین
گلونکے کھلکھلانے مین تمھارے مسکرانے مین

کیا شانہ جو اُس نازک بدن نے اپنے ہاتھون سے
لگا ہونے نزاکت کے سبب درد شانے مین

زمانے کے سخی ہو حسن کی دولت لٹاتے ہو
ہمارے نام کا بھی کوئی پیسہ ہی خزانے مین

اسی مین ہوگی کچھ حکمت کیا ہمکو جدا اُس سے
نہین دم مارنے کی جا خدا کے کارخانے مین

ہماری کیا سُنین وہ منہ لگے اغیار ہین اُنکے
صدا طوطی کی سنتا کون ہی نقار خانے مین

خدا سے دل لگا کر تجھکو حاصل ہو چکا زاہد
جو پایا ہی مزا ہمنے بتون سے دل لگانے مین

یہان اجل اور ضد ابھی اونکی نہین جاتی
یہان جاتی ہی جان اور دیر ابھی ہی اُنکے آنے مین

جھپک جاے جو تم سے آنکھ اپنی کب یہ ممکن ہی
لڑا آنا ہوا گر یکتا ہین ہم آنکھین لڑانے مین

شب وصلت مین قبل از وصل ہی ہم ہوگئے بیخود
مزا پایا یہ دل نے اُس پریکے گھمانے مین

در دولت پہ جسدم آپ فرمائین مین حاضر ہون
تامل ہی اگر کچھ آپکو گھر میرے آنے مین

بہت مدت مین آئے ہو ابھی کہتے ہو جانے کو
یہ آنا کیا ہی آنے مین یہ جانا کیا ہی جانے مین

جو مینے باتون ہی باتون مین بوسہ لے لیا اُنکا
تو بولے ہی یہی تو عیب ہے تیرے منہ لگانے مین

اوٹھا کر شاخ گل کو ایسی حالت ہوگئی اونکی
کسیکو جیسے محنت ہوتی ہی مگدر اٹھانے مین

کبھی وعدہ نہ اُس بد عہد نے پورا کیا ہم سے
کبھی حیلہ مین رکھا اور کبھی ٹالا بہانے مین

صف محشر گان کے آگے ہم رہے سینہ سپر کیسے
سپر بازی مین ہم یکتا ہین وہ برچھی چلانے مین

جو نکلے آہ وہین سینہ چاک کر ڈالون — اوکھاڑون جو فغان کو بے زبان منھ مین
ہنوز ہی یہ ہوس کاٹون وہ لب شیرین — اگرچہ دانتونکا باقی نہین نشان منھ مین
نہ غیب حسن سے کچھ کہو سکا حکایت غم — شب وصال رہی منھ کی داستان منھ مین
ہزارون صدمون پہ آئی نہ اُف کبھی لب تک — کیا یہ ضبط کہ گویا نہین زبان منھ مین
فدا ہی بلبل خوش لہجہ گفتگو پہ ترے — یہ برگ گل ہی کوئی یا کہ ہی زبان منھ مین
تمھارے چہرہ پہ ہی شام کو شفق کی بہار — مسی ہی دانتون پہ سرخی رنگ پان منھ مین
تمھارا چاہ ذقن چشمہ حلاوت ہے — بھر آئے پانی نہ کیون دیکھہ میرے جان منھ مین
عدم کے بھید کمر سے ہین انکی وابستہ — رموز غیب کے اسرار ہین نہان منھ مین
ہزارون گالیان دیجے نہ بے سبب صاحب — زبان سنبھالیے میرے بھی ہی زبان منھ مین
شب وصال ہم اور وہ عجب طرح لپٹے — کمر مین ہاتھہ بغل مین سر اور زبان منھ مین
جگر مین لگتی ہی ہر بات تیر کے مانند — زبان ہی کہ تمھارے کوئی کمان منھ مین
سوال بوسہ کا کرتا ہون جب مین پیر ضعیف — بگڑنے لگتا ہی کچھہ کہکے وہ جوان منھ مین
حرام مے کو جو پھر کہیے شیخ جی منظور — ذرا سی ڈال کے کیجے تو امتحان منھ مین
فغان کا اُف رے اثر گرم لب بے سوزش آہ — پڑے ہین آبلے اب تک کہان کہان منھ مین
حسد نہ کرتے مری نغز گوئی پر حاسد — الٰہی کاش نہ ہوتی مری زبان منھ مین
نہ مانگے پانی بھی کاٹے جسے یہ دشمن جان — وہ زہر رکھتا ہی افعی آسمان منھ مین
چھپاؤن عشق کو کیا مین بھلا چھپے کیونکر — جو پڑ چکی ہو زمانے کے داستان منھ مین
اوجاڑ گھر نہ ستم اسقدر تہ کر صیاد — لیے پھرون جو خس و خار آشیان منھ مین
کبھی جو جانب کعبہ منھ اودھر بھی جاتا ہی — طمانچہ مارتی ہی الفت بتان منھ مین

کچھ اور پڑھیے ابھی سحر آبدار اشعار
نہ بند رکھیے زبان گہر فشان منھ مین

جفا مین بانکپن مین حیلہ سازی مین بہانے مین
اگر ہین آپ یکتا جور کرنے مین ستانے مین
نہین ثانی تمھارا آج کل کوئی زمانے مین
تو ہم بھی ہین وحید عصر رنج و غم اوٹھانے مین

منھ سے کہدون کہ دکھا بیٹھو نکالون دل سے
پوچھتے کیا ہو کہ کیا ہی ترے ارمان دلمین

ہجر مین زندہ رہا کوئی نہین اسکا جواب
کسقدر اونکو بلا کر ہون پشیمان دل مین

ہی یہ حیرت کہ ہوا شکل کہانسے یہ نمود
دیکھکر آئنہ وہ سخت ہین حیران دلمین

نہ کیا اُس بت عیار کے کچھ دل مین اثر
اپنی تقریر پہ کتنا تھا مین نازان دلمین

قول ہو متفق فعل یہی لازم ہے
وہی منھ سے کہے کہتا ہو جو انسان دلمین

روکتا ہے مجھے جانے سے تمہارے در تک
کچھ سمجھنے ہی لگا آپ کا دربان دلمین

بات تک ہی نہین خلوت مین نہین کچھ معلوم
بدگمان ہو گیا کیون مجھسے وہ جانان دلمین

کیون انا الشمس کا ہر دم نکرون مین دعوے
عکس افگن ہی خیال رخ تابان دلمین

اشد الشدری نزاکت نظر آیا نیلم
جب لیا بوسۂ لعل لب خندان دلمین

اشک سے کرتا ہون مین خانۂ دلمین چھڑکاؤ
تا وہ تکلیف نپائین مرے سوزان دلمین

بعد مردن بھی ملے حور تو کچھ دور نہین
ابتدا سے ہی مرے عشق حسینان دلمین

تھا دبستان مین بھی مجھکو سبق عشق کا درس
مصحف رخ کو سمجھتا تھا گلستان دل مین

سحر بمثل لکھی تونے غزل حق تو یہ ہے
کرے انصاف اگر کوئی سخندان دلمین

ہنوز ہی مزۂ تشدد کا نشان منھ مین
رہی جو رات کسیکی مرے زبان منھ مین

قیام رکھتی ہی سر سے ہی جاودان منھ مین
بنا لیا ہی مگر آہ نے مکان منھ مین

وجود کا ہی عدم کا کبھی گمان منھ مین
نکالتے ہین عجب نکتے نکتہ دان منھ مین

نہین ہی آپکے لعل شکرفشان منھ مین
گھلے ہوئی ہی مٹھائی کی اک دکان منھ مین

دعا مین دیجا وہ قاتل کے دست و بازو کو
دہان زخم کے ہوتی اگر زبان منھ مین

جو ہجر زلف گرہ گیر مین کیا نعرہ
جگر سے آکے گرہ ہو گیا فغان منھ مین

ہر آنکھ اسلیے دیکھا کرے جمال صنم
بیان حسن کو خالق نے دی زبان منھ مین

فقط یہ ایک بہانہ ہی دود قلیان کا
ہوا ہی جمع مری آہ کا دھوان منھ مین

ہمیشہ چلتی ہی رہتی ہی قینچی کیصورت
تمھاری دم کو بھی ساکت نہین زبان منھ مین

آج آئے ہین بت کچھ وہ سنور کر بنکر
گرم بازار جگر کا ہوا مجمر بنکر

جان آفت زدہ کو اور ستمگر بنکر
آبرو پانی ہی آنکھون نے سمندر بنکر

رحم تو رحم ستم کو بھی ترستے ہین ہم
کیون ستم کرتے نہین آپ ستمگر بنکر

مرکے بھی خاک سے اپنی نہ گئی الفت لب
لب کو چوما ترے آخر لب ساغر بنکر

اپنا خط آپ ہی لیکر ترے کوٹھے پہ گئے
ہوئی حاصل ہمین معراج پیمبر بنکر

رخ سے گل جنکے مجھے دیتے ہین بلبل کا خطاب
قمری کہتے ہین کبھی قد سے صنوبر بنکر

ہی ہوس اسکو کہ لیجاون مین ہی نامۂ شوق
طائر جان ہی کمر بستہ کبوتر بنکر

رات دی عالم تشبیہ مین کیسی تسکین
عقد پروین نے ترے ماتھے کا جھومر بنکر

کہتے ہین ہی وہی بگڑی کا بنانے والا
آئے وہ بت نہ مری قبر پہ کیونکر بنکر

انکے وعدے کے مکرنے سے میرا اپنا یہ حال
کسی مفلس کا بگڑ جاتا ہی جیون گھر بنکر

اسکے پہلو سے ذرا دیر کو ٹلتا ہی نہین
غیر کمبخت مری چھاتی کا پتھر بنکر

راستی پر نہین آتی نہین آتی ہرگز
آج تو بگڑے ہو کچھ میرا مقدر بنکر

ایسے قاتل کی حمایت کی سماعت ہی نہین
واہ منھ دیکھنا یون داور محشر بنکر

پاؤن رکھا نہ ادب سے کبھی ہرگز ای سحر
کوے قاتل مین گیا مین ہمہ تن سر بنکر

ردیف نون

کھائے ہین گل تری فرقت مین یہ داغ دل مین
خار رکھتا ہی مرے دل سے گلستان دل مین

تیرا خواہان نہو کیون قتل سے شادان دل مین
رہگیا اسکے ترے تیر کا پیکان دل مین

جاگزین جب سے ہوئی الفت مژگان دل مین
نیش زن ہی خلش خار مغیلان دل مین

کعبہ و دیر مین کرتے ہین عبث اسکو تلاش
ڈھونڈھ لیتے نہین کیون گبر و مسلمان دل مین

آئے وہ خواب مین تو بھی نہ گیا انکا حجاب
دلکے سب رہگئے باقی مرے ارمان دل مین

یہی ارمان ہی دل مین کہ وہ مجھسے پوچھے
کچھ تو کہہ ہمسے کہ کیا ہی ترے ارمان دل مین

کیا خوب کہ بے جرم مجھے کل تو کیا قتل
تکلیف وہی کی رکھی تہمت مرے سر آج

ولیکن مرے داخل ہوئے بیتابی و حرمان
افسوس ہوئے تاب و توان شہر بدر آج

پیری کا برا ہو کہ یہ ہی ضعف بصارت
کل سے جو اوسے دیکھون تو آتا ہی نظر آج

ہر دم ہی نیا اک ہدف ناوک مژگان
کل دل ہوا زخمی ہوا مجروح جگر آج

طوفان سرشک اپنا ہی فتح در وحشت
دیوار جہان کل تھی وہان ہو گیا در آج

پیش آیا جو پیشانی مین لکھا تھا عزیزو
کیا پوچھتے ہو حال ہی کیون زیر و زبر آج

سرگرم سراندازی ہی قاتل تری ابرو
سر ایک نہ رکھیگی یہ شمشیر دو سر آج

قاصد تو پھر آیا مگر آشفتہ و درون ہے
کیا بات ہی کہتا نہین جو خیر خبر آج

پایا ہی کسیکے لب شیرین کا جو بوسہ
پھیکا ہی نظر مین مزۂ قند و شکر آج

ٹھلائینگے پر مین تجھے یا مر کے اوٹھینگے
بیٹھے ہین ترے در پہ سر راہگذر آج

ساقی ہی شب ماہ ہی پی جام پیا پی
کچھ پرسش محشر کا نکر خوف و خطر آج

کل تو مریجان آپ نے وعدو کین ہی ٹالا
فرمایئے لیکن کہ ہی کیا مد نظر آج

پیدا نہین ای رشک پری حور کہون گر
ثانی نہین دنیا مین ترا کوئی بشر آج

کب کم ہی شہادت بھی حیات ابدی سے
حاصل ہوئی جان دیکے ہین عمر دگر آج

سر تن سے جدا کرکے دیا داغ جگر پر
ہان ہو گئی اب مہر بھی اس فیصلہ پر آج

ہی ماہ شب ماہ چڑھا بام فلک پر
ہی بات کو تب کوٹھے سے تو بھی نہ اتر آج

منقش ہی ترا گھر کہ صفین ہوتی ہین بسمل
اوٹھ جاتی تری آنکھ ہی ای یار جدھر آج

کل خاک مین ملجائیگا سب عجب و تکبر
مانا یہ کہ حاصل ہی تجھے شوکت و فر آج

یہ ہجر کبھی جان ہی نہ لے لیگا ہماری
مرجائینگے کل بچ گئے قسمت سے اگر آج

ہر روز قیامت شب فرقت کی درازی
سو سال مین ہووے تو ہوئی گویا سحر آج

شاید جگر غیر ہوا وصل سے ٹھنڈا
ہوتا نہین بیوجہ مرے درد جگر آج

کیا بات ہی کل کا ہی ہمیشہ کیا وعدہ
منھ سے کبھی نکلا ہی نہین تیرے مگر آج

مرنا ہی جو ای دل تو گلا کاٹ کے مرجا
جو کام ہی کرنا تجھے آخر اوسے کر آج

اب دیکھنا ہی جاتے ہیں افلاک کدھر آج
طوفان اٹھانے کو ہی یہ دیدۂ تر آج

وہ عذر ستم کرنے کو آئے مرے گھر آج
دکھلایا مرے جذبۂ الفت نے اثر آج

کیا جانیے کیسے ہوئے دشمن میں سیر آج
کیون ای شب ہجران نہین بجتا ہی گجر آج

ہی وصل کی شب حجت و تکرار مگر آج
تب بات ہی اس بات کی گر جاے ٹھہر آج

دل پر ہی کبھی آپ کی دزدیدہ نظر آج
اللہ کرے خیر نہ ہو مجھکو کوئی شر آج

کسطرح سے فرقت کی کرون رات بسر آج
ہوتی نظر آتی نہین واللہ سحر آج

موجود ہی وہ رشک دو شمس و قمر آج
ہی منزل افلاک کا رو کش مرا گھر آج

آیا جو نظر کر ہی دیا جسنے تب گر آج
اس کے آگے ہوے کیا سینہ سپر آج

ہم ہاتھ اٹھا لینگے دعا سے جو اگر آج
بیکس کسیطرح خاک پہ لوٹیگا اثر آج

سون جان مرتے ہیں مرے شب وصل خوشی سے
اگر نہ دیا نہ مجھکو کہین سیری ہی نظر آج

ظالم دست اخلاق کو ہی روز جزا بھی
کل کا ہی اگر خوف تو اللہ سے ڈر آج

کل ہم سے کہ رہتا تھا مزاج اپنا فلک پر
بیٹھے ہم ہین کہ ہی زیر زمین اپنا مقر آج

تھا پردہ نشین وہ تو ہمین بھی تھا عشق
چھت پر جو چڑھا دیکھا گیا دل سے اتر آج

کیون باندھتے ہین آپ پر قتل یہ کمرے
کیا مجھکو سمجھنے لگے کچھ اپنی کمر آج

ہی فرق پس و پیش کا سب ہو گئے معدوم
مان آج تو کل زحمت پسر کل تو پدر آج

میخواری کی تو چھوٹ گئی نذر محتسب اپنی
اللہ کا ڈر کل نہین تو کیا ترا ڈر آج

میخانہ مین جاکر چھپے رندونکے ستم سے
زاہد کو نہ سوجھا کوئی حب اور مفر آج

کل تک تو مزاج آپکا تھا صلح پہ ہم سے
آتا ہی نظر ڈھنگ مگر تو دگر آج

مین نے کہا مرجاؤنگا فرقت مین کسیدن
کہنے لگے کل تجھکو جو مرنا ہی تو مر آج

جو افسر شاہی سے سرافراز تھے کل تک
کھاتے ہین پڑے ٹھوکرین وہ کاسۂ سر آج

شاید کہ بس اب آگئے کچھ دن مرے اچھے
خوش آپ سے پایا نہ کبھی ہمکو مگر آج

غیرون پہ نہ کیون آج ہو فردا ے قیامت
آتا ہی وہ رشک خور محشر مرے گھر آج

کل سے ترے بیمار کی حالت ہی دگرگون
او بیخبر افسوس ہوئی تجھکو خبر آج

ردیف جیم

جوشِ وحشت پر ہمارا ہی دلِ دیوانہ آج
ایک مدت بعد دیکھا ہی ترا میخانہ آج
لب سے جو ہی گلفشاں مجلس میں وہ جانانہ آج
ہی شبِ ہجر آج اور اگر روز آنا ہی تجھے
ایک بوسہ کی تمنا رکھتے ہیں اک عمر سے
ہوگا نادم بزم میں اُس شمع رو کو دیکھکر
کثرتِ عشاق سے رونق ہی حسنِ یار کو
حیف ہی کرتا ہی کیا چرخِ مشعبد انقلاب
ہی مروت جسمیں وہ احمق ہی گویا آج کل
حالتِ دنیا جو برسوں دیکھی وہ پائی نہ کل
کیا ہی تجھے بیفکر کل تک عالمِ بالا میں ہم
آج گھر جائینگے اُنکے آگے جو کچھ ہو سو ہو

شمعِ بزمِ غیر ہی شاید کہ وہ جانانہ آج
ساقیا ہو خیر خُم کی بھر تو دے پیمانہ آج
غیرتِ گلزار ہی مجھ زار کا کاشانہ آج
ای اجل مت دیر کر موقع ہی اچھا آنہ آج
صاف تم سے کر دیا ہی عرضِ گستاخانہ آج
کیا تعجب جل مجھے گر شمع سے پروانہ آج
ہی بجا عاشق کریں گر نازِ معشوقانہ آج
کل تلک تھی جو جگہ آباد ہی ویرانہ آج
بیمروت جو کوئی ہی ہی وہی فرزانہ آج
حال کل دیکھا تھا جو کچھ ہیں وہ دیکھا نہ آج
لگ گئی آ کر یہاں ہی فکرِ آب و دانہ آج
ولیکن جو کچھ ہی وہ شب کہدینگے بیباکانہ آج

کل تلک ملتے تھے اُس سے آج غیروں نے سبھی
سحرؔ کو ملنے کی تم سے کل تھی کچھ پروانہ آج

ولہ

اقلیمِ عدم کو ہی مرا عزمِ سفر آج
اِک عمر کے بعد آتے ہیں مدتمیں نظر آج
سر رکھ ہی دیا پاؤں پہ بیخوف و خطر آج
کل ہی کیطرح کل ہی کا پھر وعدہ مگر آج
کل ہم پہ تھی غیروں پہ ہی الفت کی نظر آج
ہی مرا ہاتھ تری چھاتیوں پر آج
کیوں نہ سحرؔ کی شبِ [illegible] آج

ہی ڈھونڈھ کے لانا کوئی مضمون آج
فرمایئے تو بھول پڑے آپ کدھر آج
واللہ کیا ہم نے بڑا شعر کہ سحر آج
ای غیرتِ حور آج ہی ای رشکِ قمر آج
کچھ آپ بھی ہیں خوب کہ جو کل تھے اُدھر آج
حق یہ ہی ملا نخلِ محبت کا ثمر آج
بولا نہ موذن بھی گیا وہ بھی ہی مر آج

نہین ملتے نہ ملئے بسم اللہ — پر بتا دیجیے ذرا باعث
آج کیون وہ بگڑ گئے ہم سے — یا الٰہی نہ کچھ کھلا باعث
مر گئے دیکھہ ہم ترا انداز — ہی قضا کی تری ادا باعث
جب کہا منے آیئے مرے پاس — دو گھڑی کے لیے کہا باعث
تم حسین ہو تو چاہتے ہین تمھین — یہی باعث ہی اور کیا باعث

کر لیا کیسا آپ کو تسخیر
سحر ہون ورنہ اور کیا باعث

ولہ

ن برہم ہی تری زلف دوتا کیا باعث — یا الٰہی ہوئی کیا مجھ سے خطا کیا باعث
وئے بخت جفائے فلک اغوائے رقیب — میری فرقت کے لیے ہو گئے کیا کیا باعث
ے نہ اوس کوچہ مین جاؤنگا کبھی مین نے کہا — دل بیتاب وہین بول اٹھا کیا باعث
مین کہتا ہی مزاج اور کہین کیسا ہے — غیر پر لطف و کرم مجھ پہ خفا کیا باعث
نتظر کسکی عیادت کا ہی تیرا بیمار — فائدہ کرتی نہین کوئی دوا کیا باعث
یر کے واسطے مژدہ کوئی لیجاتا ہے — آج کیون پوچھتے ہو حال مرا کیا باعث
یرے منہہ سے ابھی نالہ کوئی نکلا تو نہ تھا — آسمان سر پہ عجب ٹوٹ پڑا کیا باعث
یر کرتا ہی مرے آج بجلے کی باتین — وہ یہ کیا کیا ہی سبب واسطہ کیا کیا باعث
شغلہ سیر حقیقت ہی شراب ای زاہد — کیون تو پیتا نہین ای مرد خدا کیا باعث
یوفا کسنے کہا مجھکو کہ ہی ضد یہ مزاج — آج کیون آپ ہین سرگرم وفا کیا باعث
بلبلی چولی ہی نیلم ہی عقیق یمنی — جھوٹ سچ کچھ تو بتا دیجیے ذرا کیا باعث
بح امین ہی تجلی ترے رخ کی ای بت — کیون نہ ہم سمجھین تجھے بنا خدا کیا باعث
ار غم کھاتا ہی الفت مین کسی گلرو کی — کیون شگفتہ نہین تو آج دلا کیا باعث
کیا غرض گیسوے مشکین کو تمھارے دل و دین — بیٹھے جھلائے یہ یون سر پہ بلا کیا باعث

سحر کس روز فزون حسن پہ مائل ہی تو
کیون ہی یون روز بتر حال ترا کیا باعث

تیرے وحشی کو کمی کیا ہی پئے فکر لباس
دامن دشت بہت دامن کہسار بہت

وصل مین دو نو نکی ہوتی ہی ترقی پہ نگاہ
اونکو غصہ بہت آتا ہی مجھے پیار بہت

خط تو لکھتا ہون مگر ڈر ہی کہ نہ ہو نہ ملول
کثرت شوق سے ہو جانے نہ طومار بہت

تیری مستی کی وہ ادا ہٹ نہین سوسن سے کم
شوخ ہی گل سے تری سرخی رخسار بہت

ناز اٹھواتے ہین اور دیتے نہین بوسہ کبھی
عاشقون سے وہ لیا کرتے ہین بیگار بہت

دل خونین ہین ہمارے اسے آنے دیجے
خون کا پیاسا ہی تمھارا لب سوفار بہت

مانگتا بوسے نہین آپ سے کچھ سو دو سو
دس بہت آٹھ بہت پانچ بہت چار بہت

کر دے للہ ذرا آب کرم سے سیراب
آب ہین بیتاب ترے تشنۂ دیدار بہت

یاد جب مین نے کیا سرخی لب کو تیری
خون روئے ہین مرے دیدۂ خونبار بہت

آنکھ اٹھانے کو جو کہتا ہون تو کہتی ہی وہ چشم
اٹھون کس طرح بھلا مین تو ہون بیمار بہت

غم نہین گر نہین زر قوت کی کیا فکر ہمین
غم دیا ہی ہمین اللہ نے ای یار بہت

باتین کرتے ہو مگر آنکھین جھکی جاتی ہین
رات کو آپ رہے ہین کہین بیدار بہت

یاس و امید مین کس طرح سے دل ہو فارغ
تیرا ملنا ہی بہت آسان نہ دشوار بہت

زلف کو ہاتھ لگایا تو بگڑ کر بولے
سر نہ چڑھ ہوش مین رہ دیکھ خبردار بہت

سحر کس لطف کا ہی تیرا سخن عام پسند
شہرۂ خلق ہوئے ہین ترے اشعار بہت

ردیف ثای مثلثہ

کچھ غرض وجہ مدعا باعث
کیون خفا ہو گئے ہو کیا باعث

مجھسے روٹھے ہو کیون بلا باعث
کیا خطا کیا قصور کیا باعث

اب کھلا یہ کہ جان جانے کا
تھا سبب دل ہی دل ہی تھا باعث

مینے چھیڑا تھا کیون بگڑتے نہ وہ
خفگی کی ہوئی خطا باعث

ہین انھین چاہون مین یہ خود چاہین
کوئی ایسا ہو یا خدا باعث

ای سحر نہین جان کی اب خیر تمھاری
آتی رہی گر یونہین یہ ہیبت شب فرقت

شوق اُٹھ گیا تو نہ تھا آپ کو زنہار بہت
دل خریدار کو اور دل کو خریدار بہت
سر چڑھا آپکے ہی طرۂ طرار بہت
شیخ جی کیجیے زہد اپنا نہ اظہار بہت
کیجیے ربط نہ اغیار سے زنہار بہت
کچھ نہین غم جو ہی جمعیت اغیار بہت
کیا ہر اک بات مین دکھلاتے ہو تلوار بہت
ناخوشی سے جو ملین بوسے تو سو بھی کم ہین
مر کے لیجائینگے کیا قبر مین بھی ساتھ اپنے
قول کے ساتھ وفا ہو تو ہی تعریف کی بات
دیکے بوسے لب و رخسار کے پھر پوچھیے گا
ہی مثل ایک انار اور ہزارون بیمار
ہاے نہ جائین کہین یوسف کیطرح ڈر یہ ہی
کچھ تو ہی بات جو تخصیص ہی تیرے گھر کی
سخت مشکل ہی کہ یان رات تو کم باقی ہی
وہ سمجھتا ہی جسے تصفیۂ باطن سے
ایک ہی چلو مین کر دیتی ہی اُلٹو سب کو
دیدون اک نیم نگہ مین جو بھلا دل سی چیز
یاد مژگان صنم تو بھی رکھا جو ہی کچھ
کرے اک عشوۂ جان بخش سے دلکو مسرور
آہ مظلوم سے کر خوف ستم سے باز آ

ولہ

آج کیا ہی کہ نظر آتے ہو سرشار بہت
ہم کو مطلوب بہت تم کو طلبگار بہت
پیچ کھاتا ہی سر گنج پہ یہ مار بہت
ہنسے دیکھے ہین اجی ایسے تو مکار بہت
پاک طینت ہین کم اور دہر مین بدکار بہت
مین اکیلا بھی ہون دشمن ہین کو ای یار بہت
قتل کو میرے تو ہی ابروے خمدار بہت
اور اگر پیار سے ملیا ہین تو دو چار بہت
دولت و زر پہ جو مغرور ہین زردار بہت
سر جھکے یون تو مر بجان ہوا اقرار بہت
کہ مزہ کس مین ہی کم کون مزے دار بہت
دل مرے پاس ہی ایک اور طرحدار بہت
خیر ہو جانے لگے ہین سو بازار بہت
یون تو سر پھوڑنے کو شہر مین دیوار بہت
دل مشتاق مین باقی ہی ابھی پیار بہت
ہین فرق عشق مین ای بوالہوس اسرار بہت
ساقیا تیز ہی مے سے مئے دیدار بہت
واہ ہین آپ ہی تو عاقل و ہشیار بہت
نوک کی لیتے ہین صحرا مین سر خار بہت
مان لے بات کو غمزے نگر ای یار بہت
نہ ستا میرے دل زار کو ای یار بہت

اللہ رے سادگی کہ جو لیتا ہون بوسے مین — گنتے ہین گن کے بوسے کو بھی چار چار آپ

کوچہ مین آنے سے کہین کہتے ہین باز ہم — سو بار غیر منع کرین لاکھ بار آپ

ظاہر مین بھولی بھالی بنی صورت وہی مگر — مطلب کی بات کو ہین بڑے ہوشیار آپ

بوسے عروس آتی ہی میلے لباس سے — تھے بچپنے سے آتے نظر ہونہار آپ

گالی نہ دیجیے گا ذرا منھ سنبھالیے — کیا لطف جو مین چار کہون اور چار آپ

یہ امر دوسرا ہی کہ اب یار غیر ہو — آخر کبھی ہمارے ہی تھے یار غار آپ

جو کچھ کہ کیجیے سو مرے اے جان آپ ہین — دل آپ جان آپ جگر آپ یار آپ

گیسو کو چھو لیا تو ہی کیا برہمی کی بات — مجھسے خطا ہوئی ہی تو لین مجھکو مار آپ

بندہ سے کیا خطا ہوئی سرزد کہ آج تو — بیٹھے خفا ہین یا مرے پروردگار آپ

ہی آہ بات بات پہ اے سحر خیر ہی
معلوم ہوتے ہین ہمین کچھ دلفگار آپ

ردیف تای مثناۃ فوقانی

دکھلائے نہ کیون حشر کا عالم شب فرقت — کچھ روز قیامت سے نہین کم شب فرقت

برپا ہو کیون شیون و ماتم شب فرقت — ہی حق مین مرے روز محرم شب فرقت

کرتا ہی فلک دیکھکے حالت مری زاری — یہ چرخ سے گرتی نہین شبنم شب فرقت

گھبرا نہ بہت ساوہ اب آتا ہی اب آتا — دیتا ہون دل زار کو یون دم شب فرقت

ہین مختلف الفاظ مگر ایک ہین معنی — زندان ملک الموت جہنم شب فرقت

موجود ہو جسمین کہ ہر اک طرح کی تعذیب — سب کہتے ہین دوزخ اُسے اور ہم شب فرقت

دلمین مرے مرجاتے ہین ارمان ہزاروں — برپا ہو کیون نعرۂ ماتم شب فرقت

دنیا مین سدا رنج سے راحت ہی ہو [illegible] — دور وصل کی شب پر ہی مقدم شب فرقت

سینہ مرا کر دیتی ہی افگار ستمگر — شہزاب ہو نہین اور ہی رستم شب فرقت

کیا پوچھتا ہی کون ترے در پہ جان ہی — ای مونس جان اور مری ہمدم شب فرقت

سننے سے اسکے ہوتی ہے خاطر اگر ملول
پھر تو چھپتے ہی کیوں مرا حال زار آپ

رو کر سنایا حال تو بولا یہ ہنسکے وہ
حضرت یہ کار سب ہیں کہاں کی ملار آپ

غصہ میں سرخ ہو گئے کیوں گال ہیں اگر
کہتا ہے کون یہ کہ نہیں گلعذار آپ

گر غیر باوفا ہے تو ہو مجھکو کیا غرض
صاحب مجھے سناتے ہیں کیوں بار بار آپ

گو مار عشق زلف سے ہی جانبری محال
کرتے تو ہیں پہ لیک ذرا اتار مار آپ

اللہ اکبر اتنی مرے ذبح میں درنگ
تکبیر ہی کہا ہیں سب کہیں کیجیے بھی وار آپ

تیر نگاہ لیجے بڑ صید عاشقان
رکھتے ہیں سر پہ جان جو شوق شکار آپ

ہے ایک خامشی مری سب کا تو نکتا جواب
سیکھے ہیں خوب قاعدۂ اختصار آپ

فرمایا سو بجا ہے کہ ہم کوئی بھی نہیں
غیر آپ کے ہیں اور ہیں غیر ونکے یار آپ

واللہ مجھے گراں نہیں الفت کے رنج و غم
میں نے کیا خوشی سے یہ جبر اختیار آپ

لڑکوں کی فوج اگر ہے سلامت تو کیا عجب
بنجائے پتھروں سے ہمارا مزار آپ

بوسے عطا کیے ہیں تو گننا ضرور کیا
اسوقت کچھ نہ کیجے حساب و شمار آپ

تم جس پہ مہرباں ہو اسے کیا تلاش مرگ
درکار کیا عدو سے جسکے ہوں یار آپ

وہ وقت یاد کیجے کوئی پوچھتا نہ تھا
مانا کہ اب ہیں شہرۂ شہر و دیار آپ

بلبل ہیں آج کل کسی گلرو کے آپ بھی
کہتا ہے یہ قرینہ چھپا ہیں ہزار آپ

ثابت ہے خط لکھا ہے جو خط غبار میں
رکھتے ہیں ہم سے دل میں نہایت غبار آپ

غیروں کے نام خط نہ مرے ہاتھ بھیجیے
اتنا گھٹائیے نہ ہمارا وقار آپ

ہے مجھکو فکر یہ وہ حیا اب کہاں گئی
وہ چار میں بھی کرتے نہ تھے چشم چار آپ

بولے وہ مجھ سے سنکے تقاضا وصال کا
کیا کچھ مجھی پہ بیٹھے ہیں کھا کے ادھار آپ

میں نے کہا کہ تم پہ ہوں مرتا کہا یہ خوش
صورت تو دیکھیں واہ مرے خواستگار آپ

وعدہ خلافیوں کا تو دھبا کہیں مٹے
لے لیں مجھی سے تھوڑی وفا مستعار آپ

پہلو سے میرے بھاگ گئے چھوڑ کر مجھے
کیا خوب ہو گئے مرے صبر و قرار آپ

صاحب اٹھیے ذرا تو سہم شب وصال میں
میں آپکو کروں تو کریں مجھکو پیار آپ

جفا و جور مین شاگرد آپ کا ہی فلک — کیا ہی آپ نے حاصل کمال فن کیا خوب
مین آؤن تب تو یہ کہتے ہو جا مگر پئے غیر — بجاے صیغۂ رفتن ہی آمدن کیا خوب
ادا دکھائی وہ کچھ آج تم نے بن ٹھن کر — کہ کہ رہا ہی ابھی تک دلِ حزن کیا خوب
وصال مین جو ملا حوصلۂ امید فراخ — ہوا ہی توسنِ عشرت بھی قطرہ زن کیا خوب
یہ سارا زہد ہی زاہد پئے شراب طہور — کچھ آپ کو بھی ہی شوقِ پئے کہن کیا خوب
دوئی کو چھوڑ اگر ہی وصال کا طالب — طریقِ عشق مین بھی بحثِ تو و من کیا خوب
دکھائی چشم جو آہو صفت اُسے تو نے — نشا ہرن کا بھی سبب ہو گیا ہرن کیا خوب

جو کوئی سُنتا ہی ہوتا ہی شیفتہ ای سحر
صد آفرین ہی تجھے ہی ترا سخن کیا خوب

ردیف بای فارسی

اول تو خود ہی کرتے ہین قول و قرار آپ — کھو دیتے خود ہین بات کا پھر اعتبار آپ
دیکھین اگر بہارِ دلِ داغدار آپ — پھر رُخ کرین نہ جانب باغ و بہار آپ
سُن لین ذرا تمام مرا حالِ زار آپ — ناحق ابھی سے ہو چلے کیون اشکبار آپ
کرتی رہی ہی رات مرا انتظار آپ — یون ہی کہونگا تا کہ ہون شرمسار آپ
روتا ہون مین تو کہتے ہین دھر دینگا سیے — چھیڑین نہ مجھکو بس نہ بجائین ستار آپ
کیا خوب کی وفا تو کہان کی رقیب سے — بیشک ہین میریجان بڑے وضعدار آپ
فرماتے ہین جو اُنسے لپٹتا ہون وصل مین — کیا سب ہی لوٹ لینگے ہماری بہار آپ
نقطہ ہی انتخاب کا خالِ رُخِ آپ کا — بیشک حسین ہین منتخبِ روزگار آپ
دیکھون مین حور کو نہ کبھی آپ کے حضور — میرا سخن کرین نہ کرین اعتبار آپ
پھر دیکھ لون کہ کیسے نہین سُنتے میری بات — ملجائین ایکدن جو سرِ رہگذار آپ
حاضر ہون خود ہی مین درِ دولت ای حضور — میرے اگر گھر آنے سے کرتے ہین عار آپ
ہو جائیگا کبھی تو محبت کا جوش کم — اِس نشہ کا اُوتر ہی رہیگا خمار آپ

ثابت ہوا کہ وصل مین ہی عذر آپ کو
موقع کے وقت ورنہ بہانے کا کیا سبب

مانا کہ آپ آنے مین جاتی ہی شان حسن
پر حبیب بلاؤن مین تو نہ آنے کا کیا سبب

شاید تمھاری ظلم کی عادت ہی ہو گئی
عاشق کو ورنہ روز ستانے کا کیا سبب

پوچھا جو مین نے کتنے ہین عاشق ترے کہا
کیون پوچھتے ہو حال زمانے کا کیا سبب

صاحب خطا معاف مجھے شک تو کچھ نہین
بیوقت لیکن آج نہانے کا کیا سبب

ای دل پیام وصل یہ اونکی طرف سے ہی
اِسوقت ورنہ بام پہ آنے کا کیا سبب

ای سحر کیا ہی دل کہین آیا بتائیے
کوچے بتان مین روز کے جانے کا کیا سبب

گلو لنے داغ کی ہی اپنی زیب تن کیا خوب
کھلا ہی جسم پہ یہان تختۂ چمن کیا خوب

گلی سے یار کی جاؤن مین خستہ تن کیا خوب
چمن سے جائے کہین بلبل چمن کیا خوب

جو بوسہ دیکے کیا خوش دل حزن کیا خوب
صد آفرین تجھے شاباش جان من کیا خوب

نصیب لے کے چلا تھا مین خستہ تن کیا خوب
کہ اپنے ہاتھ سے قاتل نے دے کفن کیا خوب

کیا جو زخمون سے مجروح سیراتن کیا خوب
پنھا دی یار نے پوشاک گلبدن کیا خوب

تمھارے دانت ہین رشک دُر عدن کیا خوب
تمھاری زلف ہی غیرت دہ ختن کیا خوب

جو مین نے اُنسے کہا دیجے ایک بوسۂ لب
تو بولے ہونٹھ ہمارے ترا دہن کیا خوب

نہ کیجے غمزہ بہت اب کہ خط نکل آیا
یہ عمر آپ کی اوسپر یہ بانکپن کیا خوب

لحد مین سوتے ہین پھیلائے پاؤن بعد حیات
سفر کے بعد ملا ہی ہمین وطن کیا خوب

ہر اک گام پہ اٹھلا کے پاؤن رکھتی ہی
اوڑایا کبک نے بھی آپ کا چلن کیا خوب

کیا تھا جسکے لیے چاک جامۂ ہستی
وہ اپنے ہاتھ سے ہمکو ندے کفن کیا خوب

بلائین ڈھاتی ہی آفت زدونکے سر پہ مدام
یہ پیچ و تاب مین ہی زلف پر شکن کیا خوب

شب وصال کی باتین ہین نقش دل پہ مرے
مرا یہ قول لپٹ اور ترا سخن کیا خوب

بجائے رحم کے ہو ہو خوش او چھلتے ہو
ہمارے رونے پہ ہوتے ہو خندہ زن کیا خوب

یہ مفت مجھ پہ ہی تہمت کہ لے لیا بوسہ
کہان ہین آپ کہان ہی مرا دہن کیا خوب

جلگیا ہون صفت طور تجلی سے تری / خاک کی جا مرا تن قبر مین سرمہ ہو گا

داغ دل کی سی جلن گر خور محشر مین ہوئی / روز محشر پہ شب ہجر کا دھوکا ہوگا

اک نظر مین بھی سمجھتے ہو گران دلکو مرے / نرخ اس جنس کا کیا اس سے بھی سستا ہوگا

مظہر جلوۂ صنعت ہی رخ خوب بتان / بندۂ بت کا ہی وہ ہی بندہ خدا کا ہوگا

حسن خوبان سے نظر ہی طرف حسن ازل / جسکی صنعت یہ ہی صناع وہ کیسا ہوگا

پوچھتے کیا ہو کہ یہ کون ہی کرتا فریاد / اجی صاحب کوئی عاشق ہی تمھارا ہوگا

مین نے پوچھا کہ کبھی وصل بھی ہوگا تجھسے / جلکے کہنے لگے چپ تیرا کلیجا ہوگا

گر رہا یون ہی خیال بت خورشید جمال / مستطر دلکو انا المشرق کا دعوی ہوگا

ایک نالہ ہی مرا سنکے ہوئے حیران آپ / دیکھتے جائیے حضرت ابھی کیا کیا ہوگا

بت خدا ہین تو ہو کیا غیر سے اونکی نالش / بس خدا پر ہی خدا سے مرا دعوی ہوگا

ایک بوسہ پہ پس و پیش عبث کرتے ہو / کیا بگڑ جائیگا نقصان ہی کتنا ہوگا

کیا کرون زاہد افسردہ درون سے بیعت / میرا مرشد کوئی رہبان کلیسا ہوگا

گرم جولان ہی خیال صنم آہو چشم / گوشۂ چشم مرا دامن صحرا ہوگا

خار صحرا یہ جو عاشق ہی ترا آبلہ پا / اوسکا معشوق ہی تو کیون نہ نکیلا ہوگا

آج کیا ہی کہ بہت مجھپہ کرم کی ہی نظر / کوئی انداز ستم تازہ نکالا ہوگا

گھور لو تم بھی مجھے اس سے زیادہ کیا ہی / خیر یون ہی سہی مین نے تمھین گھورا ہوگا

پان کھا کر نہ مریجان تبسم کیجے / آب تو ہنستے ہین یان خون کسیکا ہوگا

سحر می خوار کی کیا پوچھتے ہو جائے نشست / کہین میخانہ کے دروازہ پہ بیٹھا ہوگا

ردیف بای موحدہ

یارب ہی آج اونکے خود آنیکا کیا سبب / الفت جتا کے مجھکو منانے کا کیا سبب

منظور میرے رونے پہ ہنسنا اگر نہ تھا / غیرون سے ہنسکے مجھکو رلانے کا کیا سبب

روز آتا ہی عیادت کو وہ رشک عیسی
مین جو اچھا نہ کبھی ہونگا تو اچھا ہوگا

سنگ اطفال سے پھوٹا ہی کیا سر اپنا
سرنوشت اپنی کا خط خط شکستہ ہوگا

بیٹھے بیٹھے تو اٹھاتے ہو یہ فتنے دم رقص
گر کھڑے ہو گئے تم حشر ہی برپا ہوگا

دل لگا لینے کا بحث کرتا ہی مجھسے جھگڑا
زلف لے لیگی نہ تیرا ہی نہ میرا ہوگا

چشم آہو کو تری چشم سے نسبت کیا ہی
جسنے تشبیہ یہ دی ہی کوئی اندہا ہوگا

چار بوسے تو دیا کیجیے تنخواہ مجھے
ایک بوسے پہ مرا خاک گذارا ہوگا

لب شیرین و خط سبز کی الفت مین جو آج
زہر ہم کھاتے ہین کچھ تو ہمین میٹھا ہوگا

پیچ کھاتا ہی بہت رشک سے سنبل غم سے
دل مین اسکے بھی تری زلف کا سودا ہوگا

ہون وہ عاصی کہ ہی دوزخ کو بھی نفرت مجھسے
یا الٰہی کہین اپنا بھی ٹھکانا ہوگا

کیا اپنا ہی زبان ہمکو مٹا کر تم نے
اب کوئی دہر مین عاشق نہ تمہارا ہوگا

سرو کو راستی قد کا بہت دعوی ہی
آپ جب باغ مین جا بینگے تو سیدہا ہوگا

خاک سے میری خدا ہی جان بچا کر تالو
پاک ٹنت مین نہ دامن کبھی میلا ہوگا

ہی خبر گرم کہ پھرتا ہی وہ ٹھنڈی یا نسین
اب وہ ہر چند مین گرشنہ ترا ٹھنڈا ہوگا

حور مشہور کیا ہی جسے وہ ہی تو ہی
جسکو سب کہتے ہین یا جنت ترا کوچہ ہوگا

سرو اکڑتا ہی کھڑا تو بھی ذرا باغ مین چل
سامنے قد کے ترے ہوتے ہی نیچا ہوگا

قصد تھا قتل کا میرے جو رقیبون سے کہا
کہتے تھے کاش کہ یہان آج تماشا ہوگا

دونون ہاتھ اپنے اوٹھا لیگا جو انگڑائی کو
نسبت بالا کا ترے حسن دو بالا ہوگا

ہی یہی فکر کہ اللہ رعایت نہ کرے
حشر کے روز جنون پر مرا دعوی ہوگا

مرض ہجر کی تلخی مین پلا دین جو مجھے
شربت آب بقا زہر سے کڑوا ہوگا

نیم بسمل ہی نہ جا چھوڑ کے مجھکو قاتل
اسطرح سے تو نہ مقصد مرا پورا ہوگا

چل دیا اوٹھ کے مرے پہلو سے کیون وہ اکبار
کچھ نہ کچھ رمز ہی دشمن کا اشارہ ہوگا

دین و دنیا سے اوٹھایا ہی ترے عشق مین ہاتھ
ہمسا عاشق تمہین دنیا مین نہ پیدا ہوگا

کیا عجب غیر اگر ہی مری صحبت مین مخل
دین اسلام مین دجال بھی پیدا ہوگا

ابھی بیٹھے رہو مری بر مین
دل کا ارمان نہین ابھی نکلا

جسکو کل اوسنے قتل کر ڈالا
وہ ہمارا ہی آدمی نکلا

لب میگون کے عشق مین اتنو
محتسب بھی شراب پی نکلا

ہجر جانان ہی یا کہ موت مری
وہ اُٹھا بر سے تن سے جی نکلا

حیف اُس رشک زہرہ یوسف کا
غیر منحوس مشتری نکلا

گالیان دیتے جاؤ دل لے لو
یہ نیا طرز دلبری نکلا

موت کیا اپنی جان لیجاتی
آنکھ جو کھولدی وہی نکلا

لب جان بخش مت ہلا قاتل
جو ہوا قتل وہ ہی جی نکلا

سمجھے بلبل کو ہم تھے عالم عشق
اک گلستان کا مبتدی نکلا

چار کا گو غلط ہوا دعوے
ایک بوسہ تو واجبی نکلا

غیر کو چار ہمکو بوسے دو
خوب وقت تو منصفی نکلا

ہم یہ سمجھے کہ بس وہی آیا
شب ہجران مین جو کوئی نکلا

ق

وعدۂ وصل کی جو ایفا مین
نہ اوٹھین عذر کوئی بھی نکلا

بولے قائل ہی کر دیا ہمکو
تو بڑا کوئی منطقی نکلا

سحر ہم رند جانتے تھے تجھے
تو تو پہونچا ہوا ولی نکلا

غیر کا ہوگا نہ وہ شوخ نہ اپنا ہوگا
کب کسیکا تھا کبھی اب جو کسیکا ہوگا

گریبان سلسلۂ زلف چلیپا ہوگا
موج تحریر یہ زنجیر کا دھوکا ہوگا

جو ملے ہاتھ سے تیرے وہ مزے کا ہوگا
زہر بھی آپ پلائینگے تو میٹھا ہوگا

خلق اگر کیجیے گا غیر بھی اپنا ہوگا
بد مزاجی سے تو اپنا بھی پرایا ہوگا

دل جسے دینگے وہی اپنا دلآرا ہوگا
آپ سے ترک جو الفت ہوئی تو کیا ہوگا

زندہ ہوگا نہ کبھی اُس سے ترا کشتۂ ناز
سرنگون دعوئ اعجاز مسیحا ہوگا

کیون مرے دلپہ رہا کرتا ہی نقش اُسکا خیال
خال لب ترا مرے دل کا سویدا ہوگا

وہ پھڑک جائیگا جو کوئی سخندان ہوگا

قسمت میں میری وصل لکھا آپ کا نہ تھا
صاحب کی کج ادائی کا صرف اک بہانہ تھا

اب وہ جدا ہی مجھسے کبھی جو جدا نہ تھا
یا یہ زمانہ پیش ہے یا وہ زمانہ تھا

غیروں پہ گر نگاہِ کرم کی بھلا کیا
کرتے اِدھر بھی ایک نظر تو برا نہ تھا

خوش ہو گئے وہ سنکے مری پیچدار بات
مضمون ہر اک سخن کا مرے شاعرانہ تھا

بوسہ لیا تو پائے بھی موقع بھلا کیا
ہو جاتے بد مزہ تو کچھ اسمیں مزا نہ تھا

پہلے حجاب کیوں نہیں کرتے تھے مجھسے آپ
میں ہی تھا تب بھی اور کوئی دوسرا نہ تھا

در عشق خالِ یار سے آدم پہ کر نظر
جنت کے چھوٹنے کا سبب ایک دانہ تھا

گھر غیر کے گئے تو تھے بیشک وہ رات کو
معلوم کیا معاملہ واں کیا تھا کیا نہ تھا

آپ آئیں اسلیے ہی بلایا تھا غیر کو
کچھ اور مدعی سے مرا مدعا نہ تھا

تم رات میرے پاس نہ تھے مجھ سے گر خفا
بیوجہ میں بھی زیست سے اپنی خفا نہ تھا

تھا نزع دم بھی اشک کی بارش کا زور شور
پانی برس رہا تھا مسافر روانہ تھا

ق

احباب نے جو نزع میں دلوائی حق کی یاد
اپنی زبان سے میں نے تو کچھ بھی کہا نہ تھا

اللہ رے غرور کہ بھولا وہ بت جو خوش
کی یاد غیر کے لیے کیا میں خدا نہ تھا

صد حیف سحر شاعرِ یکتا تھا مر گیا
علامہ تھا فصیح تھا فخرِ زمانہ تھا

گھر سے وہ غیر کے پری نکلا
مر گیا کوئی کوئی جی نکلا

اپنا ارمان نہیں کبھی نکلا
کب کوئی مطلبِ دلی نکلا

اِسی حسرت میں تن سے جی نکلا
جی کا ارمان نہ ایک بھی نکلا

دشمن اپنا نہ دوست ہی نکلا
چرخ بھی درپئے بدی نکلا

دعویٰ عشق ہمکو تھا اب تک
غیر بھی آج مدعی نکلا

گالیاں تک بھی مجھکو دیتے نہیں
اس میں کیا لطفِ دشمنی نکلا

ہجر کا روز ہی غضب خونخوار
کہ جہاں آیا خون پی نکلا

پیش ہے وا اشت کیون گھور رہی ہے تمھین
کرتے ہین منعم مکان تعمیر کیون اتنے بلند
جیسے آئے تھے یہان ویسے ہی خالی جاینگے

تو مجھے کچھ آپ اب جنگل مین لیجا ینگے کیا
بعد مردن سر پہ رکھکر ساتھ لیجا ینگے کیا
واں سے کیا لائے تھے یا نسے جا کے لیجا ینگے کیا

روکے جب مین نے کہا دیجے نہ غم مجھکو بہت
ہنسکے بولے سحر صاحب آپ پھر کیا ینگے کیا

دلکو جسوقت خیال صف مژگان ہوگا
طالب مرگ ہون یار و نہ کرو چارہ مرا
واعظا حور ملے خلد مین تو کیا حاصل
بخدا ہوتا نہ ہرگز کبھی خواہان تیرا
اوس مہ ہند سے ہو تو نہ مقابل ہرگز
اور پیرایہ مین ممکن نہین قدرت کا ظہور
مکتب عشق مین ہی مجنون سے تلمذ ہم کو
اسقدر زنگ ہون ہو جاؤنگا خود کافر مین
وصل پھر ہو کہ نہو دل کی تسلی کو مرے
باغ مین نالۂ بلبل ہی خوش آئے شاید
مول غم ہنسنے لیا خود نہ کرے گا ایسا
تشنہ لب جسکے لیے پھرتے ہین سب خضر و مسیح
اسقدر جلد ہوا ای عہد شکن ٹوٹ گیا
واعظا خلد مین کیا وصل بتان بھی ہوگا
انس ہی مادہ اصل وسرشت انسان
مجھکو فرصت بھی کہان رونے کی رو تا کیو نکر
صیقل عشق سے آئینہ ہی حالت میری

ولہ

پائے جان مین خلش خار مغیلان ہوگا
مجھ پہ احسان جو نہ کیجے گا تو احسان ہوگا
ہمکو کب چین بجز صحبت انسان ہوگا
جانتا گر تو مری جان کا خواہان ہوگا
منفعل ورنہ بہت ای مہ کنعان ہوگا
ہی یقین مجھکو خدا صورت انسان ہوگا
اب بیابان کا سبق جاے گلستان ہوگا
دل کافر جو کبھی میرا مسلمان ہوگا
اپنے منھ سے تو ذرا کہدے کہ ہان ہان ہوگا
خندۂ گل سے مزاج اپنا پریشان ہوگا
بخدا اگر کوئی نادان سے نادان ہوگا
یار تیرا ہی دہن چشمۂ حیوان ہوگا
رشتۂ جان ہمارا ترا پیمان ہوگا
ہم نہ جائینگے جو وان بھی غم ہجران ہوگا
الفت انسان سے رکھے گا جو انسان ہوگا
مجھ پہ باندھا کسی دشمن نے یہ طوفان ہوگا
جو مرے حال کو دیکھے گا وہ حیران ہوگا

سنکے اشعار ترے بزم سخن مین ای سحر

شرم کی اتنک بہت کچھ اب بھی شرمائینگے کیا
آج حال اُنسے کہینگے دیکھین فرمائینگے کیا

ترس حال زار پر آ ہی ہمنشین کہا آئینگے کیا
جب بلایا تھا سے نہ آئے وہ تو خود آئینگے کیا

فصل گل آتی ہے یہین ارشاد فرمائینگے کیا
حضرت دل دیکھیے اب رنگ دکھلائینگے کیا

تیور غم گر سنائین بھی تو بہل پائینگے کیا
ہم کہے جائینگے سمجھے وہ کہے جائینگے کیا

مجھکو یا اُنکو نصیحت دوست فرمائینگے کیا
مجھکو سمجھائینگے کیا اور اُنکو سمجھائینگے کیا

دلمین ہی کیون خود بخود آمد خوشی کی صبح سے
جذبۂ دل آج میرے گھر مین وہ آئینگے کیا

ابتدائے عشق مین کیا غم جدا ہی گر صنم
دل بھی جائیگا ابھی سے اپنے گھر لائینگے کیا

تھے صاحب غالی باتین آپکی ہم کیون سنین
وصل جانان کی کوئی تدبیر بتلائینگے کیا

کہکے حال زار میرا تو بھی رو دینا ذری
قاصدا تو خود ہی غافل تجھکو سکھلائینگے کیا

فائدہ چہ حال کہکر یہ سنون چل دور ہو
بس یہی فرمائینگے آپ اور فرمائینگے کیا

اک ذرا سی بات پر کیا اسقدر اغماض ہی
ایک بوسہ گر نہ پائینگے تو مر جائینگے کیا

کمسنی مین کرتے ہین عشاق پر کیا کیا ستم
جب جوان ہونگے خدا جانے غضب ڈھائینگے کیا

ہمنشین دنیا ہی کیا ترغیب سیر بوستان
دل ہی کسکے پاس ہی جو وان جاکے بہلائینگے کیا

وصل نا منظور ہی اب ہمکو خود اس شرم سے
ہجر مین جیتے رہے منھ اُنکو دکھلائینگے کیا

ہو رہی ہین کس لیے تیاریان ہر ہر روش
باغ مین وہ سیر کرنیکے لیے جائینگے کیا

دور ہین اغیار سرگوشی مین پھر کیا خوف ہی
کان مین باتین کرونگا وہ بھی سن پائینگے کیا

کاٹکر سر آپ رکھدینگے تمھارے سامنے
کام جو کرنا ہی اُسکو تم سے کہلائینگے کیا

ہمنشین سینہ جانہ جان اُسکو بڑا اعتبار ہی
کیا وہ کچھ نادان ہی ہم اُسکو بہلائینگے کیا

جان بلب ہون نزع کے آثار ہین سارے کھلے
دوست میری زیست کی اب فال کھلوائینگے کیا

قتل سے گر یہان ٹلجائین تو مین لاچار ہون
پر خدا کے روبرو بھی وہ مکر جائینگے کیا

میرے آگے صحبت اغیار سے انکار ہی
خیر باشد آپ اب منھ پر اگھلوائینگے کیا

جب نہ دنیا مین ہی اپنے کام آئے صنم
حشر کے دن پھر خدا سے جاکے بخشائینگے کیا

اونکے کوچہ مین جنازہ ہی ہمارا جائیگا
جائینگے تو جائینگے یون اور یون جائینگے کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف

پھل ہی اس بت کی آشنائی کا — مجھکو دعوی ہی اب خدائی کا

نہ لڑاؤ نظر رقیبوں سے — کام اچھا نہیں لڑائی کا

آسمان پر نہیں ہلال نمود — نعل ہی تیری زیرپائی کا

گل میں تھی اسقدر کہاں سرخی — عکس ہی پنجۂ حنائی کا

کس ستمگر سے تو نے ای کافر — طرز سیکھا ہی دلربائی کا

چادر آسمان حاضر ہو — تو جو استر کرے رضائی کا

وقت کیا آگیا ہی صد افسوس — بھائی دشمن ہوا ہی بھائی کا

گو برہمن پسر وہ قاتل ہی — دل ملا ہی مگر قصائی کا

کچھ عجب ہی نہیں وہ بت معبود — بخدا ہی خدا خدائی کا

سحر کیا اسنے کر دیا جادو — مجھکو دعوی تھا پارسائی کا

بخالق کون و مکان فضل و خلاق زمین و زمان

دیوان فصاحت بنیان جسکی ہر غزل نمونہ سحر سامری ہر روکش شعاع خورشید خاوری ہے

دیوان سحر

ملقب بہ

ماحت

از فکر بلند منشی بیبی پرشاد صاحب سابق سب ڈپٹی انسپکٹر بدایوں حال ہیڈ ماسٹر

مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور میں طبع ہوا

خاتمۃ الطبع

للہ الحمد و المنۃ کہ اندنون گلدستۂ خندانِ انجمن نازک خیالی گنج بادآورد طلسم افکار بیمثالی نسخہ سحر حلال مرقع تماثیل خیال یعنی دیوان جادو بیان جلد اول مسمے بہ دیوان سحر کہ جسکا ہر شعر بلندی مضمون مین ہمرتبہ شعریٰ ہی اور ہر بیت کو بیت ابروی مہوشان سے ہمسری کا دعوا ہی جسمین نادر نادر غزلیات و قطعات و مخمسات و رباعیات کا ایک ذخیرہ قابل دید ہی نہ شنید ہی مصنفۂ سخنور نازک خیال طوطی شیرین مقال شکرستان خوش بیانی عندلیب نغمہ پرداز گلستان شیوا زبانی منشی دیبی پرساد صاحب بدایونی متخلص بہ سحر سابق سب ڈپٹی انسپکٹر ضلع بدایون قوم کایستھ سری باستب حال پنشن یافتہ جو ایک بڑے معزز خاندانی ہین جنکے آبا و اجداد ہمیشہ جلیل القدر عہدون پر ممتاز رہے اور سحر علوم مین بہت ذی استعداد و صاحب تصانیف کثیر ہین چنانچہ چنانچہ دو داسوخت تحریر عشق و تقریر عشق وغیرہ تصنیفات اس زبان آور سے اس مطبع مین چھپے ہین الحاصل یہ دیوان فصاحت بنیان اس سے پیشتر چند بار مطبع اودھ اخبار مملوکہ مفتخر روزگار عالیجناب معلی القاب منشی نولکشور صاحب سی آئی ای دام اقبالہم واقع لکھنؤ مین حلیۂ طبع سے محلّی ہو چکا ہی اور اب شاخ مطبع موصوف واقع کانپور صانہ اللہ عن شر الدہور مین منصرم باکمال منشی بھگوان دیال صاحب عاقل سلمہ المتعال اسجنٹ مطبع کے حسن انتظام سے تصحیح تمام و تنقیح مالا کلام ماہ جون ۱۸۹۴ع مین بار اول زیور طبع سے آراستہ و پیراستہ ہوا

تاریخ طبع از مؤرخ کامل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل اسجنٹ مطبع ہذا

دیوان سحر سامری شد طبع با طرز دگر	ہر طالب دیدار او از نقد جان شد مشتری
عاقل تاریخ خوشش ہر خرد در گوش من	برگفت راحت زای دل دیوان سحر سامری

۱۳۱۱ھ

مکرر چھپا جبکہ دیوانِ سحر
مجھے فکرِ تاریخ ای غم ہوئی
حقیقت مین ثانی نہین اونکا آج
مضامینِ الفت سے دیوان ہی پُر

بفضلِ خدائے خواص وعوام
کہ ہی میرے اُستاد کا یہ کلام
وہ سب شاعر نہین ہین ذوی احترام
تعشق کی غزلین ہین اُنمین تمام

کہا مجھسے ہاتف نے یون غیب سے
ریاضِ تعشق ہی تاریخ و نام
۱۸۸۱ع

ایضاً

دیوان جناب فیض بنیاد
چھپا پاگیا بار دومی جب
ہاتف نے مجھے یہ دی بشارت

مخدومی منشی وہبی پرساد
تاریخ کی فکر غم ہوئی تب
تاریخ ہی غنچہ کتابت
۱۸۸۱ع

ازشاعر نکتہ پرور منشی کرپا شنکر صاحب خوش شاگرد مصنف

میرے اُستاد نے چھپوایا ہی
اپنا دیوان معظم زیبا

مین نے خوش ہوکے لکھی خوش تاریخ
سخنِ سحر مکرم زیبا
۱۸۸۱ع

ازناظم نازک خیال منشی اشرفی لال صاحب شاگرد گوہر بدایونی

بادشاہِ ملکِ معنی پروری
حضرتِ سحر اہلِ دل جادوبیان

شہسوارِ عرصۂ دانشوری
جبکہ یہ دیوان ہی سحر ساحری

اِسکے سالِ طبع کی گر ہی تلاش
اشرفی لکھ نامِ صنعت گری
۱۸۸۱ع

و تصویر عشق نہایت باآب و تاب تصنیف فرمائے جنکا ہر بند ضیند دل عشاق کے لیے کمند ہی
مذاق فہمان سخن کو ہزار جان سے پسند ہی مصنف جیسا خوبی کلام کا دل سے شیدا ہی ویسا ہی
اوسکے کلام سے درد و سوز محبت پیدا ہی حسن معانی کا عاشق زار ہی۔ اور حسن صورت کا
قدیمی جان نثار۔ صدمۂ عشق سے دل شکستہ ہی مزاج قدیم سے آزاد و وارستہ ہی۔ اس دیوان
کی ترتیب و طبع کا بھی خاص حضرت کا نہین ارادہ تھا بلکہ حضرت کے دو شاگردون یعنی منشی
چھوٹے لال صاحب غم اور منشی کرپاشنکر صاحب خوش کا استبداد زیادہ تھا خدا کا شکر کہ بخیر و خوبی
زیب بخش طبع ہوا ہر شخص کے مقبول خاطر اور پسند طبع ہوا مجھ سے فرمایش تاریخ فرمائی یہ تاریخ
معرض تحریر مین آئی

تاریخ

ہی دولت علم وہ نہین جسکو زوال	اس قول پہ متفق ہین سب اہل کمال
بہتر نہ کتاب سے مصاحب ہی کوئی	دلجو و عقیل و غم شکن نیک خصال
مخصوص کتب مین سحر کا یہ دیوان	ہر شعر ہی جسکا واقعی سحر حلال
دیوان ہی کہ مطلع معانی منیر	یا مشرق نور نیر حسن مقال

تاریخ کی فکر تھی مجھے ای گوہر
ہاتف نے کہا۔ ندیم خورشید جمال
۱۲۹۴ھ

از المعی لوذعی جناب منشی رام دیال صاحب رسا بدایونی

شکر و سپاس ناظم دیوان کائنات	امسال پھر دوبارہ چھپا سحر سامری
غیرت دہ خور اسکے معانی کا اوج ہی	ہی رو کش سپہر مضامین کی برتری
تھی مجھکو فکر سال رسا دل نے یہ کہا	تاریخ ختم اسکی ہی خورشید خاوری
	سمت ۱۹۳۷ بکرم

نتیجۂ فکر عالی منشی چھوٹے لال صاحب غم تخلص تلمیذ جناب مصنف

صیقل ہین تو یہ صیقل کمال کی صفائی وہ بام فکر کی کمند ہین تو یہ کمند فکر کی رسائی وہ شمشیر
فصاحت کی شمشیر ہین تو یہ شمشیر فصاحت کا جوہر ہی وہ قلزم بلاغت کے صدف تو یہ صدف
لطافت کا گوہر ہی اونکو دُرجِ سخنوری کا دُرِ یکتا اور اسکو دُرِ نکتہ پروری کا آب سمجھیے تو روا
اونکو برجِ معانی کا اختر اور اسکو اخترِ فکر کی تاب کہیے تو بجا گلشن سخن کے وہ گل ہین اور
یہ گلِ مضمون کا رنگ بزم آگاہی مین وہ چنگ ہین اور یہ چنگ سخن سازی کا آہنگ مصنف
نافۂ ہنر کا مشک اور یہ مشکِ کمال کی خوشبو ہی وہ خمخانۂ علم کی شراب اور یہ شرابِ فضل کا
سبو ہی وہ قصیدۂ شیوا بیانی کا مطلع ہی اور یہ مطلعِ خوش بیانی کا مضمون وہ محفل سخندانی
کا مطرب ہی اور یہ مطرب معانی کا قانون۔ میرے پاس وہ الفاظ نہین جن مین حضرت
مصنف کے اوصاف لکھ سکون لہذا مختصراً اُنکے حالات لکھتا ہون کہ منشی صاحب کے
بزرگونکا وطن بانگرمؤ علاقۂ لکھنؤ تھا جد امجد منشی حکومت رای صاحب نے بتقریب ملازمت
محکمۂ عدالتِ مال بدایون مین آکر بود و باش اختیار کی عمدہ صاحب استعداد اور لئیق تھے
خوشنویس شکست و نستعلیق تھے جیسے علم مین مشہور عام تھے ویسے ہی شجاعت اور جرأت مین
شہرۂ انام تھے۔ والد ماجد انکے منشی چُنی لال صاحب اخگر تخلص مذاق شعر گوئی کا کمال
رکھتے تھے آزاد وضع اور سادی چال رکھتے تھے منشی صاحب قوم کایستھ سری باستب
سے ہین اور آبا و اجداد منشی صاحب موصوف کے معزز عہدون سرکاری پر ہمیشہ مامور
رہے اور منشی صاحب بذاتِ خود مدارس ضلع بدایون کے سب ڈپٹی انسپکٹر ہین اور ولادت
آپکی ۲۴ دسمبر ۱۸۴۲ع مطابق پرواسُدی تیرس سمت ۱۸۹۷ کو بدایون مین ہوئی ۱۴ سال کی
عمر مین بتوجہ مولوی طاہر الدین صاحب علوم ادبیہ اور درس کتب متداولہ سے فراغت
کلی حاصل کی علوم عقلی ریاضی طبیعی وغیرہ اور فنون خوشنویسی مصوری وغیرہ مختلف
اساتذہ سے تحصیل کیے اور اونہین متعدد رسالے مثل خلاصۃ المنطق۔ معیار البلاغت
معیار الاملا نظم پروین آرزنگ چین رکاز الفیوض محیط المساحت مرآت العلوم وغیرہ
ترتیب دیے۔ فن شعر مین اپنے والد ماجد سے استفاضہ کیا۔ سوائے غزلیات و قصائد کے
جو اس دیوان مین ہین پانچ واسوخت بھی مسمی بتحریر عشق و تقریر عشق و تدبیر عشق و تاثیر عشق
شذریر چلبہ کتب مطبع منشی نولکشور صاحب مین طبع ہوئی ہین ہر شائق کو دستیاب ہو سکتی ہین ۱۲

سحر انصاف سے ہے سال طبع	بند شین خوب ہین خدا کی قسم

از محمد عبد الرحمن خان شاکر مہتمم مطبع نظامی

ناظم دیوان موجودات کی تائید سے	کیا ہی اس دیوان نے رنگ طبع کھلایا ہے خوب
خامۂ جادو زبان نے شاکر اسکا سال طبع	یون لکھا دیوان سحر سامری چھایا ہے خوب

قطعۂ تاریخ محمد عبد الغنی شاہ قادری تخلص غنی

وہ فیض عام ہے مطبع نظامی	رہے خالق ہمیشہ اسکا حامی
نظر سے حاسد و نکی حق بچائے	عدو اسکا ہمیشہ منھ کی کھائے
کتابین اسمین وہ عمدہ چھپی ہین	صفائی ہین رخ زہرہ جبین مین
خصوصاً یہ کلام سحر دیکھو	پڑھے جو کوئی اسکو دل سے خوش ہو
ہوا جسدم یہ چھپکر ختم دیوان	نہایت خوش ہوئے باہم سخندان
سر زانو جھکا کر سن یہ لکھا	سخن ہے سحر کا جادو سرا پا
	۱۲۸۵ ھ

تقریظ و تاریخ طبع سابق رنجیدہ قلم جواہر رقم شاعر عدیم المثال چرخ فصاحت را تابندہ اختر جناب منشی گلیندن لال صاحب گوہر بدایونی دوست مصنف

کیفیت سخن سے مست ہو ہمین جھوم جھوم کر	دیوان سحر سامنے رکھا ہے چوم کر

سبحان اللہ کیا باغ معانی کھلایا ہے جس سے گلزار ارم شرمایا ہے کیون نہو حضرت سحر کا کلام ہے جو معجز نظام ہے جناب منشی وہبی پرساد صاحب چرخ چارم فصاحت کے مسیح ہین اور انکا دیوان مسیح بلاغت کا اعجاز وہ صید گاہ سخن آفرینی کے شاہین اور یہ باز دور بینی کا پرواز انکو انگشتری خیال کا نگینہ کہیے تو اسکو نگینۂ کمال کا نقش و نگار انکو عشرتکدۂ نکتہ سنجی کا نغمہ سمجھیے تو اسکو نغمۂ شمشیر کا زمزمۂ جہار وہ جسم نظم کی آنکھ ہین تو یہ روشنائی وہ قالب تقریر کی زبان ہین تو یہ زبان بیان کی گویائی و تحجل علم کی

تاریخ طبع از منشی صاحب موصوف مرحوم

چون کلام سحر دیدم یا نظم بیرنگ سحر — ریخت بر دل جلوۂ معنی سحر و ساحری
نقطہ نقطہ مجسم تابان و زمین نظم چرخ — حرف حرف چشمہ وارش عین مہر خاوری
مرحبا گوید عطارد چند آگوید فلک — شمس و زہرہ بارک اللہ و واہ واہ مشتری
بندہ دیوان او دامن پریشان گشتہ ام — زانکہ در ہر مصرعش پیداست شوق پری
بیت بیت مثنوی سحر افسون و نقشہ نقطہ نقطہ — ہست ہر ترکیب اعجاز سحر بابل برتری
ہست ہر بیت قصیدہ غیرت بیت الحرم — ہست ہر شعر غزل یک نسخۂ جادوگری
من اگر گویم نیم صائب فنش را کم زبیب قلم — در غزل سعدی بگویم در قصائد انوری
تیغ چون تسلیم شد دیوان سحر سحر ور — گشت سال ہجرتش شد بر سحر ساحری
در سخن تحلی بکلید ناز تا شد مجنسہ طراز — معنی باریک دعوی نسیم سحر ساحری
یافت در دست دل من مصرع برجستہ — نغمۂ بیگانہ عرض دید سحر ساحری
از زبان سحر میگو محمد در سال فرنگ — معنی بیگانۂ نظم سحر ساحری

تاریخ نتیجۂ فکر بلند و طبع ارجمند منشی محمد صابر حسین صاحب برادر و شاگرد منشی انوار حسین صاحب تسلیم

شد چو دیوان سحر طبع با ل — گفت شعری صابر بری تحریر
صورت سحر ساحری فیصلے — ہجریش سحر ساحری تحریر

تاریخ فکر زیرقلم منشی محمد ناخر حسین برادر و شاگرد منشی محمد انوار حسین تسلیم

نکتہ معقول سحر کے ناخر — ہے اسلوب ہیں خدا کی قسم
کیا لکھے کوئی وصف شعر نگار — پری محبوب ہیں خدا کی قسم
جو کہ ہیں نعت و مدح والون کے — سخن محبوب ہیں خدا کی قسم

تقریظ و تواریخ طبع سابق

تقریظ انوار
۱۸۹۵ء

ریختۂ قلم نگارین رقم منشی انوار حسین تسلیم سہسوانی

خدا کے فضل سے کارنامہ سحر و ساحری دیوان سحر ساحری شاعر شیوا زبان ماہر فصیح بیان محاورہ دان اُردو و ہمزبان حضرات لکھنؤ صاحب تصنیف لائقہ و تالیف رائقہ کامل الاستعداد منشی دیبی پرساد مطبع نظامی مین نظام پذیر طبع ہوا سبب وا شد خاطر و فرحت دل و انبساط طبع ہوا سبحان اللہ و واہ واہ کہ کیا شاعری کی جھلکتی ہوئی شاعری ہی کہ ہر شعر رشک شعری و ہر نقطہ غیرت کوکب دری ہی فکر کی خوبی رتسم کیجیے یا طبع کی اسلوبی اپنی تکلف کی عبارت نہین بناوٹ کی عادت نہین نفرت ہی لاف سے چڑھی گزاف سے نہ رچانے کا روگ نہ خوش آمد کا مرض ہی نہ ریگانے سے مطلب نہ سگانے سے غرض ہی ہان امر حق سے کام ہی واقف ہر خاص و عام ہی اچھا برا سب جانتے ہین ٹھکانے کی بات مانتے ہین اصل بات یہ ہی چپ رہینگے دشمن کے منھ پر چپت و مشت کر کھینگے کہ ہر مصرع بے پردہ اوڑھا جاتا ہی پری کے کرشمونکا جوبن دکھاتا ہی ہر شعر کی انوکھی گراہت ہی نیا ٹھاٹ ہی ہر دامن حرف بحر خوبی کا پاٹ ہی ہر قطعہ کی تہ نکات ہی ہر رباعی مین مار رکھنے کی بات ہی جو مضمون ہی عالی ہی حشو و زوائد سے خالی ہی قلم کی جلت پھرت چیتون ہی خوبون کی کرتی لیے جاتی ہی بندش کی چستی الفاظ کی درستی ادا ہی محبوبون کی کہ دل لبھاتی ہی اگر یہی چلبلی فکر یہی اچھا مضمون عاشقان شاہد سخن کا شاعر کی گردن پر خون ہی ترکیب وہ گلبدنانی ہوئی جو دلبین گدگدا طبیعت کی وہ گرما گرمی جو دلونکو ٹھنڈی انکھون جلانے صفائی چٹکیان لیتی ہی ادا چھینٹ دیتی ہی ربط مصرعین دبی آگ بھڑکاتا ہی محاورہ دل افسردہ کو پھڑکاتا ہی تعریف دیوان کیا لکھون کہ کیا ہی مین تو یہی کہونگا جادو کا ڈھکوسلا ہی الغرض تمام کلام انتخاب مسئلہ لاجواب ہی

ایضاً

عمیم الخلق منشی دیبی پرشاد
سخن جو سے و سخنگو سے دسخن فہم
کیا تصنیف وہ دیوان اُنھوں نے
غزلیاتِ خوش و اشعار رنگین

جو مید ان سخن کے ہین و لاور
سخندان و سخن سنج و سخنور
کہ سحر ساحری سے ہی وہ بڑھکر
مضامین لطیف و خوب و خوشتر

جو دیکھا مین نے گوہر دل سے خوش ہو
کہی تاریخ نظم سحر بہتر
۱۸۶۵ء

از نتائج طبع المعی لوذعی جناب منشی رامدیال صاحب متخلص بساید ایونی

دیکھا وہ ہمنے آنکھ سے دیوانِ سحر مین
نام اسکا واقعی ہی رسا سحر سامری

سُنتے تھے جو زمانے مین پہلے سے نام سحر
تاریخ ختم اسکی ہی خوشتر کلام سحر
۱۸۶۵ء

ایضاً فارسی ہجری از جناب موصوف

سحر چون دیوانِ خود ترتیب داد
گفت ہاتف می برآید ای رسا

با مضامین خوش و طرز عجیب
سال اتمامش بدیوان غریب
۱۲۸۲ھ

ریختۂ خامۂ فیض شمامہ جناب پنڈت رام جی مل صاحب تمکین بدایونی دوست مصنف

شدہ مطبوع چون این تازہ دیوان
زہے رنگینئے الفاظ رنگین
چو ہست آن مایۂ علم و فصاحت
فروغ بزم ہمت سر بزانو
غنیمت گفت بے کدورت

کلام حضرت سحر سخندان
ز ہے رخشانی معنے رخشان
بمن بس مہربان و مونس جان
کہ گویم مصرع تاریخ آن
کہ دیوان تجلی گشت دیوان
۱۲۸۲ھ

قطعۂ تاریخ وفات مولوی محمد یسین صاحب ڈپٹی کلکٹر نہر پنجاب

ڈپٹی صاحب حاکم نہر — حیف کہ رخت از دنیا بست
اسم شریفش شہرۂ دہر — شیخ محمد یسین ست
خود بگذشت و جہان بگذاشت — حق جو بود بحق پیوست
سال ہجریش سحر دلم — گفتا ششت از دنیا دست

ایضاً

پنجاب مین جو ڈپٹی کلکٹر تھے نہر کے — تھا جنکا حکم آب رواں کیطرح روان
والا نسب محمد یسین تھا اسم پاک — سیوارہ کے رئیس تھے فیاض و قدردان
واحسرتا کہ آج ہوا اونکا انتقال — اہل زمین پہ ٹوٹ پڑا غم کا آسمان
دنیا سے دون سے اونکی طبیعت ہوئی اوچاٹ — فردوس مین دیا اونھین اللہ نے مکان
کی فکر مین نے سحر جو تاریخ کے لیے — بولے مسیح یدخل فی روضة الجنان
۱۳۰۰ع

قطعات تاریخ ترتیب و طبع دیوان از جناب منشی گیندن لال متخلص بہ گوہر دوست مصنف

ہمارے دوست منشی دیبی پرساد — کلام اونکا ہی بیشک غیرت سحر
عجب دیوان لکھا ہی انھون واہ — کہ پیدا جس سے ہی خاصیت سحر
طلسم و جادو و نیرنگ و افسون — ہی اس دیوان مین کیفیت سحر
اوسے حاصل ہوئی جادو بیانی — جسے آئی میسر صحبت سحر
غرض ممکن نہین مجھ سے بیان ہو — صفت دیوان کی یا مدحت سحر
کہا دل نے کہ لکھو تاریخ اسکی — کہ ہی تم کو بھی گوہر الفت سحر

لکھا مین نے مسیحی سال ہین تب
عجائب ہی کلام حضرت سحر
۱۸۸۵ع

لکھی تھا یہ تاریخ ہمنے از سر یقین	طلوع مہر درخشان سدا مبارک ہو ۱۹۶۴ء

قطعۂ تاریخ تولد فرزند نجابتہ چودھری سعید الدین حسن صاحب رئیس کھیڑہ

ہین جناب سعید ایسے رئیس	خلق خوبی ہی جنکی عام پسند
اُنکو اس سال مین بوقتِ سعید	بخشا خلاق خلق نے فرزند
کیسا فرزند مہ لقا خوش رو	اہل اقبال اور سعادت مند
فکرِ تاریخ تھی مجھے ای سحر	بولا ہاتف کہ پور بخت بلند ۱۲۹۶ھ

قطعۂ تاریخ وفات مرزا رجب علی بیگ سرور لکھنوے

مُرد چون شاعر بمثل سرور	در جہان شور و شغب کرد ظہور
ہست جاری بزبانِ ہر کس	ہاے آمد الم ورقت سرور ۱۲۸۴ھ

قطعۂ تاریخ وفات نواب اسد اللہ خان بہادر غالب دہلوی

حیف کہ غالب زجہان رخت بست	بود یکے شاعر با حلم و فضل
مُرد چو او اینہمہ بیجان شدند	شعر و سخن نثر و ہنر علم و فضل ۱۲۸۵ھ

ایضاً

تھا شاعر نامی یہی اب دنیا مین	افسوس یہ ہی کہ مر گیا غالب بھی
ہی سحر یہ مصرع میرے لب پر جاری	دنیا سے آج چل بسا غالب بھی ۱۲۸۵ھ

ایضاً

مر گیا غالب جولا ثانی تھا شاعر ہند مین	لے گیا دنیاے دون سے حسرتین کیا کیا دریغ
فکر مین اے سحر مین بیٹھا ہوا تھا ناگہان	یہ ندا آئی فلک سے واے واویلا دریغ ۱۲۸۵ھ

کہ وید مقدس بود نام او	بچشم و بصر عز و اکرام او
اتھربن بجز سیام رگ و ہر چہار	فرستادہ خاص پروردگار
ازان سیام وید آمدہ یک کتاب	کہ این نسخہ از وے بود انتخاب
مترجم ز بھاکھا بفرس آورید	بہ تحسین ستودش ہر آنکس کہ دید
بہ امداد خود رفتہ مطبوع گشت	بہ آفاق مقبول و مطبوع گشت
پے سال بکرم چو کردم نگاہ	بشد توشہ آخرت واہ واہ
دلم گفت ای سحر فرخندہ فال	مضامین دانش بہجریت سال ۱۹ ۳۴ — ۱۲۹۶ھ

تاریخ مثنوی تجلی حسن

جب ہوا یہ قصہ مطبوع دل مطبوع طبع	جسکی تعریفوں کا عالم میں پڑا ہی زور شور
واسطے تاریخ کے ای سحر رو بہوش سے	مین نے لکھا ہی یہ شیرین قصہ بہرام گور ۱۲۷۵ھ

تاریخ تعمیر اسکول واقع سہسوان

در عہد کار میکل صاحب مجسٹریٹ	ہی جسکی ذات باعث عز و وقار علم
اسکول سہسوان مین تعمیر جب ہوا	ہی جو کہ اس نواح مین گویا مدار علم
ازروے وصف سحر یہ ہاتف نے کی ندا	کیا خوب ہی یہ مدرسہ دار القرار علم ۱۸۹۱ء

ایضاً

سرکار نے جو فیض سے تعلیم عام کو	بنوایا بے نظیر یہ اک مدرسہ مکان
کیا خوب دلپذیر عمارت ہے واہ واہ	جسکے سبب سے رشک جنت ہی سہسوان
جب بن چکا تو از سر وجدان دل مجھے	آئی صدا کہ ہی یہ مکان غیرت جنان ۱۸۶۱ء

قطعہ تاریخ تولد فرزند صاحب مجسٹریٹ بدایون

مجسٹریٹ بہادر کے جب ہوا فرزند	خوشی شمار سے افزون ہوئی زمانے کو

قطعہ تاریخ تصنیف مثنوی گوہر شب چراغ مصنفہ مشفقی جناب منشی گیندن لال صاحب گوہر بدایونی

ہین گوہر مرے اک محب قدیم
بہت صاحب علم و روشن ضمیر

اونھون نے لکھی خوب یہ مثنوی
کہ ہی جسکا شائق صغیر و کبیر

کہا دل نے لکھ سحر تاریخ طبع
چھپا جبکہ یہ نسخہ دلپذیر

تو ہاتف نے آکر مرے کان مین
کہا ہی عجب مثنوی بے نظیر

۱۸۶۸ء

قطعہ تاریخ تصنیف انشاء معدن گوہر مصنفہ جناب ممدوح الصدر

بسلک نثر این دُر معانے
چو گوہر سُفت آن مرد نکوذات

بتاریخش بگوشم ہاتف غیب
بگفتا ہست مرآت الصناعات

۱۲۸۴ھ

قطعہ تاریخ طبع مثنوی الحجرۂ عشق مصنفہ جناب دیوان گردھاری لال صاحب عاجز بدایونی

اندنون عاجز بدایون کی ہی
کیا عجب مثنوی چھپی ہی یہ

دل و جان سے ہین لوگ اسپہ فدا
مثنوی یا کوئی پری ہی یہ

یون کہا دل نے تو بھی لکھ تاریخ
تیرے مخدوم کی کہی ہی یہ

ہاتف غیب نے کہا ای سحر
واہ کیا خوب مثنوی ہی یہ

۱۲۸۷ء

قطعہ تاریخ طبع خیابان مرغوب یعنی ترجمہ سیام وید مصنفہ منشی شیو پرشاد صاحب

کلام خدا سے جہان آفرین
کتاب خدا وند جان آفرین

تاریخ معیارالاملا

جب میں نے عنایات خدائے دوجہاں سے
تصحیح میں الفاظ کے لکھا یہ رسالہ
ہاتف نے کہا کان میں یہ مصرع تاریخ
ہے صحت الفاظ کا اچھا یہ رسالہ
۱۲۸۴ھ

ایضاً

جب نظامی نام چھاپہ خانے میں
چھپ گئی املا کی یہ نادر کتاب
سحر نے لکھی وہیں تاریخ طبع
ہے رسالہ رسم خط کا لاجواب
۱۲۸۴ھ

تاریخ خلاصۂ منطق

جو یہ رسالہ لکھا میں نے علم منطق میں
خیال طبع کو تاریخ خاتمہ کا ہوا
معاً یہ ہاتف غیبی نے مجھ سے فرمایا
کہ ہے یہ واہ رسالہ خلاصۂ منطق کا
۱۲۸۴ھ

ایضاً

جو یہ فن منطق میں اوراق چند
کیے ختم میں نے بفضل اِلٰہ
کہی سحر ہاتف نے تاریخ سال
خلاصہ ہے منطق کا اُردو میں واہ
۱۲۸۴ھ

تاریخ رسالۂ قیافہ

ہوا جب ختم یہ نادر رسالہ
مجھے تاریخ کا تب دھیان آیا
کہی ہاتف نے یہ تاریخ دلخواہ
کہ لکھا ہے قیافہ نظم یہ واہ
۱۲۸۴ھ

تاریخ واسوخت منشی گیندن لال گوہر

واسوخت کا گوہر کے بھی انداز نیا ہے
مسموم غم فرقت جاناں کو ہے تریاق
جو چشم کہ ہے کور اُسے دید کا ہے شوق
جو گوش کہ سنگین ہے وہ ہے سننے کا مشتاق
تاریخ میں کیا سحر نے موتی ہیں پروئے
گوہر کا ہے واسوخت نرالے دل عشاق
۱۲۸۴ھ

گفتگو کیسی عاشقانہ ہے — دلربائی کا کارخانہ ہے
الغرض دیکھکر یہ حسن کلام — ہوئی محظوظ خاطر ناکام
یوں لگا کہنے ہوکے دل شاد — رہی حسنت مرحبا شاباش
ہی یہ امید اب کہ تا دائم — رہے باہم مراسلت قائم
تازہ تصنیف اب جو کچھ کیجے — پاس میرے بھی بھیج اسے دیجے

سحر کرتا ہی یان پہ ختم کلام
آگے اب والسلام والاکرام

خط بنام دوستے

مہربان میرے التفات حسین — حق تعالی رکھے تمہیں محفوظ
مدتیں ہوگئیں کہ تمنے کبھی — نہ کیا اپنے نامہ سے محظوظ
اسلیے التماس کرتا ہوں — کہ جواب آئے گو یہ رہے ملحوظ

تاریخات رسائل بعد ختم دیوان

تاریخ نظم پروین

ہوئی جب ختم یہ گفتار رنگین — سپہر دانش و بانہ از رہ آئین
عطارد نے لکھی تاریخ اسکی — مسیحی سن میں یا بحر نظم پروین
۱۸۶۵ع

تاریخ معیار البلاغت

لکھا جو اس رسالے کو اردو زبان میں — حاصل ہر اک بشر کو ہوا فیض دلپذیر
لکھی دبیر چرخ نے تاریخ عیسوی — اردو میں اب کیا ہی عروض اور قافیہ
۱۸۶۶ع

ایضاً

اس رسالے کے ختم کی تاریخ — خامہ بر داشتہ لکھی فی الحال
عیسوی صوری و معنوی ہجری — اک ہزار آٹھ سو چھیاسٹھ سال
۱۲۸۲ع

کہ سوا تیرے مجھکو آپ ایجان — اور کچھ چیز کا نہین ہی دھیان
ہوئی حالت ہی جانی کیا میری — ہی یہی رات دن دعا میری
پھر خدا دن دکھائے وہ مجھکو — گود مین اپنی دیکھون مین تجھکو
حال فرقت کا سب سناؤن تجھے — اپنی چھاتی سے پھر لگاؤن تجھے
تو بھی کر صرف مجھپہ لطف و کرم — شاد کر دے مرا دل پُر غم
میری چھاتی سے جائے ہٹکے لپٹ — لب شیرین کے بوسے دے چٹ چٹ
وصل سے تو کرے دوا میری — جان کی دے لگی بجھا میری
مین دعا دون تجھے کہ ای دلبر — حسن تیرا رہے ترقی پر

تیری الفت خدا کرے دائم
خاطر سحر مین رہے قائم

خط در رسید دیوان جناب منشی کشن کمار صاحب قائم تخلص

مجمع حلم و منبع اخلاق — مصدر لطف و مظہر اشفاق
باعث فخر و افتخار و وقار — صاحب عزت و وقار و وقار
رہو دائم سلامت و خوشحال — ہو ترقی دولت و اقبال
بعد تسلیم و اشتیاق ملاق — عرض کرتا ہی آپ کا مشتاق
آپ نے جو رہِ عنایت سے — اپنا دیوان عطا کیا ہی مجھے
مجھ پہ بیشک بڑا کیا احسان — اسکا احسان ہو کسطرح سے بیان
نہین دیوان ہی یہ جانِ سخن — بڑھ گئی جس سے عز و شانِ سخن
جو غزل دیکھی لاجواب ہی وہ — شعر جو ہی سو انتخاب ہی وہ
ہین معانی بلیغ لفظ فصیح — بندشین چست اور بیان صحیح
قابل صاد شعر سارے ہین — نئی تشبیہ و استعارے ہین
ہین خیالات عالیہ موزون — ہر زمین مین ہین عرش کے مضمون



کبھی جوش جنون مین ہون بیکل | کبھی پڑھتا ہون عاشقانہ غزل
گفتگو گہ خیال سے کرنا | عشق یا و جمال سے کرنا

تیرا ہنسنا جو یاد آتا ہے | کیا کہون کسقدر رلاتا ہی
یاد آتے ہین وہ ترے انداز | باتین کرنا وہ میرے ساتھ بناز
الفت آمیز وہ تری باتین | دلکے لینے کی وہ تری گھاتین
وصل کی شب وہ تیرا لطف و کرم | بوسے دینا وہ ناز سے پیہم
ہاے وے وہ ترا وہ شرمانا | ہنسکے چھاتی سے وہ لپٹ جانا
بہر تسکین خاطر ناشاد | الفت اپنی جتانا حد سے زیاد
کبھی کہنا کہ ہون نہین جی سے نثار | کبھی کہنا کہ آؤ کرو پیار
کبھی کہنا کہ دلکو دل سے ہی راہ | میرے بھی دل مین ہی بہت تری چاہ
وصل کا گاہ وعدہ کر جانا | کبھی وعدے سے پھر مکر جانا
گہ بہانہ مجھے بتا جانا | سیکڑون جھوٹی قسمین کھا جانا
عذر کرنا کبھی نہ آنے سے | کثرت کار کے بہانے سے
ہاے تیرا وہ میرے گھر آنا | روز تسکین مجھکو دے جانا
کرکے خاطر مری بخاطر شاد | پوری کر دینا میرے دلکی مراد
مجھے آنکھین کبھی لڑا لینا | اور کبھی ہنسکے مسکرا دینا
طور وہ جانے کے بہانے کا | وعدہ کر جانا پھر کے آنے کا
ہاے لب تیرے رشک گل سمن | ہاے جوبن بھرا وہ تیرا بدن
لب نازک وہ نرم اور شیرین | سرخ ہون جیسے برگ گل رنگین
گال وہ لال لال و خوشرنگ | ہو جسے دیکھ چومنے کی اُمنگ
مست و مخمور مثل دیدۂ حور | چشم بد دور آنکھ موتی چور
اپنے کوچے مین وہ ترا آنا | شب کو میری تسلی کر جانا
نہین معلوم تو نے ای گلرو | کردیا جانے کیا مجھے کیا جادو

بعد شرح و بیان شوق وصال — عرض کرتا ہون اپنا حال ملال
جیسے تجھ سے جُدا ہوا ہون مین — اک مصیبت مین مبتلا ہون مین
یاد رہتی ہی ہر گھڑی تیری — صورت آنکھون مین ہی کھڑی تیری
بھا گیا ہی کچھ ایسا تیرا جمال — خواب مین بھی وہی بندھا ہی خیال
کام کوئی نہین کیا جاتا — شغل کوئی بھی خوش نہین آتا
سُن بیان ہی تو جان ہی تیرے پاس — کیسے اب کیا ہی زندگی کی آس
یاد ہی تیری رات دن مجھکو — جان دوبھر ہی تیرے بن مجھکو
دل لگے بہلانے کو جو ہو مضطر — جاؤن دریا و کوہ و صحرا پر
جی بہلتا نہین وہان بھی ہرا — ساتھ ہی دل لگے وہان بھی ترا
باغ مین دیکھتا ہون جب شمشاد — قد موزون کی تیرے آتی ہی یاد
دیکھتا ہون جو سنبل پیچان — یاد آتی ہی کاکل پیچان
دھیان مین ہین جو تیری زلف کے بال — زندگی ہوگئی ہی مجھکو وبال
جب تری آنکھ یاد آتی ہی — چشم نرگس مجھے ڈراتی ہی
گل جو صورت مجھے دکھاتے ہین — تیرے رخسار یاد آتے ہین
اور جو صحرا کو گاہ جاتا ہون — کیا کہون جو کہ رنج پاتا ہون
دیکھکر چشم آہوے صحرا — چشم کی یاد آتی ہی بخدا
فکر کھانے کی ہی نہ پینے کا ہوش — بھول سے گیا ہون خورد و نوش
کپڑے میلے ہین گر تو فکر نہین — غسل کی یاد آئے ذکر نہین
کلّی مسواک کون کرتا ہے — منھ کا دھونا گران گذرتا ہے
بولنا کچھ کسی سے بار ہی اب — بات کرنا ہی ناگوار ہی اب
گر کھڑا ہون تو سخت حیرت ناک — اور جو بیٹھا تو جان غم سے ہلاک
کبھی روتا ہون مثل ابر مطیر — کبھی حیران ہون صورت تصویر
کسی جانب کو گاہ تکتا ہون — کبھی چپ گہ فضول بکتا ہون

	کرتا ہر گز دآشنائی پیارے	خالق ہر گواہ

ایضاً

جسدن سے ہے دل تمسے لگایا ہمنے | اِک دن کبھی آرام نپایا ہمنے
بے لطفی ہجران تو اوٹھائی برسون | اِکدم بھی نہ لطفِ وصل اُٹھایا ہمنے

ایضاً

کہتا مین نہین کہ یان نہ آیا سیجے | یا مجھکو کبھی اپنے گھر بلایا سیجے
رہیے کہین پر مجھسے ز روے الطاف | بھولے سے کبھی تو یاد لایا سیجے

قطعات

کہا مین نے کہ ای یارِ گل اندام | دے اِک بوسہ تجھے از راہِ خیرات
لگا کہنے یہ خوش ای وادکیا خوب | مثل مشہور چھوٹا منھہ بڑی بات

ولہ

کہا اُس شوخ سے اکروز نے راہ مین روکر | مرا دل جبسے ای گلرو تری صورت پہ مائل ہی
نہ دنکو چین پڑتا ہی نہ شب کو نیند آتی ہی | جدائی کے سبب سانس کا لینا بھی مشکل ہی
تڑپتا ہون کبھی گہ لوٹتا ہون گاہ روتا ہون | مری حالت بعینہ مثلِ مرغِ نیم بسمل ہی

تو کہتا کیا ہی ہنسکر کیا ابھی تمنے اوٹھایا ہی
نہ گھبراؤ ابھی تو سحر یہ پہلی ہی منزل ہی

نامہ کہ در مفارقت بمحبوبے زیب رقم پذیرفت

اے گلِ گلستانِ محبوبی | سروِ آزادِ گلشنِ خوبی
اے سراپا جمال و مایۂ ناز | راحتِ جانِ عاشقِ جانباز
رو کشِ شاہدانِ زہرہ جبین | رشکِ عذرا و غیرتِ شیرین
تجھکو خالق رکھے سدا دلشاد | دولتِ حسن در ترقی باد

ہی جدا اگر آج کل ہمسے ہمارا گلعذار
پر تو کچھ بیجا نہین اسکا سبب ہی آشکار
اور غم ہجر اسّے دل اپنا اگر ہی بیقرار
ہم نے تو نکالا وصل مین دلکا بخار
وقت دلدار مین ہی تپ کی باری اندنون

جب کسی محبوب پر اپنا کوئی لاتا ہی دل
پر ہمارے کام تو اپنا بہت آتا ہی دل
کیسی کیسی آفتین پھر اسکو دکھلاتا ہی دل
دیکے قسمین کوچۂ قاتل کو لیجاتا ہی دل
دشمن اپنا کر رہا ہی دوستداری اندنون

زخمی کرتا ہی نئے انداز سے تو خلق کو
دیکھتا ہون تیرا ہی مقتول ہر سو خلق کو
وار سے فرصت نہین دیتا سر مو خلق کو
قتل کرتا ہی عرق آلودہ ابرو خلق کو
کیا تری تلوار پر ہی آبداری اندنون

ہو چھپاتے سحر سے دلکی حقیقت کسلیے
ہو گئی ہی زرد یون چہرے کی رنگت کسلیے
کچھ کہو تو ہمنے کی ہی اپنی حالت کسلیے
سرد آہین بھرتے ہو ہر دم اماثت کسلیے
جان جاتی ہی کہو کس پر تمھاری اندنون

رُباعیات

معشوقون سے ہمنے دل لگانا چھوڑا
جب تک نہ تھے اسکے نیک و بد سے واقف
کوچے مین پری رخون کے جانا چھوڑا
کرتے تھے عشق جبکہ جانا چھوڑا

ایضاً

غم سے نہین ایکدم کو فرصت دلکو
اس روز کے جنجال سے تو چھوٹ جاوین
رہتا ہی ہمیشہ رنج فرقت دلکو
مرجائین تو ہوجائے فراغت دلکو

ایضاً

ہی جب سے ہری تجھ سے جدائی پیارے
ہی حال تباہ
غم سے ہی جان لب پہ آئی پیارے
انا للہ
اے کاش جو جانتا یہین یہ پہلے سے
ہو گا یہ حال

ملتا نہین عاشق سے ہی جو شخص حسین ہو
تسکین کو میرے نہ کہا تمنے کہین ہو
کسطرح سے یہ بات شایقین کے قرین ہو
وہ بُت مرے پاس آئیگا کسطرح یقین ہو
جھوٹی ہی قسم دوستو واللہ تمہاری

پھولے مرے کل رات ملے دلکے پھپھولے
ناصح نہ لب اپنے ذرا آپ نے کھولے
غیرون پہ چلے کیسے غم و رنج کے گولے
بُت بن گئے محفل مین تر عیبو لنے نہ بولے
کیا بات ہی خالق کی قسم واہ تمھاری

کیا باتین ہین لذت کی سخن کیا ہین مزے کے
کسدرجہ پسند آیا مجھے اُنکی زبان سے
ہر بات مین کہتے ہین حکمت اور لطیفے
بوسہ جو طلب مین نے کیا ہنسکے یہ بولے
سرکار سے موقوف ہی تنخواہ تمہاری

اِس عشق کے باعث ہوئی جو سحر کی حالت
ہی زور جنون اور ترقی پہ ہی وحشت
آتی ہی نظر ہمکو وہی آپ کی نوبت
ہی عشق کا دریا بسر جوش امانت
عالم مین رکھے آبرو اللہ تمہاری

مخمسہ بر غزل ایضاً

دوستو پوچھو نہ کچھ حالت ہماری اندنون
سیکڑون ہی مر چکے میری ہی باری اندنون
بے سبب ہرگز نہین ہی بیقراری اندنون
عشق کا خنجر لگا ہی دل پہ کاری اندنون
زخم کیسو رشتہ ہی خون آنکھونسے جاری اندنون

رشک سے یادِ صبا ایسی ہی عاری اندنون
مٹ گئی تیزی کی شوخی اُسکی ساری اندنون
کسقدر غم سے اُٹھائی اُسنے خواری اندنون
باغ کو جاتی ہی اُس گل کی سواری اندنون
دم چرائے پھرتی ہی بادِ بہاری اندنون

کون مجھسا دوسرا دنیا مین لاغر ہی بشر
جسم کا کچھ ہوگیا ہی حال ہی رنگ دگر
دوست سب پہچانتے ہین حیران و ششدر دیکھکر
ہجر کے آزار سے لاغر کیا ہی کسقدر
شکل پہچانی نہین جاتی ہماری اندنون

ہین وہ جور و ستم انھین آتے — جو کسی سے نے کبھی نہین دیکھے
کیسے دانستہ بن گئے بہرے — ہائے رے چھیڑ رات سُن سُن کے

حال میرا کہا کہ کیا صاحب

اسقدر مجھ سے کچھ ہو شرماتے — شکل تک بھی نہین ہو دکھلاتے
ہم تو دنیا سے آج ہین جاتے — دمِ آخر بھی تم نہین آتے

بندگی اب کہ مین چلا صاحب

کب کیا مین نے تم سے ہائے گلا — کون سی بات کا کیا شکوا
مین تو بس چاہتا ہون تیری رضا — ستم آزار ظلم جور و جفا

جو کیا سو بھلا کیا صاحب

نہ کھلا مجھ پہ شور تھا کیسا — کیا حقیقت تھی تھا بکھیڑا کیا
کسکو دیتے تھے گالیان خدا ہا — کس سے بگڑے تھے کس پہ غصہ تھا

رات تم کس پہ تھے خفا صاحب

سحر سے چھوٹے عشق کیا ممکن — پر تمھارا تو ایک نہین وہ سن
آئے عزلت کہ اب تمھارے دن — نام عشق بتان نہ لو مومن

کیجیے بس خدا خدا صاحب

خمسہ بر غزل امانت

صورت نہ دکھائے کبھی اللہ تمھاری — مین اور محبت کرون پھر واہ تمھاری
بھولے سے کرون یاد نہ اب آہ تمھاری — بیداد مجھے یاد ہو واللہ تمھاری

یوسف کی قسم اب نکرون چاہ تمھاری

نکلا ہی دل زار ذرا اسکو سنبھالو — دروازے سے اپنے ہمین خالی نہ ٹالو
دیدار کو مرتا ہون مری جان بچالو — للہ قدم شرم کے کوچے سے نکالو

بازار مین ہم دیکھتے ہین راہ تمھاری

منظہرِ رسمِ کرامت موجبِ نقشِ مراد — سرورِ و سردارِ عالم سایۂ فضلِ خدا

تکیہ گاہِ دوستداران تیرہ سازِ روئے خصم — رافعِ اعلامِ شوکت رونقِ بزمِ سخا

کارسازِ اہلِ دانش کعبۂ اقبال و جود — آسمانِ عز و تمکین ابرِ احسان و عطا

ناصبِ علمِ نصفت ناسخِ احکامِ جور — سرفرازِ نکتہ سنجان سرورِ امرا مقتدا

توتیائے چشمِ دانش تازہ سازِ رسمِ علم — یاد فرمائے غریبان یوسفِ مصرِ صفا

باعثِ ترویجِ علم و بانیٔ کاخِ ادب — لائقِ صدرِ امارت لامعِ نورِ ذکا

صاحبِ والا مراتب صائنِ ملکِ کرم — آرزوئے بیکسان و افسرِ ذوالاعتلا

حاکمِ ملکِ کرامت حارسِ شہرِ کرم — باغِ آسائش مطرا باد از فضلِ خدا

بانیٔ رسمِ عدالت بادشاہِ یتیان — ہفت کشور زیرِ حکمت ہست ای کانِ عطا

ای کہ از دستِ سخایت برسان بار و گہر — دامنِ امیدواران وارد از لطفت ملا

رام تو بادا جہان در رای تو بادا رزین
از دعائے سحرؔ از فضلِ جنابِ کبریا

خمسہ بر غزل مومن

کیوں ہو ناراض کیا ہوا صاحب
ہم خفا زندگی سے تھا صاحب
کچھ تو فرمائیے ذرا صاحب
تم بھی رہنے لگے خفا صاحب
کہیں سایہ مرا پڑا صاحب

اتنے کیوں ہوتے ہو خفا صاحب
کچھ کسی کی نہیں خطا صاحب
جو کہو تم سو ہے بجا صاحب
ہے یہ بندہ ہی بے وفا صاحب
غیر اور تم بھلے بھلا صاحب

گالیاں آپ دیتے ہیں کب سے
چپ کھڑا ہوں علیحدہ سب سے
میں تو بولا بھی کچھ نہیں تب سے
کیوں الجھتے ہو جنبشِ لب سے
خیر ہے میں نے کیا کہا صاحب

تب تلک وہ بھی مرا نورِ نظر راحتِ جان | شاد و خرسند و سلامت رہے یا ربِّ خدا
خضر و الیاس کی ہو عمر برابر اوسکی | شیرِ مادر اُسے بخشے اثرِ آبِ بقا
جب دعا لکھ چکا تب دل نے یہ مجھ سے کہا | لکھنی تاریخ بھی واجب ہے تجھے بعدِ دعا
ایک مدت ہوئی از فکر و تلاشِ تاریخ | سر بزانو ہی پڑے غور و تامل سے ہوا
کہا ہاتف نے کہ تاریخ بلند اختر ہے | نہ یہاں غور کی حاجت ہے نہ ہے فکر کی جا
اتنا سب ہے کہ کچھ اُنکے پدر کے حق مین | لکھون الفاظِ دعائیہ بطرزِ اوسکے لئے
ای مرے دوست ہمیشہ رہے تو دنیا مین | حشمت و دولت و اجلال ہی مضاعف بادا
جدِ تعداد سے ہو عمر بھی افزون تیری | سامنے تیرے ہو پوتے کا ترے پرپوتا
ہو وہین دولتِ اولاد سے تو مالا مال | یونہین ہر سال ترے گھر مین ہو لڑکا پیدا
خضر کی عمر ملے تجھکو سکندر کا حشم | عیش جمشید کا اور شوکت و شانِ دارا
تیرے حُسّاد جو ہین ہون وہ جہانسے معدوم | نام ہی نام رہے اون کا مثالِ عنقا
ادب و علم و ہنر تیرا ترقی پہ رہے | رمز دانِ علم کا ہو قدر شناسِ شعرا
سحر کے دلمین تری روز فزون الفت ہو | وہ دل و جانسے ہمیشہ رہے تیرا بندہ
چاہیے اپنے بھی کچھ حق مین دعا مانگو مین | ورنہ کیا لطف رہا مجھکو جو مین ہی نہ رہا
یا خدا مین بھی رہون دہر مین تب تک موجود | اپنی آنکھونسے سدا دیکھون مین اسکا جلوا
بیاہ اس لڑکے کا مین آنکھونسے اپنے دیکھون | پھر یہ دیکھون کہ ہوا اُس لڑکے کے پیدا لڑکا
تہنیت مین کرون پھر کوئی قصیدہ تیار | پھر پڑھون اُسکے تئین وقت کے آگے لیجا
پھر وہ مجھسے کہے صد آفرین ای سحر تجھے | واہ وا صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ صلِّ علا

قصیدۂ فارسی در صنعتِ توشیح الثنا در مدح جنابِ مسٹر کانسٹبل صاحب بہادر انسپکٹر مدارس

جلوۂ فضلِ الٰہی جوہرِ تیغِ وفا | نامدارِ ملک ہمّت نیّرِ اوجِ عطا
آصفِ عالی مکان و اخترِ برجِ مراد | بارور بادا ز دعایم باغِ احسانِ شما

نہیں معلوم ہوا فضلِ الٰہی سے ہے آج
نہیں معلوم ہوئی آج عنایاتِ خدا

آج بر آئی جو اک عمر سے تھی تیری مراد
تیرا مقصد ترے اللہ نے تجھکو بخشا

یعنی اک دوست کے تیرے حرمِ عصمت مین
فضلِ خالق سے ہوا آج ہے لڑکا پیدا

پھر یہ بولی کہ تو سمجھا کہ نہیں کون وہ دوست
یوں تو ہین دوست ہزاروں ہی ترا اُس کے سوا

نہیں وہ دوست کہ ظاہر مین جو کہلاتے ہین
بلکہ وہ ایک سا ہی ظاہر و باطن جسکا

نہیں وہ دوست کہ جس دوست سے دشمن بہتر
بلکہ وہ دوست بھی کوئی نہ جس سے اچھا

دوست وہ ناز کرے اوس پہ جو الفت تو دوست
دوست وہ فخر کرے اوس پہ محبت تو بجا

دوست وہ دوست کہ سب جانتے ہین دل جسپہ نثار
دوست وہ دوست کہ سو دل سے ہی جان جسپہ فدا

تجھکو ہی اُس سے ہے اُسکو بھی ہے اُلفت تجھ سے
اُسکا عاشق ہے جو تو وہ بھی ہے ترا شیدا

مطلع

مجمعِ صدق و صفا منبعِ الطاف و ولا
معدنِ علم و ادب منہلِ اخلاق و وفا

خلق مین سارے جہانین کوئی ثانی جسکا
نہوا آگے نہ اب ہے نہ کبھی ہو و یگانہ

نام کسطرح جہانین ہے وہ ہر اک کو عزیز
وہ تو کیا نام تلک اُسکا ہے پیارا پیارا

اب بھی سمجھا نہو گر تو مین بتا دوں ظاہر
پیارے لال اسمِ مبارک ہے جہانین جسکا

سُنکے اِس مژدہ کو ایسا مین ہوا محوِ نشاط
نہ رہا ہوش بدن کا کہ مجھے اپنے اصلاح

کبھی تھا بخت کا شاکر کبھی ممنونِ فلک
کبھی تقدیر کا مداح کبھی قسمت کا

دلمین کہتا تھا کہ اللہ رے قسمت میری
خواب مین ہو نہین کہ عالم ہے یہ بیداری کا

دلمین آیا کہ اجابت کو طلب کرکے حضور
دو نین اُس مردمکِ باصرہ کے حق مین دعا

یاالٰہی رہین جبتک فلک و شمس و قمر
کہکشان زہرہ ثریا ذنب و راس و سہا

رہے جبتک کرۂ عرض مدارِ گردون
رہے سیارونکا نہ چرخ پہ جبتک دورا

رہے تا باعثِ خوشنودیِ انسان اولاد
پرورش پاتا ہے ماں باپ سے جبتک لڑکا

قوتِ نامیہ جبتک کہ نباتات مین ہے
اور اجسامِ ذوالروح مین ہے نشو و نما

گل و بلبل سے ہے جبتک کہ بہارِ گلزار
سرو و قمری سے لبِ جُو کو ملے رونق تا

اوٹھتی ہی دلسے ہراک شخص کے اک تازہ اُمنگ
وقت اچھا ہی سمان اچھا ہی موسم اچھا

ابر گھر آیا ہی گھنگھور گھٹا چھائی ہے
بوندیان پڑتی ہین اور چلتی ہی آہستہ ہوا

یہ سمان دیکھکے ایسا ہوا کچھ جوش طرب
دلِ وحشی کو لگی سیر گلستان کی ہوا

چلدیا از پی گلگشت فضاے گلشن
وان بھی پہونچا تو عجب لطف کا عالم دیکھا

مطلع ثالث

ہر طرف باغ مین یون تازہ اوگا ہی سبزا
مخمل سبز کا گل فرش بچھا ہی گویا

نشۂ بادہ سے مخمور ہے چشم نرگس
جام در دست کھڑا ایک طرف ہی لالا

پھولا جاتا ہی خوشی سے لب جو ہر گلبن
ٹپکی پڑتی ہی لب جو سے طراوت گویا

ہر چمن مین سر ہر گل ہی غزلخوان بلبل
شاخ ہر سرو پہ قمری ہی جدا نغمہ سرا

سجدۂ شکر مین ہر شاخ ثمر ور مصروف
ہر شجر برگ سے پھیلاے ہوے دست دعا

غنچہ نے سر پہ لگائی ہی کلاہ زرین
شاہد گل بھی ہی پہنے ہوے رنگین قبا

الغرض دیکھ یہ کیفیت شہر و بستان
مجھکو حیرت ہوئی اور سخت تعجب آیا

جی مین کہتا تھا کہ اللہ یہ کیا باعث ہی
کیا یہ اسرار ہی اور کیا ہی یہ ہنگاما

کیا خوشی ہی کہ خوش آتا ہی نظر سب عالم
کیا یہ شادی ہی کہ شادان ہی تمامی دنیا

کو نسے گلبن امید پہ پھولا ہے گل
کو نسے نخل پہ ہی میوۂ نورس آیا

کون آیا جو فلک سے یہ ندا آتی ہی
مرحبا صلّ علی صلّ علی صلّ علا

قصہ کوتاہ اسی سوچ مین تھا مین حیران
کچھ نہ کہ سکتا تھا گویا کہ ہوا تھا سکتا

ہوگیا عالم حیرت مین جو یکسر ششدر
آیا اتنے مین نسیم سحری کا جھونکا

بنکے اک شکل پریزاد وہ پاس آئی مرے
کہون مین حور و یا نور کا اوسکو پتلا

کیا کرون اسکا بیان وصف کہ قاصر ہی زبان
طول ہو جاوے اگر وصف لکھون سر تا پا

ساتھ انداز کے پھر مجھسے وہ شوخ طرار
مسکرا کر لب شیرین سے ہولی یون گویا

سحر کیون آج تو بر رغم تمامی عالم
متفکر ہی کھڑا ہوش مین آ ہوش مین آ

شہد... جز خوشی کا ہی روز
نہین معلوم تجھے آج ہی دن شادی کا

وہ تجاہل کار نہیں وقتِ حالِ دلِ زار — فداے بر حالِ نزار
سوزشِ غم کی مجھے طاقتِ اظہار نہیں — سخت مشکل ہی ولا
نہوا وصل کبھی آجتک اوسکا حاصل — نہوا شاد یہ دل
گرچہ وہ بت ابھی نادان ہی ہشیار نہیں — کو نہیں آتی جفا
یہ غزل سحر کی ہر صنعت و تشریح میں یاب — دوست کے طلب
ہر زندہ اوسکو تو کسی سے بھی سروکار نہیں — کنج عزلت کے سوا

قصیدہ در تہنیت تولد فرزند نجیبانہ مشفقی جناب منشی پیارے لال صاحب سہوانی

صبح کو آج چمن میں بستر راحت سے اوٹھا — فرحت انگیز ہی ان وہ کبھی زمانے میں ہوا
پایا خاطر کو بہت اپنی شگفتہ میں نے — دیکھا جس شخص کو آتے اُسے شادان دیکھا
پھر تو ہنستے ہوئے [illegible] شگون نیک مجھے — ہوتی ہر سمت سے تھی فال خوشی کی پیدا
جس [illegible] بزم سرور — گیا جس کوچہ میں وان ٹھاٹھ خوشی کا پایا
ہر طرف رقص میں ہے جلوۂ زہرہ تمثال — ہر طرف نغمہ سرا مطرب ناہید نوا
اک طرف قلقلِ مینا کی ہی آواز بلند — اک طرف مستوں کا یہ حکم ہی ساقی سے کہ لا

مطلع ثانی

سنکے قلقل کی صدا [illegible] یہ ہوا تقوی کا — رنگِ قاضی سے بھی ہی آج ٹپکتی صہبا
نیم مخمور ہی کوئی تو کوئی ہی بدمست — نیم مدہوش ہی کوئی تو کوئی متوالا
ملتے ہیں اوڑاتے ہیں عبیر اور گلال — گرد ہی جسکی خجالت سے سمان ہولی کا
کوئی کہتا ہی خوشی سے کہ او ہو ہوا ہو — کوئی کہتا ہی یہ شادی سے ابابا آہا
اسقدر رنج زمانہ سے ہوا ہی مفقود — نہیں عشاق کو بھی جورِ فلک کا شکوا
گئے معشوق بھی سب بھول ستم کے انداز — ہوگئی عین وفا اونکی جو تھی خوے جفا
اوٹھ گئی رسم زمانہ سے دل آزاری کی — سرو دم بھرتا ہی قمری کا بصد مہر و وفا
بستگی بسکہ ہی معدوم ہوئی دنیا سے — بندھ نہیں سکتا جو باندھیں کوئی مضمون شعرا

ہنر ای سحر کے لیے خدمت اشعار می آید

سیر وی از پی گلگشت بیابانے چند
من چنان بر در تو باز بیایم کہ مدام
من چنان از پی گلگشت بگلزار روم

ولہ

من برون رفتہ ام از خویش بیابانے چند
حاضر اند از پی تنہائی نگہبانے چند
جگر از داغ شدہ رشک گلستانے چند

ہر کسے را نبود مادۂ فہم سخن
غزل ای سحر بخوان پیش سخندانے چند

در چمن چون نظرے جانب شمشاد کنم
چند پیوستہ ز تو شکوۂ بیداد کنم
روز ہجران ہمین خاطر خود شاد کنم
حیف آن وقت کہ گویم کہ دلم ناشاد است
چشم خود دوختہ ام جانب ابروے کسے
سر کند واعظ اگر وصف ریاض رضوان
صاحب مذہب من نیست شکایت ز کسے
وعدۂ وصل گہی کن پی تسکین بدروغ

ولہ

مصرع قامت موزون ترا یاد کنم
چند از دست غم ہجر تو فریاد کنم
کہ ادا ہاے شب وصل ترا یاد کنم
تا نگوئی کہ نگاہی کنم و شاد کنم
چلیت معیوب چو بر بیت خدا افساد کنم
سیر گلستان بکسیر کوی تو ایجاد کنم
کفر دین است اگر شکوۂ بیداد کنم
تا دل مضطر خود را بہمان شاد کنم

سحر عمر یست کہ صحرای جنون ویرانست
میروم تا بقدوم خودش آباد کنم

مستزاد در صنعت توشیح الثناء نام امراؤ سنگھ کہ بفرمایش دوستی زیب رقم یافت

اوسکا ثانی کوئی دنیا مین طرحدار نہین — آج تک خلق ہوا
ماہ رویان جہان مین کوئی زنہار نہین — مثل اوسکے بخدا
رخ پر نور کی یاد اوسکی ہمیشہ واللہ — رہتی ہے شام و پگاہ
اب زمانہ مین مجھے شغل نہین کار نہین — اور کچھ اسکے سوا

به آه خویش ازین پیش داشتم چه اثر
کنون چه شد اثر آه نتوان یافت

زتاب چهرهٔ چون مهر تو شدم بیتاب
بغیر سایهٔ زلفت پناه نتوان یافت

بکوی تست قیامت بپا ز مقتولان
چنانکه گنج شهیدان که راه نتوان یافت

ز عمرو و زید چه ای سحر چشم میداری
نسبی و جه کسی عز و جاه نتوان یافت

بعمری چو کسی به من گریان گذرد
ولہ
گریه زار مرا بیند و خندان گذرد

بگذر بر سر بیمار خود اکنون ورنه
چه سود اگر در روز درمان گذرد

از ره لطف کنی یاد ام اگر نیست عجب
چه عجب مور چه در یاد سلیمان گذرد

کی مرا باز وصال تو میسر گردد
عمر من چون همه در فرقت و هجران گذرد

گل و بلبل همه زیوانهٔ خویش گردند
گلعذار من اگر سوی گلستان گذرد

نیستم روز و شبانه ز درد فراقش فارغ
شبم بناله گذرد روز بافغان گذرد

چه عجب گر به نزد او سخندانی او
غزل سحر اگر پیش سخندان گذرد

شب وصلت بروز هجر چون در یاد می آید
ولہ
بشوق وصل جانم بر سر فریاد می آید

بگوشم از لبی چون ناله و فریاد می آید
ز فریاد فراموشم کرده بازم یاد می آید

به ابجد در نظر چون لام و میم و صاد می آید
مرا زلف و دهان و چشم خوبت یاد می آید

چها از بدگمانی از دلم ناشاد می آید
چو می بینم که از کویش کسی دلشاد می آید

بدوش از زلف دام انداخته صیاد می آید
خبردار ای جوانان چمن جلاد می آید

نمیدانم دلم را با که ظالم کار افتاده
که از جانم صدای هرچه بادا باد می آید

غلط گویند کویت را گلستان ای گل چو بلبل
رود دلشاد چون آنجا کسی ناشاد می آید

وفای وعدهٔ خود چون کند آن بیوفا با من
حیا مانع شود گر بعد عمری یاد می آید

دلیل لطف باشد گر بیاید نزد من تنها
چو با اغیار آید از پی بیداد می آید

بسی خدمت نمودم شاعری تا کرده ام حاصل

ہی تو ہم رنج و غم و درد بجر مردان کیونکر — قدم اوٹھاؤن جو آگے کشادہ راہ ملے

لگانا آپ کو سرمہ بہت مناسب ہی — کہ ترک چشم کو وردی بھی سب سیاہ ملے

کچھ آج رحم انھین آیا ہی دیکھ حالت زار — الٰہی کل مرا حال اور بھی تباہ ملے

مردون نکیون کہ ملے ہین دل و جگر اوس سے — ہی موت شاہ کی دشمن سے جب سپاہ ملے

وہ چار دن بھی کبھی ہو گئے ایک کے بر سے — ملے رقیبون سے گاہ اور ہم سے گاہ ملے

لنڈھائے ہر طرف ای ساقی تو نے خم کے خم — ادھر کو بھی کوئی چلو خدا کی راہ ملے

بھلا ہو ساقی ترا جگ مین بول بالا ہو — ادھر کو بھی کوئی چلو خدا کی راہ ملے

زکوۃ میکدہ خیرات جام خسم کی خیر — ادھر کو بھی کوئی چلو خدا کی راہ ملے

غضب ہی شیخ بھی ساقی سے عرض کرنے لگے — ادھر کو بھی کوئی چلو خدا کی راہ ملے

کلام سحر نہین سحر ہی عجب کیا ہے
ہر ایک شعر پہ گر اوسکو واہ واہ ملے

غزلہای فارسی

جانست بلب ز ہجر یار را — رحمی بحال من خدا را

کن رفع ز ہم حجاب ہا را — بنشین بکنار من خدا را

میرفت بباغ با رقیبان — برگشت ز رہ چو دید ما را

تا کے بنہم چرا نشینم — در پہلوئے غیر مہ لقا را

محروم من حزین ورد زلیست — بوسیدن پائے او حنا را

گفتیم کہ سحر وشش جان داد
گفتا الحمد مر خدا را

ولہ

بدہر جوان من نا امید یا نتوان یافت — اگر چہ نفس بد من گناہ نتوان یافت

بملک حسن چو تو پادشاہ نتوان یافت — بشہر عشق چو من دادخواہ نتوان یافت

دلم ز بودی و گوئی کہ نیست شاہد تو — چسان کنم چو کسی را گواہ نتوان یافت

غزل اچھی ہو گو تری اے سحر
کیون کہینگے معاندین اچھی

ولہ

مجھو لنے زیست مین الفت جسے نباہ ملے
تو بعد مرگ کے جنت مین اسکو راہ ملے

جو بعد عمر مجھے آج چلتے راہ ملے
سنے بھی آپ تو موقع سے خوب واہ ملے

الٰہی کاش کہین ایسی جا پناہ ملے
بچون سبکے ظلم سے دلکو جہان پناہ ملے

نہین ہوس مجھے دنیا مین عز و جاہ ملے
ہوس یہ ہے کہ خود آکر وہ کجکلاہ ملے

مین شاہ عشق ہون عشاق کی سپاہ ملے
جنون کی جا ہے سر کے لیے کلاہ ملے

گناہ دوست وہ ہون مین ابھی بدل لونگا
جو سو ثواب کے بدلے بھی اک گناہ ملے

تمام شکوے ابھی ایکدم مین فیصل ہون
مری تمھاری نگہ سے اگر نگاہ ملے

دہن کے عشق مین چلنے لگے تو مین ہر روز
یہ چیز وہ نہین آسان کسیکو چاہ ملے

ہر ایک شی مین ہو سے جو جذب دل کا اثر
تو کہربا سے کمان اور تنکے برگ کاہ ملے

نیایا عشق کا انجام آشناؤن سے
یہ مجرو وہ نہین جنکی کسیکو تھاہ ملے

ضعیف دل ہون دکھا دیجیے ذرا پستان
خدا کی راہ ذرا سی دو لے پناہ ملے

گواہ مانگتی ہے چشم دل چرانے کا
معاملہ کا بھلا کسطرح گواہ ملے

گدا ہین در کے ترے تو ہے شاہ دولت حسن
ہمین بھی حسن کا صدقہ خدا کی راہ ملے

تلاش ہو جو قیامت کو تو وہ عاصی ہون
کہ میرا نامۂ اعمال سب سیاہ ملے

تم اپنے منھ سے تو کہدو ملیگا بوسۂ زلف
بلا سے پھر نہ ملے خواہ مجھکو خواہ ملے

مزے کی شی ہے محبت اگر نہ فاسد ہو
عجیب چیز ہے الفت اگر نباہ ملے

اتارون عرش سے مین آفتاب کا ساغر
جو ماہتاب کی شب مین وہ رشک ماہ ملے

بلانے جاتے ہین اس بت کو اپنے گھر لائین
خدا کرے کہ مزاج اسکا بر براہ ملے

ملا جو دشت مین مین اسکو تو یہ بولا قیس
کہ آپ ابھی مدت مین قبلہ گاہ ملے

یہ عزم ہے کہ خدا کے جہان مین جاؤن
جو سنگ جور سے شاید وہان پناہ ملے

شنین یہ عرض مری اور وہ دیجیے بوسہ
مجھے یہی ہو غنیمت جو گاہ گاہ ملے

مشتاق ہین وہین سے تری گفتگو نہین
ہم لاجواب شوق سے ہین طالب جواب کے

نالونسے خلق کو ہون جگاتا بدین خیال
تا دیکھے تجھکو کوئی نہ عالم مین خواب کے

لکھتا ہون وصف عارض تابان یار مین
مضمون نکلین سحر نہ کیون آب و تاب کے

وله

تجھسے ہرگز پری نہین اچھی
تیری چھب اُس سے ہی کہین اچھی

ماہ سے ہی تری جبین اچھی
اوسمین اُس سے جنان جنین اچھی

یا ملو یا قرار ہی نہ کرو
جھوٹی ہان سے تو ہی نہین اچھی

چشم اچھی جو دیکھے حسن صنم
ساجد بُت ہو وہ جبین اچھی

تب تو آئے نظر دہان صنم
گر ملے کوئی خردہ بین اچھی

ہنستے ہو کیون رولا رولا کے مجھے
اسطرح کی ہنسی نہین اچھی

تجھسے بہتر نہ دیکھی کوئی شکل
صورتین یون بہت سُنین اچھی

چشم مجنون مین قدر تھی اوسکی
یون تو لیلی نہ تھی حسین اچھی

کہون اچھی بُری سب سمجھتے ہو
نہین یہ بات نازنین اچھی

شیخ کیون جاؤن کعبہ دیر سے مین
اپنی کٹ جائیگی یہین اچھی

موت نادان کے آگے ہی ناچیز
لیک ہی عقل کے قرین اچھی

بولے یون جب لگایا سینے ہاتھ
بس یہی دل لگی نہین اچھی

دے جو ساقی وہ پی لے یون مت کہہ
وہ نہین خوب یہ نہین اچھی

ہی دہان برزخ وجود و عدم
بات کہتے ہین نکتہ چین اچھی

سچ تو یون ہی کہ بوی مشک تری
نکہت زلف عنبرین اچھی

تیرے کوچہ کے آگے خلد برین
مفت بھی گر ملے نہین اچھی

شرط ہی خوبرو کو خوش خلقی
نہین یہ طرز بغض وکین اچھی

ہی رقیبون پہ لطف ہم پہ ستم
کہین عادت بُری کہین اچھی

دو طرح کی تو بات کہتا ہی
ہمکو بد غیر کے تئین اچھی

اوس شہسوار کے ہی قدم پر نظر بھی
طفلی میں بھی وہ آفت جان ہو گیا تھا

چھایا ہی ابر یار ہی فصل بہار ہی
ساقی سے رند ہی نہیں کچھ دور کے ملتی

ہستی کے ساتھ ساتھ فنا ہی لگی ہوئی
دیتا ہوں میں دعائیں وہ دیتے ہیں گالیاں

محنت کسی کی جاتی نہیں رائگاں کبھی
محشر میں سب تماشے خلق دیکھ رہے

جتنے حسین ہیں سبکو یہ کہتا ہی میں ہی ہوں
پاوں نہ پھر شراب الٰہی حیات بھر

فرقت نصیب ہوں جو یا نہ ہوں مگر میں
معشوق ہیں مقابل لیلی جو آپ ہیں

بوسہ کوئی تو دیجیے وعدے بہت ہوے
گر جور قسم مراتب اعدا سے فزوں

صغیر و ہیں سے حسن ہی وہ چند یار کا
تکتے نہیں جہاں میں ہر اک جا پہ جلوہ گر

دیکھتے نہیں ہو پاس تصور میں بھی کبھی
لشکر ہمارے سامنے چلے نہ غیر سے

ہوش آنے دیتے کیا عرق روے یار ہی
کیا تو نہ سمجھتا ہی اور کہ کے الفت کو

میں سرخرو ہوں غیر لہو تھوک کر مرین
ای محتسب نہ مجھسے الجھیے مدمست ہوں

خیرات بکو بوسہ کی تم بھی دیا کرو

آنکھوں کے تلتے نکلتے تانے رکاب کے
ہو ہر گھلے جوانی میں حسن شباب کے

ساقی مزے کے دن ہیں شراب کباب کے
ہیں پارسا بھی خلد میں طالب شراب کے

نقشے ہیں جسم میں مرے نقش بر آب کے
نقرے منجھے ہوے ہیں سوال و جواب کے

آئیگا کچھ تو ہاتھ ہمیں پانوں ہواب کے
ہو گر حساب بعد ہمارے حساب کے

عاجز ہوں ہاتھ سے دل بیتاب و خراب کے
آب حیات لوں جو میں بدلے شراب کے

یکجا رہیں نہ عاشق و معشوق ڈر اب کے
عشاق میں ہیں قیس کے ہم بھی جواب کے

نکلیگا کچھ تو بعد حساب و کتاب کے
شکوے بیان ہوں ستم بے حساب کے

حل عقدے آپ ہوے ہیں علم حساب کے
اس باغ میں بھی دل کھلتے ہیں گلاب کے

قربان اس حیا کے نثار اس حجاب کے
ہیں ڈھنگ اور ہی تو محبت سے عذاب کے

دیتے ہیں دوست کیوں نہ مجھے چھینٹے گلاب کے
کیا شیخ جانتا ہی مزے کو شراب کے

دے تو اگر اوگالی مجھے پان بھاب کے
گستاخی کر نہ بیٹھوں نشے میں شراب کے

دنیا میں سب ہی لوگ ہیں طالب ثواب کے

وہ قدرداں نہ رہے نہ وہ اہل ہنر رہے

ولہ

جو التہاب مری آہ شعلہ بار میں ہے — نہ برق میں ہے نہ شعلہ میں نہ شرار میں ہے

خیال روئے صنم چشم انتظار میں ہے — وصال یار میسر فراق یار میں ہے

نہ باقی خاک بھی اب اپنے جسم زار میں ہے — لحد میں جسم ہے یا زار یہ مزار میں ہے

جدا ہوں یار سے میں عالم شباب میں حیف — فراق بلبل و گل موسم بہار میں ہے

نہ برکنار ہوں کیوں دل سے میرے رنج و محن — کہ آج غیر سے وہ جان جاں کنار میں ہے

جو وعدہ کرتے ہو پھر کیوں وفا نہیں کرتے — قرار کیوں نہیں اے جان تیرے قرار میں ہے

خطا ہے گیسوئے مشکیں سے دوں اگر تشبیہ — شمیم ایسی کہاں نافۂ تتار میں ہے

پھنسا کے زلف میں دل کیوں مرا نہیں دیتے — قصور کیا ہے مرا مال لوٹ مار میں ہے

وفا و الفت و اخلاص آپ کے نزدیک — جو عیب ڈھونڈھئے موجود خاکسار میں ہے

عجیب لطف ہے کچھ شرط میں بھی بوسوں کی — وہی ہے جیت میں لذت جو کچھ کہ ہار میں ہے

نیاز و ناز میں ہے لطف عاشق و معشوق — مزا عجیب ہے کچھ کبر و انکسار میں ہے

یہ تیرتے نظر آتے ہیں مردم آبی — خیال روئے صنم چشم اشکبار میں ہے

ذرا اشارۂ ابرو اک اور بھی قاتل — کہ کام ختم یہاں اپنا ایک وار میں ہے

خفا ہوا تو ہوا یا نہیں دیا تو زندہ ہوا — حیات و مرگ مری تیرے اختیار میں ہے

یہ کس کی برہمی زلف یاد آئی سحر
کہ آج تیری طبیعت کچھ انتشار میں ہے

ولہ

امیدوار رند ہیں جام شراب کے — طالب ہیں ساقیا شب مہ آفتاب کے

عقدے نہ حل ہوئے دہن لاجواب کے — مضموں اوق ہیں روئے صنم کی کتاب کے

اعدا و آپ مجھ پہ عیاں ہیں عتاب کے — بگڑے ہوئے کچھ آج ہیں تیور جناب کے

اقوال کیا سنیں کسی ہم شیخ و شاب کے — ہم معتقد ہی کب ہیں عذاب و ثواب کے

مضموں ہیں غمزۂ رخ صنم کی کتاب کے — نقطہ ہیں خال کے کہ نشان انتخاب کے

جو اوس میں تذکرے چشم پر آب کے — ہوویں ورق کتاب کے لگے سحاب کے

چندے ہمارے دل کے یہی ڈھنگ اگر رہے ۔ تو ایکدن یہ جانیو ہمکو کہ مر رہے

خوش وضعونکی تلاش مین ہم عمر بھر رہے ۔ صورت جب اچھی کوئی نظر آئی مر رہے

دلمین ہمیشہ عشق بت فتنہ گر رہے ۔ یارب کبھی نہووے کہ خالی یہ گھر رہے

جوش جنون کا کاش یہی شور و شر رہے ۔ صحرا مین مثل قیس ہمیشہ سفر رہے

سودائے زلف سر مین ہو جبتک کہ سر رہے ۔ تا چشم ہے نگاہ رخ یار پر رہے

کیا فائدہ جو رات ہمارے وہ گھر رہے ۔ ہم انکی سمت کو وہ کیے منہ ادھر رہے

فرمایئے تو سوئے کہان کسکے گھر رہے ۔ کسکے نصیب رات جگائے کدھر رہے

گریہ بڑھا تو رشک سے پانی ہوئی گھٹا ۔ نالہ چڑھا تو شرم سے دریا اوتر رہے

غیرون سے کیجیے شوق سے نظارہ بازیان ۔ دلجوئی پر ہماری بھی مد نظر رہے

افسوس ہے کہ غیر تو لین بوسہ چشم کا ۔ حسرت سے بندہ دور سے کرتا نظر رہے

نادان ہین جو لگاتے ہین دنیا مین یادل ۔ رہتا ہی مال پاس نہ خود دائم نہ زر رہے

ہوجائے خود کسیکا مناسب ہے آدمی ۔ اور یا کسیکو چاہیے اپنا ہی کر رہے

مرجائین کاش ہم بھی تو چھٹ جائین عشق سے ۔ باقی نہ سر کا درد رہے اور نہ سر رہے

دیکھین وہ بوسہ کب ہمین مجت بغیر دین ۔ کب تک یہ اونکی دیکھین اگر اور مگر رہے

قطعہ

اکدن کہا یہ مین نے کہ سنیے تو مہربان ۔ کبتک کوئی فراق مین خستہ جگر رہے

صدمہ پہ صدمے کوئی کہا تک سہا کرے ۔ کب تک جگر برشتہ رہے چشم تر رہے

بولے کہ سو پچاس برس بھی ہوے نہین ۔ دو چار روز مین ہی ابھی تم تو مر رہے

اب ہم ترے فراق مین کیا کھائین کیا پیین ۔ خون جسم مین رہا ہی نہ لخت جگر رہے

سوئے وہ کیا ہماری تو تقدیر جاگ اوٹھی ۔ بوسے لیا کیے وہ پڑے بیخبر رہے

توبہ کرینگے نام نہ لیوینگے عشق کا ۔ اس مرتبہ جو بچ گئے جیتے اگر رہے

کیونکر نہو منازل افلاک سے بلند ۔ گھر مین مرے جب آکے وہ رشک قمر رہے

کانونکو آرزو ہے سنین باتین یار کی ۔ آنکھین یہ چاہتی ہین وہ پیش نظر رہے

کیا انقلاب سحر زمانہ مین ہو گیا

سرخی لبوں کی رخ کی ضیا کچھ نہ پوچھیے
ہر گون و بفریب سوا کچھ نہ پوچھیے

غیروں کو اونسے قتل کیا اپنے ہاتھ سے
مجھکو بھلا ہوا کہ برا کچھ نہ پوچھیے

رہتے ہین اپنا حال کہین ہم کسے بغیر
خواہ آپ ہمسے پوچھیے یا کچھ نہ پوچھیے

لاثانی حسن و خوبی مین ہی وہ ماہ رو مرا
پر ہم سے اُسکا حال وفا کچھ نہ پوچھیے

مدت کے بعد آج وہ آئے ہمارے پاس
خلوت کا حال اور سوا کچھ نہ پوچھیے

پوچھا جو مینے غیروں سے کیا بات کرتے تھے
اُس بت نے مسکرا کے کہا کچھ نہ پوچھیے

کہتا ہی اُس دہن کو کوئی نقطہ کوئی ہیچ
بہتان زمرۂ شعرا کچھ نہ پوچھیے

پوچھین جو کچھ تو بات کا دیتے نہین جواب
حال و فورِ شرم و حیا کچھ نہ پوچھیے

دل دیکے ایک بوسہ لیا ہمنے یار سے
کھو بیٹھے کیا ملا ہمین کیا کچھ نہ پوچھیے

ہجرِ صنم مین نزع کی لذت اوٹھایئے
اس درد کی کسی سے دوا کچھ نہ پوچھیے

عشقِ بتان کا کیا مین کہون لطف شیخ جی
یہ وہ ہی چیز جسکا مزا کچھ نہ پوچھیے

خوبی طرزِ غمزہ و انداز کیا کہون
حسن طریقِ ناز و ادا کچھ نہ پوچھیے

ہی ہر صنم کے جلوہ سے نورِ خدا عیان
کتنے خدا ہین پھر خدا کچھ نہ پوچھیے

آئینہ رو ہو تم مری صورت سوال ہی
منھ دیکھ لیجیے حال مرا کچھ نہ پوچھیے

عاشق ہی جان نثار ہی شیدا ہی آپ کا
کیا پوچھتے ہو سحر ہی کیا کچھ نہ پوچھیے

ولہ

ایک بوسہ کے سوا اور ابھی پایا کیا ہی
دلمین ارمان مرے جانین ابھی کیا کیا ہی

بوسہ لے لینے پہ کیا سچ ہی غصہ کیا ہی
منھ بنا کے ہوئے کیون بیٹھے ہو بگڑا کیا ہی

جان دینے کی اوٹھا کرتی ہی ہر دم جو ہوس
نہین معلوم کہ دلمین مرے بیٹھا کیا ہی

میرے آگے بھرے کیا غیر محبت کا دم
عشقبازی کا اوسین احمق کو سلیقہ کیا ہی

بوسہ لینے سے ہو آزردہ تو لے لو بدلا
اسمین تکرار ہی کیا اس مین بکھیڑا کیا ہی

ہر گھڑی سحر سے رہتا ہی مقابل ای غیر
کس بھروسے مین ہی تونے ہمین سمجھا کیا ہی

تم رہو ہم سے خفا ہم رہیں جینے سے خفا — ایسے جینے کو بھلا لیکے کرے کیا کوئی
ابر ہو باغ ہو ساقی ہو تمھارا ہو وصال — نہیں اور اسکے سوا دل میں تمنا کوئی
خیر یہاں نہیں تو فرصت کی ہیں لیکن اسدم — پئے تسکین ہمیں وعدہ کیجیے بوسا کوئی
یہ تو ہم جانتے ہیں کچھ تمھیں انکار نہیں — پر ابھی وعدہ تو دو تو نہیں تو کرے کیا کوئی
تاڑ کر قصد مرا ہاتھ چھوڑا کر بھاگے — کہکے اسطرح جھجک کر کہ وہ آیا کوئی

خود بخود تم یہ گلا کاٹ کے مر جائینگے
یہ تو سمجھو گے انجھی سحر بھی کچھ تھا کوئی

ولہ

کہتا ہوں جب یہ کھاؤ رخ اپنا ذرا مجھے — کہتے ہیں رونمائی میں تم دوگے کیا مجھے
درکار ہی ذرا سی تری خاکِ پا مجھے — پارس کی چاہ نہ ہوس کیمیا مجھے
بیماری کیسی سارا بکھیڑا ہی پاک ہو — گر دیویں دوست زہر بجاے دوا مجھے
گر میں نہوتا خاک بھی ہوتی نہ انکی قدر — لازم ہی خوبرو یونکو دیویں دعا مجھے
یارب بدل دے اس بتِ سنگین ورنہ کا دل — یا اور دل بدل دے کوئی دوسرا مجھے
ہرگز میں روزِ حشر نہ اوٹھونگا گور سے — گر تجھ سوا خود آکے اوٹھائے خدا مجھے

رسوا ہوا ہوں عشقِ حسیناں میں بسکہ سحر
اچھا وہ کرتے ہیں جو ہیں کہتے برا مجھے

ولہ

سر ملا ہی عشق کا سودا سمانے کے لیے — آنکھیں دیں انکو آنسو بہانے کے لیے
اوسکا ہنسنا یاد آتا ہی رولانے کے لیے — کچھ بہانہ چاہیے آنسو بہانے کے لیے
کوئی زاہد بن گیا ہی کوئی داغنا بنگیا — کیسے کیسے سوانگ ہیں روٹی کمانے کے لیے
نقدِ دل کو وارتے ہیں ہم لبِ پان خوردہ پر — نذر لائے ہیں تمھارے پان کھانے کے لیے
مجھپہ ہی چشمِ عتاب اوروں پہ شفقت کی نظر — مجھکو عزرائیل عیسی ہو زمانے کے لیے

کعبۂ امید کی تعظیم واجب تھی ضرور
ہمنے بوسے سحر اسکے آستانے کے لیے

ولہ

بستر ہی ہی دردِ مرا کچھ نہ پوچھیے — کیا پوچھتے ہو حال ہی کیا کچھ نہ پوچھیے

جو چھوڑا وے غمِ فرقت سے ملاوے اُس سے — ایسا غمخوار نہین ہمکو ہی ملتا کوئی
جتنے ہین دوست غرض سے نہین کوئی خالی — سچ تو یہ ہی نہین دنیا مین کسیکا کوئی
چشمِ نرگس ہی سفید اور سیہ چشمِ صنم — کون تشبیہ دے ایسا نہین اندھا کوئی
مجھ یہ بتلاتا ہی کوئی کہ ہوا ہی جادو — سایہ کہتا ہی پڑا اسپہ پری کا کوئی
محفلِ یار مین اغیار کی ہی آمد و رفت — گر اوٹھا کوئی تو آکر وہین بیٹھا کوئی
ہی تقاضا ہی پھر مجھ سے دلِ وحشی کا — اور دکھلا مجھے اب دامنِ صحرا کوئی
بیکسی کہتے ہین اسکو کہ جنازہ پہ مرے — چار آنسو بھی بہائے نہین اتنا کوئی
کچھ عجب زرق و برق لق ہی مچی دنیا مین — ہی یہ اندھیر کسیکی نہین سنتا کوئی
وہ بھی دن یاد کرو دلمین کہ جب میرے سوا — چاہنے والا نہ تھا ایک تمھارا کوئی
ق
یون کہا مین نے کہ لے جلد خبر اے ظالم — مرضِ ہجر کی شدت سے ہی مرتا کوئی
بولے مرتا جو کوئی ہو وہ کرے اپنی دوا — کس سے کہتے ہو اجی یان نہین عیسی کوئی
ق
یون کہا مینے کہ تم خوب ہو اے ہرجائی — نہ بچا تم سے کوئی گھر نہ محلا کوئی
یہ نہین ڈر ہی مبادا کوئی مطعون کرے — یہ نہین خوف کہ دیکھے تو کہے کیا کوئی
بولے کیون سیر کو باہر نہ کہین جاوین ہم — گھر مین بیٹھا رہے کس طرح اکیلا کوئی

لوگ مشتاق ہین اے سحر سخن کے تیرے
اک غزل اور بھی اب چاہیے پڑھنا کوئی

ولہ

تمسا غافل بھی زمانہ مین نہوگا کوئی — دھیان اتنا بھی نہین ہم یہ ہی مرتا کوئی
جیتے جی یہ بھی نہ سمجھے کہ ہی مرتا کوئی — تم سے امید لبِ مرگ رکھے کیا کوئی
مین جو روتا ہون تو غش ہنسکے وہ خوش ہوتے ہین — حال کو میرے سمجھتے ہین تماشا کوئی
ایک پر ایک کو ہی فوق خدا نے بخشا — یہ نہ سمجھو کہ جہان مین نہین ہمسا کوئی
یون کہا مینے کہ دل مین نے دیا ہی تمکو — ہنسکے کہنے لگے دکھلاؤ نوشتہ کوئی
مبتلا عشقِ صنم مین ہی تمامی عالم — خوف کرتا ہی نہین دلمین خدا کا کوئی
ق
اُس سے مین نے یہ کہا ہاتھ پکڑ کر سر راہ — جانِ من ہجر مین کب تک رہے مرتا کوئی

تو زندگی ہی موت سخنور کے واسطے

ولہ

ناوک افگن مجھ پہ گر اوسکی نظر ہو جائیگی
وہاں اپنی شوق سے سینہ سپر ہو جائیگی

ایک شب وصلت میسر مجھکو گر ہو جائیگی
طول شکوہ کی کہانی مختصر ہو جائیگی

طبع اُس بت کی جو مائل سوے شر ہو جائیگی
اِک خدائی آن مین زیر و زبر ہو جائیگی

کب یقین تھا دو چار اُس سے نظر ہو جائیگی
طبع مائل اوس سراپا ناز پر ہو جائیگی

گر تری پابوس وہ اے سیمبر ہو جائیگی
خاک تیرے کشتۂ الفت کی زر ہو جائیگی

سر سے اپنے جائیگی کب گلرخونکی تاک جھانک
دیکھنا بچپن ہی مین عمر اپنی بسر ہو جائیگی

ناتوانی کا یہی گر زور ہی تو ایک دن
تن مرا گھٹ گھٹ کے اُس بت کی کمر ہو جائیگی

باغِ عالم مین نکر حسنِ دو روزہ پر غرور
چار دن پیچھے ہزار رنگِ دگر ہو جائیگی

تھا بہت مجھکو بھروسا آہِ آتشناک پر
جانتا کیا تھا کہ ایسی بے اثر ہو جائیگی

جانِ جان جائینگے پیچھے آپ تو غیرونکے پاس
فکر جان کھو دینے کی یان پیشتر ہو جائیگی

لاش بے تشہیر میری جائیگی کب قبر تک
کو بکو خانہ بخانہ در بدر ہو جائیگی

گنبدِ گردان جلادونگا جو کھینچی ایک آہ
یہ گڑھی تو ایک ہی گولے مین سر ہو جائیگی

ع

وصل کی شب یون کہا مینے کہ مت تاخیر کر
جانِ من یان دیر کرنے مین سحر ہو جائیگی

بولے جھنجھلا کر تقاضا بھیک مین بھی اسقدر
میرا کیا ہو جائیگا ہو جائیے گر ہو جائیگی

کیا زمینِ سخت مین لکھی ہی تو نے واہ واہ
یہ غزل اے سحر تیری مشتہر ہو جائیگی

ولہ

نہ تو دیتے ہو جواب اور نہ بوسا کوئی
تمکو دل دیکے یہ فرمائیے لے کیا کوئی

کبھی دشنام نہ دی مجھکو نہ بوسا کوئی
آہ ارمان نہ نکلا مرے دل کا کوئی

حیلہ جو تم سے سوا ہوگا بھلا کیا کوئی
سیکھ لے آکے ابھی تم سے بہانا کوئی

دامِ کاکل مین کبھی پھنسکے نہ چھوٹا کوئی
گر کے اُس چاہِ زقن مین سے نہ نکلا کوئی

جنسِ دل تیرے خریدار لیے پھرتے ہین
مفت بھی اِسکو پریرو نہین لیتا کوئی

ساقیا ابر ہی اور باغ ہی فصلِ گل ہے
بھر کے مینائی گلرنگ سے آب لا کوئی

حسن انسان یہ نہیں جنکی طبیعت آئی
کیون جی دنیا مین کوئی ایسے بھی انسان ہونگے

بعد عسرت کے ہی آسانی لکھی قرآن مین
کام سب اے دل مضطر ترے آسان ہونگے

سوتی بہہ جائینگے وہ جسوقت کرینگے تقریر
پھول بکھرینگے وہ جسوقت کہ خندان ہونگے

چاہین وہ غیرونکو تو کیون نہ مین چاہون انکو
انکے ہین دوست تو میرے بھی وہ چندان ہونگے

دیکھ سکتی ہی او نہیں چشم تصور ہر جا
میری آنکھون سے کہان جا کے وہ پنہان ہونگے

لیکے اک بوسہ فقط چھوڑ دون تمکو کیونکر
جانے کیا کیا ابھی دلمین مرے ارمان ہونگے

ق

میرے اک دوست نے انسے یہ کہا میرا حال
اس غرض سے کہ وہ جورون سے پشیمان ہونگے

کہ وہ مرتے ہین دل و جان سے فدا ہین تم پر
بولے اس جھوٹھ مین کیا سچ ہی اجی ہان ہونگے

ہم سحر ہی نام مرا ایسا کرون گا جادو
خود بخود آپ مرے تابع فرمان ہونگے

ولہ

ایجاد غم ہوا دل مضطر کیواسطے
پیدا جنون ہوا ہی مرے سر کیواسطے

کرتے ہو فکر غافلو کیا گھر کے واسطے
دنیا مین سب مقیم ہین دم بھر کیواسطے

ہر شی مین جو کہ دیکھتے ہین جلوہ دوست کا
وہ لوگ سجدہ کرتے ہین پتھر کیواسطے

اس بت نے ایک بات نہ مانی شب وصال
لاکھون دیے خدا و پیمبر کے واسطے

سنکر پیام وصل مین قاصد سے جی اوٹھا
ہی معجزہ ضرور پیمبر کیواسطے

مژگان کو تیری سینے جگہ اپنے دلمین دی
زیبا یہ میان ہی اسی خنجر کے واسطے

لکھتا ہون اس لئے مین صفت چشم شوخ کی
تار نگاہ حور ہو مسطر کیواسطے

بالش کی جا ہی مجھکو ترا سنگ آستان
کافی ہی خاک در مرے بستر کیواسطے

جاتا ہون چین کاکل عنبر فشان کو مین
سودا خریدنا ہی مجھے سر کیواسطے

جتنے تھے ظلم سب وہ جفاکار کر چکا
باقی رہے نہ چرخ ستمگر کے واسطے

کرتا ہون روز ہجر مین تدبیرین جو تو
کیا کیا تسلی دل مضطر کے واسطے

ساقی شراب اشک ہی یان جام چشم مین
احسان اٹھائین کیون مے و ساغر کیواسطے

اے سحر قدر دان جو نہو کوئی شعر کا

خال و خط گیسو و رخ مژگان و چشم
ہم تو گنتے ہیں انھیں نو چار کے

پھول سوسن کا نزاکت سے ہوا
جیب سے لیے بوسے گل رخسار کے

دیر تک نظارۂ جانان کیا
ہم ہیں ممنون روزن دیوار کے

فکر مضمون کر رہے ہیں چپ رہو
وہ دہن لکھتے ہیں دہان یار کے

یاد زلف میں روتا ہوں ہر دم
رنگ ہیں یہ دیدۂ خونبار کے

پھانستے ہیں دام میں عنقا کو ہم
لکھتے ہیں مضمون دہان یار کے

مرحبا اے دل یہ تیرا کام تھا
ہو سکے صدمے فراق یار کے

جال سے اسکے بیا ہو کیوں نہ خضر
سیکڑوں پامال ہیں رفتار کے

سخت ہے گو منزل عشق بتان
رہ گیا نا سحر ہمت ہار کے

دل

جب وہ انداز سے گلشن میں خراماں ہونگے
سرو و شمشاد خجالت سے پشیماں ہونگے

حور و غلماں نہ اگر صورت انساں ہونگے
جا کے فردوس میں ہم سخت پشیماں ہونگے

روز افزوں جو یہ داغ دل سوزاں ہونگے
ہمہ تن داغ انھوں سے ہم سرو چراغاں ہونگے

راضی بھی قتل پہ وہ گر کبھی خنداں ہونگے
سخت جانی سے مری سخت پشیماں ہونگے

دیکھیے تن جو کبھی حاصل کبھی ارماں ہونگے
گھر میں مشتاق کے شب وصل کے ساماں ہونگے

یوں تو عاشق ہزاروں ترے ایماں ہونگے
ایک ہم سے نہ کبھی تابع فرماں ہونگے

یاد رونے میں جو اسکے دنداں ہونگے
قطرے سب آنسو کے گوہر غلطاں ہونگے

دفن جو لوگ ترے کوچہ میں ایماں ہونگے
خلد کو جاتے ہوئے دل میں ہراساں ہونگے

یا خدا وہ بھی دن آئیگا ستمگار کہ ہم
شکوہ جم ان سے کرینگے وہ پشیماں ہونگے

شکوۂ جور سے وہ دینگے عداوت بھی چھوڑ
یہ ستم اور کرینگے جو پشیماں ہونگے

بت پرست ایسے ہیں اسلام سے ایسے ہیں نفور
گر خدا بھی کہے تو بھی نہ مسلماں ہونگے

اتنی ہی رونے سے فرصت ہی خوشی سے یا ننگ
گر ہنسانے بھی کوئی ہمکو تو گریاں ہونگے

جامہ سے اپنے میں ہو جاؤنگا باہر او سحر
وصل کی شب جو مرے گھر میں وہ عریاں ہونگے

خدا کیواسطے صورت دکھا دے اب تو مرتا ہون
صنم کب تک یہ بندہ حسرت دیدار مین ترسے

جھکی جاتی ہی گردن بار سر سے ہجر جانان مین
الٰہی بوجھ اوترجائے کہین یہ جسم لاغر سے

نہ کیون پابند ہون اہل صفا خانہ نشینی کے
نکلتے کسنے دیکھا ہی کبھی آئینے کو گھر سے

یقین ہی ماہ تابان منہہ دکھائیگا نہ عالم کو
نقاب ای سحر اولٹے گا وہ جسدم روئے انور سے

ولہ

کیا کیا نہ خاک اوڑائی ہمارے غبار نے
چھوٹے نہ دی رکاب بھی اوس شہسوار نے

کیون چشم شوق وا نہ رہے بعد مرگ بھی
مارا ہی مجھکو حسرت دیدار یار نے

نکلا جو گھر سے سیر چمن کو وہ رشک گل
پردہ اوٹھایا اوڑکے باد بہار نے

دکھلائی دی نہ لاش اوٹھاتے کسیے عزیز
احسان کیا یہ مجھپہ مرے جسم زار نے

مجھ بادہ خوار کا ہوا انجام کیا بخیر
مٹی سے میری جام بنایا کمھار نے

ای موت جلد آ کہ نکلجائے تن سے جان
مجھکو تو مار ڈالا ترے انتظار نے

امداد لاغری کی کرای پنجۂ جنون
دیتا نہین ہی ضعف اونھین کپڑے اوتارنے

بیحکم مین نے بوسۂ رخسار کیون لیا
اوسکو خفا کیا دل بے اختیار نے

دشمن بھی میرے حال پہ ہو کیون نہ مہربان
رتبہ دیا یہ مجھکو مرے انکسار نے

پوچھیگا جب خدا تجھے کسنے کیا ہی قتل
کہدونگا خال و خط و رخ و چشم یار نے

ای کاش یاس ہی ہو کہین وصل یار سے
جھگڑے مین ڈالا ہی دل امیدوار نے

اک مین فقط شہید نہین باغ دہر مین
تجھپر گلے کو کاٹا ہی ای گل ہزار نے

سینہ تو کیا ہی قبر بھی کی بعد مرگ چاک
ہردم تڑپ تڑپ کے دل بیقرار نے

بیمار عشق دفن بھی ہو کر چلا کیا
بعد فنا بھی ساتھ نہ چھوڑا بخار نے

ای سحر جیتے جی نہ رہائی ہوئی نصیب
چھوڑا تو جان لے کے غم ہجر یار نے

لطف اوٹھائے ہین جو وصل یار کے
جانتا ہی دل مرے اوس پیار کے

حلقۂ گیسو مین موتی ہار کے
دانت ہین گویا دہان مار کے

بر اِس طرح مین کٹتے ہین سحر کئی دن سے

ولہ

خاک کر دیگی دنا گردشِ تقدیر مجھے
رہنے دیگا نہ زمین پر فلکِ پیر مجھے

یاد آجاتی ہی جب زلفِ گرہگیر مجھے
نظر آتا ہے مکان خانۂ زنجیر مجھے

فرقتِ یار مین دیتے ہین رلاسے دونون
دلِ دلگیر کو مین اور دلِ دلگیر مجھے

گر نہین بولتے ہین آپ نہ بولین مجھ سے
پر بتا دیجیے صاحب مری تقصیر مجھے

رات کو خواب مین اُس بت کے ہوا وصل نصیب
کیا دکھاتا ہی خدا دیکھیے تعبیر مجھے

یہ نیا طرزِ ستم ہی کہ لگا کر مجھ سے
کہتا ہی کھینچ دے اب دل سے مرا تیر مجھے

کیا عجب فرقتِ دلدار مین آخر ہو وصال
سوجھتی ہی نہین کچھ وصل کی تدبیر مجھے

سحر قابو مین ہو وہ رشکِ پری کا پھر کیونکر
عمل حب نہ کوئی یاد نہ تسخیر مجھے

بلاؤن مین اگر رومال اپنے دیدۂ تر سے
یقین ہی پانی پینا چھوڑ دے بادل سمندر سے

بسر وصل ہمکو ہو گیا ہی اُس سمن بر سے
نہین رتبہ ہمارا کم ہی کچھ فغفور و قیصر سے

مقابل ابر ہو کیونکر ہمارے دیدۂ تر سے
کرو وہ برسے مضطر برسات جن یہ سال بھر برسے

خدا شاہد نہ نکلے گا جو تو اے سنگدل گھر سے
ابھی سر پھوڑ کر مر جاؤنگا مین در کے پتھر سے

پھرایا در بدر قسمت نے عشقِ ماہ پیکر مین
نہین کچھ ہمکو شکوہ گردشِ چرخِ ستمگر سے

قدِ آدم قد اوسکا قامتِ طوبی سے بالا ہی
بڑی زلفِ دراز اوسکی ہی طولِ روزِ محشر سے

اگر وعدہ کرے کل کا تو منھ محشر مین دکھلاتے
کہ فردا یار کا کچھ کم نہین فردائے محشر سے

کبھی اسکی سی کیفیت نہوگی اُسمین اے زاہد
نہ بدلون ایک جامِ مے کو مین سو جامِ کوثر سے

ہوا بیدم جو مین عشقِ لبِ جان بخشِ جانان مین
نہ زندہ ہو سکا مردہ مرا عیسیِ پیمبر سے

مرے گھر آپ سے وہ آئینہ رو آج آیا ہی
نصیبا کم نہین ہی کچھ مرا بختِ سکندر سے

سوالِ بوسہ لعلِ لبِ قاتل جو لکھا تھا
جوابِ خط رقم اُسنے کیا خونِ کبوتر سے

ندے تو در سے ترغیبِ کعبہ ہمکو اے زاہد
یہان مین بت وہان کیا جاکے سر پھوڑینگے پتھر سے

عرق آلودہ ابرو کے جو لوسے کا مین تشنہ تھا
بجھائی پیاس بھی جلاد نے تو آبِ خنجر سے

کہین خدائی مین ملتا نہین پتا ای سحر
تلاش یار کی کب چار سو نہین کرتے

ولہ

دامِ گیسو مین جو دل اُسنے پھنسا رکھا ہی — اپنے وحشی کو گرفتارِ بلا رکھا ہی
اِک نظر مین دل و دین صبر و خرد لوٹ لیا — کسکی بہتر ناک مین ہی آپ یہان کیا رکھا ہی
شوق سے رکھیے قدم خانۂ دل مین ایجان — آپ کے واسطے گھر ہمنے بنا رکھا ہی
دردِ دل کہتا ہون چلا کے تو فرماتے ہین — کان اوڑے جاتے ہین کیون شور مچا رکھا ہی
دل کرین کیون نہ پسند اپنا بتان کمسن — ہمنے لڑکون کا کھلونا یہ بنا رکھا ہی
دردِ سر سے نہین کم گھسکے لگانا صندل — درد کا نام اطبّا نے دوا رکھا ہی
قتل کے بعد کیا لاش کو میری پامال — کونسا ظلم ستمگر نے اٹھا رکھا ہی
مانگ کر بوسہ ابروے ستمگر ای دل — جان کر ہم نے تہِ تیغ گلا رکھا ہی

عاشق چشم سے کہتا ہی وہ جادو تقریر
سحر مین سحر کو بھی ہنسے پھنسا رکھا ہی

ولہ

اِک جن سا چڑھا ہی مرے سر پر کئی دن سے — ہی یاد تری زلفِ معنبر کئی دن سے
رکھتے ہین جو وہ ہاتھ مین خنجر کئی دن سے — ہون مین بھی ہتھیلی پہ لیے سر کئی دن سے
ہی مجھ سے خفا یار ستمگر کئی دن سے — وہ لے بیٹھتا ہی گالیان اکثر کئی دن سے
دیتا ہی رقیبون کو جو وہ بوسۂ مژگان — پھرتی ہی چھری سی مرے دل پر کئی دن سے
کل اپنا جوان [illegible] — گھبراتا ہون [illegible] کئی دن سے
سر قتل کہین خنجر ابرو سے ستمگر — دو بھر ہی مرے تن پہ مرا سر کئی دن سے
بوسہ نہین دیتا کوئی بت راہِ خدا مین — پھرتا ہون گدا بنکے مین در در کئی دن سے
گردش نے بنایا ہی مرے پانون کو پرکار — رہتا ہی ترے کوچے کا چکر کئی دن سے
کھینچے گی اُسے بھی ادھر اکدن کششِ عشق — منھ اب جو پھرا لیتا ہی ہنسکر کئی دن سے
کیونکر مرے نالون پہ نہ ہو صور کا دھوکا — عالم مین بپا رہتا ہی محشر کئی دن سے

تو نے یہ غزل سحر لکھی ایک گھڑی مین

اپنا گھر سامنے دروازے کے بنوائینگے
اوسکے کوچے مین خریدینگے زمین تھوڑی سی

چھوڑ کر دیر و حرم کو سے بتائین ای دل
بسر اوقات کرائین چلکے وہین تھوڑی سی

دیکھین ای سحر کسے کوچۂ قاتل ہو نصیب
دفن کو کشتے بہت اور زمین تھوڑی سی

ولہ

ہم سے ضد غیرون سے یاری دیکھ لی
دیکھ لی الفت تمھاری دیکھ لی

خوبرو پایا نہ کوئی باوفا
ہمنے دنیا پھر کے ساری دیکھ لی

دلمین میرے ہی نہان شکل حبیب
جب ہوئی کچھ بیقراری دیکھ لی

پانی پانی ہوگیا غیرت سے ابر
میری شاید اشکباری دیکھ لی

اسقدر تکرار اک بوسے پہ ہی
قدردانی بس تمھاری دیکھ لی

کھینچ سکی مانی نہ تجھ سے شکل یار
تیری بھی صورت نگاری دیکھ لی

چاہ ہمکو دید یوسف کی نہین
اونکی صورت پیاری پیاری دیکھ لی

بیغرض کوئی نہین دنیا مین دوست
ہمنے سب یارونکی یاری دیکھ لی

ابروے قاتل سے دلمین کٹ گئی
تیغ کی بھی آبداری دیکھ لی

طنز سے کہتا ہی وہ مجھسے کہ سحر
ساحری ہمنے تمھاری دیکھ لی

ولہ

رقیب سفلہ سے ہم گفتگو نہین کرتے
ہماری وضع ہی کتے سے تُو نہین کرتے

تمھارے بوسۂ لب کی ہمین تمنا ہے
کچھ اور بات کی ہم آرزو نہین کرتے

جو ابتدا مین سمجھتے کہ ظلم ہی انجام
تو التفات کی ہم تجھسے خو نہین کرتے

حسین دوست نہین ہین غضب کے دشمن ہین
یہ کیا ملاپ مین کار عدو نہین کرتے

تمھارے وعدے کا کیونکر ہو اپنے دلکو یقین
وفاے عہد کبھی خوبرو نہین کرتے

حیا ہوئی ہی جو بعد وصال دامنگیر
نگاہ شرم سے وہ روبرو نہین کرتے

نہ بولیے گا تو اچھا ادھر کو دیکھیے تو
یہ کیا سبب مری جانب جو رو نہین کرتے

ہر ایک بات مین جھنجھلا کے دیتے ہین گالی
ہماری خاک بھی وہ آبرو نہین کرتے

زیب گلو کریگا وہ گل آپ شوق سے
قسمت لڑی جو دیکھنا پھولونکے ہار کی

بوسے ہزارے ہین یار نے جو سر کے کھیل مین
کیونکر خوشی ہو جیت سے مجھکو نہ ہار کی

سودا تمہاری زلفونکا سر پر سوار ہے
قیمت لگا نے کیا کوئی مشک تتار کی

اوڑکر کبھی نہ دامن جانان کو چھو سکا
مٹی خراب ہو گئی اپنے غبار کی

دل جسکو چاہے اُس سے نہ بولین وہ کسطرح
یہ بات عاشقونکے نہین اختیار کی

انکار سے فزا ہی زیادہ میان وصل
بھاتی ہی ہان یہ اونکی نہین بار بار کی

ہین تو تپ فراق بتان مین ہون مبتلا
تشخیص کی طبیب نے ناحق بخار کی

کرتے ہین اسکی آہ مین یہ جیبہ مرغ جان
گھونگھٹ پہ یہ تو نکہا ہی ٹٹی شکار کی

ورد زبان ہی سحر یہ مصرع برائے وصل
صورت نہ حق دکھائے شب انتظار کی

یاد مجھکو کسقدر رہتی ہی جانی آپ کی
دل سے کہتا ہو تمہین راتونکو کہانی آپ کی

صورت آئینہ حیران ہو جو دیکھے آپکو
کھینچ سکتا ہی بھلا تصویر ثانی آپ کی

میرے ہوتے آپ نے غیرونکے کیون کاٹے گلے
واہ صاحب دیکھلی بس قدردانی آپ کی

اور تو سب در کنار آپ پاس بھی آتے نہین
پہونچی اس نوبت کو ہمسے بدگمانی آپ کی

گر نہین لیتے نہ دو چھلا ہمین وقت سفر
داغ دل رکھتے ہین پاس اپنے نشانی آپکی

کیون نہ پھر فرقت مین ہون زخم جگر اپنے ہرے
یاد آتی ہی ہمین پوشاک دھانی آپکی

ہنسکے اس گل نے کہا دیکھا جو میرا روئے زرد
ہو گئی کیون سحر رنگت زعفرانی آپکی

رہگئی جسم مین ہی جان حزین تھوڑی سی
ابتو موقوف کرو چین جبین تھوڑی سی

نکلے حسرت لب یار اپنی کہین تھوڑی سی
کوئے جانان مین جو ملجائے زمین تھوڑی سی

اِسلئے بڑھکے نہ جھانین کوئی ہوتا ہرگز
عاشقو لئے جو وفا کرتے حسین تھوڑی سی

تو نے ملنے مین بڑی دیر لگائی افسوس
عمر باقی ہی یہان دشمن دین تھوڑی سی

[illegible] چاہتا ہون تجھکو خدا شاہد ہی سحر
لیکن الفت نہین تجھکو بت چین تھوڑی سی

مر گئے عشق مین کامل جو تھے قیس و فرہاد
ہاے دنیا مین نہ اس فن کے اب استاد رہے

کوچۂ رشک چمن مین ہم مرے ونکو خوشی
باغ مین کہدو یہ بلبل سے کہ دلشاد رہے

کھینچ سکی تیری نہ تصویر کسی صورت سے
دیکھکر رنگ تجھے مانی و بہزاد رہے

مجھسا استاد نہو مدرسۂ عشق مین گر
بلبلون کو نہ گلستان کا سبق یاد رہے

سحر سا عاشق جانباز نہ ہوگا کوئی
یہ سخن یاد کرا ای ستم ایجاد رہے

ولہ

کوچے سے اپنے غیر کو ایجان نکالیے
بہتر ہی باغ خلد سے شیطان نکالیے

کرتے ہین قتل مجھکو عدو جرم عشق مین
کچھ لپنے منھ سے آپ بھی ہون ہان نکالیے

نوک مژہ سے کرکے دل عاشقان فگار
کہتے ہین میرے تیر کا پیکان نکالیے

تشہیر بعد قتل مری لاش کیجیے
جو جو بھرے ہون دلمین وہ ارمان نکالیے

اوسکی گلی مین جاؤن مین ای خضر کسطرح
کوئی تو راہ کوچۂ جانان نکالیے

دیکھا جو مین نے آپکو تو کیا غضب ہوا
آنکھین نہ اس گناہ پہ ای جان نکالیے

جب اونکے جی مین آتا ہی پڑھیے کوئی غزل
کہتے ہین لاؤ سحر کا دیوان نکالیے

ولہ

شہرہ سنا جو زلف معنبر کا یار کی
خوشبو حیا سے اوڑ گئی مشک تتار کی

فریاد مثل بلبل نالان ہزار کی
اوس گل نے پر نہ مجھپہ نظر ایکبار کی

ثابت ہوا یہ آنکھ کے پھرنے سے یار کی
گردش کبھی نجائیگی لیل و نہار کی

دیکھو اگر بہار تن داغدار کی
پھر سیر تم کرو نہ کبھی لالہ زار کی

ٹھوکر لگا کے قبر پہ تم جاے فاتحہ
مٹی خراب کرتے ہو کیون خاکسار کی

اکدن ہمارا نالہ تو سنیے بگوش دل
آواز خوشگوار ہی کیا اس ستار کی

تعداد جور و ظلم بتان کچھ نہو چھپے
طاقت نہین زبان کو اوسکے شمار کی

خاموشی ہی ہزار سوالونکا ہی جواب
اوسنے نئی یہ سیکھی ہی طرز اختصار کی

مرمر گئے ہم تو نکی اوٹھا کر جو سختیان
کیا فکر اوسکے واسطے سنگ مزار کی

ہو تو قسمت سے قضا سے بخت سے تقدیر سے
ورنہ کسکو وصل حاصل ہو سکا تدبیر سے

راست ہی اعجاز کا ہونا تری آواز مین
اے مسیحا مردے جیتے ہین تری تقریر سے

ایکدن بھی دل نہ اُس بت کا پسیجا حیف ہی
خاک ہوا امید ہمکو آہ بے تاثیر سے

پھر نہ چھوٹا جو کہ اُس زلف مسلسل مین پھنسا
غل یہی اوٹھتا ہی ہر دم خانۂ زنجیر سے

نوک ناوک سے نہین کم وہ مژہ بہر خلش
تیغ ابرو کا ہی کاٹ افزون کہین شمشیر سے

کوئی نقشا اور اُس سے بھی نہ ایسا کھینچ سکا
دنگ ہین نقاش قدرت یار کی تصویر سے

بے اجازت کوئی بوسہ پھر نہ لونگا تجھ سے
در گذر کیجے اگر اے جان اس تقصیر سے

میرے ہوتے قتل کیون کرتا ہی ظالم غیر کو
یہ سزا دیتا ہی مجھکو کونسی تقصیر سے

مثل سابق دیکھتے ہین کیا دکھاتا ہی خدا
عشق ہم کو پھر ہوا ہی اک بت بے پیر سے

دل شگفتہ ہو نکیون باتون سے تیری رشک گل
پھول جھڑتے ہین تری رنگینی تقریر سے

دیکھنے سے اُسکے دکھلاتی ہی مجھکو مہر کی شکل
روے جانان آینہ ہی کثرت تنویر سے

موسم گل مین رہائی کی نہین اصلا امید
دل بندھا ہی زلف پر خم سے قدم زنجیر سے

ضعف کے باعث نہین ثابت نکلتی منہ سے بات
ناتوانی صاف ظاہر ہی مری تقریر سے

لاکھ گھاتین وصل کی کین پر نہ کچھ حاصل ہوا
زور چل سکتا ہی کب تدبیر کا تقدیر سے

جوش وحشت مین سوا ہوتا ہی سودا زلف کا
پیچ ہی الفت ہوتی ہی دیوانے کو زنجیر سے

جوش وحشت مین کہی کیونکر کرے سودا زلف
ہی دل دیوانہ کو الفت بہت زنجیر سے

زلف کے سودے مین مجھکو قید رکھو دوستو
ہی دل دیوانہ کو الفت بہت زنجیر سے

کون قیدی مر گیا اے سحر زلف یار کا
آتی ہی آواز شیون خانۂ زنجیر سے

ولہ

دل شگفتہ ہوا کی سیر چمن شاد رہے
باغبان جاتے ہین گلشن ترا آباد رہے

عمر بھر عشق قد غیرت شمشاد رہے
دل نہ اپنا کبھی اس باغ مین آزاد رہے

خانہ برباد ہو نکو تھی خوب پلائی تو نے
ساقی میخانہ ترا حشر تلک آباد رہے

چپ نہون جلوۂ صورت تصویر کوئی عشاق
چاہیے لب پہ سدا نالہ و فریاد رہے

کیون نہ دل اپنا حزین و زار ہو / مجھے نظر آئے جو تم بیزار سے

رشک سے دل مین نہ کیون جلجائے شمع / لو نکلتی ہی ترے رخسار سے

ہجر مین ہو کیون نہ لذت وصل کی / ہی مزا انکار مین اقرار سے

کوچۂ کاکل مین کھوکر نقد دل / مول سودا لائے ہم بازار سے

جھانکے روزن سے جو تجھکو رخنہ گر / پھوڑ ڈالون سر کو مین دیوار سے

جان آفت مین پڑی ہی اے طبیب / موت بہتر ہجر کے آزار سے

ہر قدم پر شورِ محشر ہی بپا / پستے ہین دل آپکی رفتار سے

خضر لاکر دین اگر آبِ بقا / مین نہ بدلون شربتِ دیدار سے

تیغِ ابرو کا جو بوسہ دے تو دے / ورنہ غالب قتل کر تلوار سے

خلعتِ عریانی اور جاگیرِ دشت / ہمنے پایا عشق کی سرکار سے

سرو کے چہرہ کمر سینہ کہان / اوسکو کیا تشبیہ قدِ یار سے

ہجر مین جنگل سے ہی گلشن سوا / گل بھی تجھکو کم نہین ہین خار سے

جائے آسائش نہین ہی دوسری / بڑھ کے تیرے سایۂ دیوار سے

روز تنہائی مین رہتی ہی یہان / گفتگو ہر دم خیالِ یار سے

زلف و عارض چشم و ابرو خال و خط / دل نہین بچتا انہین دو چار سے

بوسہ لب قندِ مکرر ہوگیا / دونی لذت ہوگئی تکرار سے

شرط مین یہ سونکی بھی کیا لطف ہی / جیت مین کمتر مزا ہی ہار سے

ایک گل دو پر ہوا دل داغ داغ / پھول لائے آج ہم گلزار سے

کوئی میکش پھر نہ بیٹھا ایک دم / مین جو اوٹھا خانۂ خمار سے

بلبلین اوس رشکِ گل کے ہجر مین / نوچتی ہین اپنے پر منقار سے

سحر بھیجین گے غزل یہ یار کو
شوق ہی اوسکو مرے اشعار سے

لکھدیا محروم کیون وصلِ بتِ بے پیر سے / ہی مجھے اتنی شکایت کاتبِ تقدیر سے

کیا یوسف کنعان سے مساوات تمھاری
بے مثل ہو تم حسن میں کیا بات تمھاری

بوسہ جو طلب کرکے کہا وصل کو اوس سے
بولے کہ نہ مانگینگے کوئی بات تمھاری

گئے تو فراموش کیا مجھکو ہمیشہ
بھولا نہیں میں یاد ہے وہ ذات تمھاری

افسوس کہ اغیار تو لیں بوسۂ عارض
عشاق کو ملتی نہیں خیرات تمھاری

میں نے جو کہا وصل کی شب پاؤں پاؤں
وہ بولے کہ ہم جانتے ہیں گھات تمھاری

وہ بت نہ کبھی رام ہوا لاکھ دعا کی
ای شیخ جی بس دیکھی کرامات تمھاری

اشعار تمھارے بھی پسند شعرا ہیں
ای سحر حقیقت میں ہے کیا بات تمھاری

ولہ

تلاش اوسکی کرے موے کمر کی
بھلا کیا تاب ہے پیک نظر کی

خیال زلف میں ہر شب سحر کی
اسی سودے میں ہم اپنی بسر کی

کرو آباد ویرانہ یہ دل کا
ذرا صاحب خبر لو اپنے گھر کی

لب و دندان سے تیرے ہوں مقابل
مجال اتنی نہیں لعل و گہر کی

عجب کیا ہے جو میں مجنونکو چاہوں
پدر کو ہوتی ہے الفت پسر کی

قدم اٹھتا نہیں اپنا کسی جا
الٰہی عمر پوری ہو سفر کی

گرا بیہوش غش کھا کر زمین پر
ذرا جسکی طرف تو نے نظر کی

مجھے درکار ہے اب موقلم یاں
ثنا لکھنی ہے اوس نازک کمر کی

لڑی موتی کی ہر مصرع ہے تیرا
حقیقت سحر کیا سلک گہر کی

ولہ

سبحہ سے مطلب نہ کچھ زنار سے
ہیں جدا ہم کافر و دیندار سے

عشق ہے اوس ابروِ خمدار سے
کاٹونگا اک دن گلا تلوار سے

دل مرا اٹکا ہے چشم یار سے
ہے محبت مردم بیمار سے

جو عوض لوں چھین ہے اغیار سے
گھر جلا دوں آہ آتشبار سے

ہیں کچھ عشق کے آثار سے
شعلے اوٹھتے ہیں دل افگار سے

مغرور ہی کس بات پہ ای منعم غافل
جا ئیگا نہ تو قبر مین اس جاہ و حشم سے

اک روز وہین قبر بھی بنجا ئیگی اپنی
او ٹھنے کے نہین مر کے بھی ہم کوی عدم سے

عشق دہن یار مین الفت ہوی رخ کی
پہونچے چمن خلد مین ہم راہ عدم سے

شاداب ہو رونے سے نکیون تلکی زراعت
سرسبز ہر اک کشت ہی باران کے کرم سے

کسطرح پھر ای سحر نبھے اس سے محبت
ہم اوس سے مغرور ہوا اور وہ ہم سے

ولہ

داغ دلمین یان سے ہم پہونچکی جا لیجا ئینگے
گلشن ہستی مین کیا آئے تھے کیا لیجا ئینگے

دیکھ لینا آپ سے وہ شفقت ہو جا ئیگا
اور اگر حیدر سے یو ہین دلکو سنبھالے جا ئینگے

کیون سوال بوسہ لب سے خفا ہوتے ہین آپ
لعل کیا اسمین ترے ہین جو چرا لیجا ئینگے

چاہیے انسان کو ایفا کا بھی رکھے خیال
وصل کے وعدے کو کبتک آپ ٹالے جا ئینگے

اشک کا دریا بہا کے دیدۂ گریان سے ہم
کشتی تن کو ترے گھر مین بہا لیجا ئینگے

بزم مین تیری کبھی تو دخل ہو گا سحر کا
کوی دن تو غیر محفل سے نکالے جا ئینگے

ولہ

صدف کی قدر کیا ہی گہر سے ہو اگر خالی
رہے اشکون سے پھر کیونکر ہماری چشم تر خالی

نکیون سمجھون مکانکو گور تیرہ ہجر کی شب مین
بھر آتا ہی دل جب دیکھتا ہون تجھسے گھر خالی

ملی دیدار کی دولت انھین جن جنکو ملنی تھی
پھرے ہم ای پری تیرے در دولت سے پر خالی

عدم ہونے مین اسکے پھر تامل کی ہی جا بیجا
عیان تحریر مین اتنا تو ہی نقطۂ کمر خالی

کبھی سمجھا جو اونسے حال فرقت عرض کرتا ہون
تو کہتے ہین کہ چپ رہیے نکیجے درد سر خالی

الٰہی خیر کیجو فال بد کے طور ظاہر ہین
چلا آتا ہی کیون کوے بتان سے نامہ بر خالی

غلط ہی نالۂ عشاق مین تاثیر کا ہونا
ہماری آہ کا اکثر گیا یون ہی اثر خالی

کبھی تجھ سے تو نے نہین ہین ہم بقدر وہ جو کسی [illegible]
رہے پھر کیون نہ عالم مین کف اہل ہنر خالی

نہین صنعت سخن ای سحر ہرگز یاوہ گوی مین
فراتب ہی فصاحت سے نہو اک شعر اگر خالی

مین یہی کہتا کہ بندہ ہون بتون کا واللہ
اک طرف سحر اگر ساری خدائی ہوتی

جو تجھے ناز و ادا آفت جان آتا ہی — بخدا حور و پری کو وہ کہان آتا ہی
خط نکلنے سے نہ کیون کم ہو بہار عارض — پھول کمھلاتے ہین جب دور خزان آتا ہی
سُنکے نالے مرے کہتا ہی یہ ایک ایک سے وہ — کون کرتا ہوا یان شب کو فغان آتا ہی
بھول جاتے ہین گلستان مین اگر نا شمشاد — پی گلگشت جو وہ سرو روان آتا ہی
دیکھیے ملتی ہی جاگیر شہادت کسکو — آج شمشیر بکف دشمن جان آتا ہی
ملک الموت موذن ہی مرا وصل کی رات — دم نکلجاتا ہی جب وقت اذان آتا ہی
دن کو خورشید سمجھتا ہی جہان شب کو قمر — تو لب بام جو ای جان جہان آتا ہی

جاے راحت نہین ای سحر بتونکا کوچہ
جو وہان جاتا ہی با آہ و فغان آتا ہی

ولہ

یون تو روز اُس آینہ رو سے لڑائی ہو گئی — جب گئی دل سے کدورت تب صفائی ہو گئی
اوٹھتے ہی پہلو سے ترے دم ہوا دم مین فنا — موت میری جان کو تیری جدائی ہو گئی
جب غزا یا کر لیے بوسے تو اُسنے یہ کہا — کیا لب شیرین مرا کوئی مٹھائی ہو گئی
رام کیونکر کیا کہون وہ بت ہوا لیے بندگی — ای برہمن یہ خدا کی کبریائی ہو گئی
اک فقط مین نے نہین مری ہی تری اُلفت مین جان — ای صنم تجھپر فدا ساری خدائی ہو گئی
ایک بوسہ مانگنے پر دین ہزارون گالیان — کونسی ایسی بھلا ہم سے برائی ہو گئی
مر گیے ہم اور نہ آیا وہ عیادت کو کنار — خلق مین مشہور اوسکی بیوفائی ہو گئی
ایکمدت سے سر و گردن مین جھگڑا تھا یان — درمیان جب اوسکی تیغ آئی صفائی ہو گئی

دیکھنا تاثیر سحر اُسکے سنہرے رنگ کی
نقرئی زنجیر جب پہنی طلائی ہو گئی

کس درجہ بہ تنگ آیا ہون مین ہجر صنم سے — اللہ کہین موت دے اِس ورز کے غم سے
لذت تری گالی مین ہی الطاف سے افزون — غصہ ہی دکھایا ہی نہ باز آئے کرم سے

گردن و بال سر ہی کرو سپہ ہاتھ صاف — پاڈال دو گلے میں مرے دونوں نازکے ہاتھ
لیجاتے ہیں چھپا کے مرے نقدِ دل کو وہ — بازی گرونکی طرح سے خالی دکھا کے ہاتھ
پڑتا ہوں پاؤں اب تو نہ تکرار کیجیے — کیوں بھاگتے ہو ہاتھ سے پھر چھوڑا کے ہاتھ

اوس خوش ادا کی تیغ مرے دل میں اوتر گئی
ای سحر اب تو چڑھ گئے ہم بھی قضا کے ہاتھ

ردیف یای تحتانی

درکار ہی نہ باغ نہ سیرِ چمن مجھے — کافی ہی سیر کوچۂ گل پیرہن مجھے
عریانی ساتھیاں ہیں نہیں دوسرا لباس — رکھیو دیکھو یارو قبر میں بس بے کفن مجھے
سب کچھ عدم میں بھی تھا کچھ وہاں وجود — آئی نظر کمر نہ تمھارا دہن مجھے
بناہی ساتھ لشکرِ اطفال خوبرو — بہتر ہی ہوش سے مرا دیوانہ پن مجھے

کیا کیا سنا نہ سحر خموشی کے ہاتھ سے
کہتا ہی کوئی گنگ کوئی بے سخن مجھے

ولہ

دامِ گیسو سے اگر اپنی رہائی ہوتی — قیس کی قبر پہ زنجیر چڑھائی ہوتی
نزع کے وقت جو شکل اپنی دکھائی ہوتی — دمِ آخر مری امید بر آئی ہوتی
مرتے دم تم نے جو صورت نہ دکھائی ہوتی — تو مجھے قبر میں بھی نیند نہ آئی ہوتی
آنکھ اگر آپ سے اور ہم سے لڑائی ہوتی — نہ کبھی غیر سے پر آنکھ لڑائی ہوتی
کیوں نہ برعکسی تقدیر سے مانگوں یہ دعا — یا الٰہی مری اوس بت سے جدائی ہوتی
تجھ لطف و کرم کا تو بھلا ذکر ہی کیا — کوئی گالی ہی مجھے کاش سنائی ہوتی
خو نکلنے پہ جو دل اونکا ہوا صاف تو کیا — تب مزا تھا جو صفائی میں صفائی ہوتی
سبزہ رنگوں نے جدائی کا جو بوتا سامان — زہر کھانیکی مرے جی میں سمائی ہوتی
باغِ فردوس کی رہتی نہ ہوس بعدِ فنا — کوچۂ یار میں گر اپنی رسائی ہوتی
جانتا بلبلِ دل شاخِ گلِ تر اوسکو — لپٹی گجروں سے اگر اوسکی کلائی ہوتی

نہ ملتا ہی کبھی بوسہ نہ دیتے ہو کبھی گالی
تمھین دل دیکھیے کوئی صفت سیکھا ہے جہان کیون ہو

مناسب کب ہی جو تمکو کہون مین یوسف ثانی
غرض کیا ہی کسی کے تم غلام اے جان جان کیون ہو

ہر اک فقرہ ہی جھڑکی تو ہی ہر بات پر گالی
تم ایسے خوبصورت ہو کے لیتے بدزبان کیون ہو

تمھاری بیدہانی مین تکلم سے کلام آیا
نہ بولو تم اگر صاحب تو پھر ثابت دہان کیون ہو

یہ کیا اقرار بوسہ کرکے پھر انکار کرتے ہو
نہو منظور اگر آخر تو اول ہی سے ہان کیون ہو

نہ غم ہو اپنے غم کا نہ عدو کی شادمانی کا
یہ غم ہی مجھکو غمگین مجھکو وہ شادمان کیون ہو

دہن وہ تنگ بہتر جسکو نالے کی نہین عادت
ضرورت ہی نہین جب تو عبث منھ مین زبان کیون ہو

جو ہمراہ اوسکے ہون تو وہ پری پیکر یہ کہتا ہی
مرے ہمراہ تم پیچھے پیچھے پھرتے حضرت سایہ سان کیون ہو

غرا ہو خط نکلنے پر وہ خود ہون وصل کے طالب
اگر خط قبل ازین اغماض تھا پر بعد ازان کیون ہو

سگ جانان کا حق ہی مت ہما کو دو لیے یارو
عبث تم کرتے ہو ایسے مشت استخوان کیون ہو

گیا کل رات جو مین انکے گھر دیدار کی خاطر
تو بولے مسکرا کر آج تم آئے یہان کیون ہو

جفائے چرخ کا نا راز مین پر خود پڑا ہون مین
بنے میرے لیے اے دوست تم آسمان کیون ہو

وہ کہتے ہین سنا دو کچھ کلام اے سحر اپنا تم
ہوئے مشہور ورنہ طوطی ہندوستان کیون ہو

ردیف ہای ہوز

کچھ زرک رہے وہ قتل کو میرے بڑھا کے ہاتھ
ہے عاشقو نہین آبرو اپنی خدا کے ہاتھ

کہتے ہین مجھسے اپنے حنائی دکھا کے ہاتھ
ایسے بھی ہونگے سرخ کسی دلربا کے ہاتھ

طوبی اسے ہاتھ بھر قد بالا بلند ہی
انگڑائی مین وہ کہتے ہی ہین جو اٹھا کے ہاتھ

رنگین تمام خون شہیدان سے ہوگئے
محتاج ہی نہین ترے رنگ حنا کے ہاتھ

مبتلا مین کیا کہ ہاتھ سے کیا کچھ نکل گیا
دل بیچ بیٹھا ہم اک بیوفا کے ہاتھ

اُس گلبدن کے پاس ہوا کا گذر نہین
پہنچا ہی تاکہ بھیجون بہنا یا وصبا کے ہاتھ

دیکھا جو میرے پہلو مین اسکو رقیب نے
سمجھہ کے گیا اشارے مین حاسد ملا کے ہاتھ

روز آتی ہی نظر خواب مین اک حور مجھے ۔ دھوکے ہر روز دیا کرتا ہی شیطان مجھکو
بھول سے کچھ گئے انسان مری صورت کو ۔ یاد سے بھول گئی صورت انسان مجھکو
مصحف رخ کی تلاوت ہی مجھے شام و سحر ۔ عشق کافر نے بنایا ہی مسلمان مجھکو
صلح کل کا مرا مذہب ہی سبھی یکسان ہین ۔ ہندو و گبر و نصارا و مسلمان مجھکو
ملگیا رتبۂ والائے فنا فی المحبوب ۔ ایک ہی روز وصال و شب ہجران مجھکو
کسی انسان کے دہن پر اُسے قربان کرون ۔ کہین ملجائے اگر چشمۂ حیوان مجھکو
نہین برقع سے ہی نور رخ تابان روشن ۔ نظر آتا ہی چراغ تہ داماں مجھکو
شیفتہ جی سے ہون مین ایک مہ سیمبر کا ۔ حسن اپنا نہ دکھا ای مہ کنعان مجھکو
بن کہون دوست وہ ہوجاتے ہین دشمن میرے ۔ نامبارک سا ہی کچھ عشق حسینان مجھکو
دم گریہ یہی رہتا ہی مجھے خوف مدام ۔ کہ ڈبووے نہ کہین اشک کا طوفان مجھکو
باز رکھتا ہی مجھے عشق بتان سے زاہد ۔ عمل خیر کا مانع ہوا شیطان مجھکو
یا خدا میری یہ امید بر آئے پس مرگ ۔ خلد مین حور ملے صورت جانان مجھکو

بھلا کچھ کہین ای سحر نہین کچھ پروا
جو سخن فہم ہین کہتے ہین سخندان مجھکو

وله

اگر وہ مہربان ہو تو فلک نا مہربان کیون ہو ۔ اگر مقسوم سیدھا ہو تو ٹیڑھا آسمان کیون ہو
نگہ کرتے نہین ابرو کشیدہ مری جان کیون ہو ۔ نہین گر چھوڑنا ہی تیر تو کھینچے کمان کیون ہو
اگر ہو لطف دلبر غیر سے پھر خوف یان کیون ہو ۔ جو راضی دوست ہو اپنا تو خوف دشمنان کیون ہو
دکھاتے مجھکو اپنی کاکل عنبر فشان کیون ہو ۔ ہین پابند الفت پھر چھپاتے بھید یان کیون ہو
جو ہو وصل صنم تو شوق مرگ ناگہان کیون ہو ۔ جو ہو وہ آفت جان پاس تو آفت مین جان کیون ہو
اجی برگشتہ جون تیر نگاہ جانستان کیون ہو ۔ کشیدہ شکل ابرو مجھسے ای ابرو کمان کیون ہو
فنا کے بعد کیا میرے ستانیکی ضرورت ہی ۔ زمین مین دفن جو ہو اُسکے در پی آسمان کیون ہو
مجھے شک تم پہ ہی غیرون سے ملنے کا تمھین مجھپر ۔ نہو تم بدگمان صاحب تو بندہ بدگمان کیون ہو
تمھاری زلف کو مشک ختن سے دی اگر نسبت ۔ ہوئی ہی کیا خطا مجھسے خفا ای جان جان کیون ہو

جوشِ وحشت نے دکھایا وہ بیابان مجھکو
نظر آتی ہی نہین صورتِ انسان مجھکو

یاد رہتا ہی سدا گیسوے جانان مجھکو
روز آتا ہی نظر خواب پریشان مجھکو

غمِ جانان مین نہین کچھ بھی غمِ جان مجھکو
یہ نکلجاے تو ہو اور بھی آسان مجھکو

ملگیا مفت عدن اور بدخشان مجھکو
یاد رہتے ہین کسیکے لب و دندان مجھکو

اوسے لون جان کو دون تو نہین نقصان مجھکو
ہی یہ منظور مری جان بدل و جان مجھکو

باتین سنواتی ہی کیا کیا نہ مری کم سخنی
کوئی بیہوش ہی کہتا کوئی بیجان مجھکو

شیشۂ دل مین مرے جب سے تصور ہی ترا
لوگ اُس روز سے کہتے ہین پریخوان مجھکو

تیری ابرو ہی صنم کعبہ کی محراب مجھے
چاہِ زمزم ہی ترا چاہِ زنخدان مجھکو

یاد جب چشم تری آئی مجھے صحرا مین
آنکھین دکھلانے لگے غولِ بیابان مجھکو

دیکھکر اوسکو مری جان فنا ہوتی ہی
چشمِ ضیغم ہین نجومِ شبِ ہجران مجھکو

نام کی فکر نہ کچھ ننگ سے مطلب ہی مجھے
سر کی پروا ہی نہ درکار ہی سامان مجھکو

قدردانی پہ مین قربان تری ای ساقی
صاف اغیار کو اور دُرد مری جان مجھکو

ہجر مین باغ مین جاتے ہوئے خوف آتا ہی
شیر کی آنکھ ہوئی نرگسِ فتّان مجھکو

ابرِ باران مین ہی بجلی کا چمکنا لازم
کیون نہ وہ شوخ ہنسے دیکھکے گریان مجھکو

ہوگئے آئنہ وہ دیکھکے آئنہ کو
یعنی حیران ہوے وہ دیکھکے حیران مجھکو

ہوگیا آئنہ مین دیکھکے آئنہ کو
کردیا یار کی تصویر نے حیران مجھکو

گہ ذقن پر کبھی غبغب پہ نظر کرتا ہی
لیکے ڈوبیگا کہین دیدۂ گریان مجھکو

اللہ اللہ رے جنون بل بے شبابِ وحشت
چاہیے ایک نیا روز گریبان مجھکو

کیا اوڑا جاتا ہی کاندھے پہ جنازہ میرا
بعد مرنیکے ملا تختِ سلیمان مجھکو

مانعِ آمدِ اغیار ہون گھر مین تیرے
تیری الفت نے بنایا ترا دربان مجھکو

بسکہ لاغر ہون نظر اُسکو کب آونگا مین
دیکھون اب روکےگا کیونکر ترا دربان مجھکو

گلِ نظارہ کو کافی نہین دامانِ نظر
میرے دامن نے کیا سر بگریبان مجھکو

مرگیا سُنکے شبِ وصل مین آواز اُسکی
ملک الموت ہوا مرغِ سحرخوان مجھکو

اد مین پاتا کسیکا دل اگر آفاق مین
تو بدل لیتا بلا شک مین دل ناشاد کو

ندمی رنگون پہ مائل بے سبب ہوتا نہین
بالیقین شیطان بہکاتا ہی آدم زاد کو

اعتقاد دیتا ہی کیا ترغیب جنت تو مجھے
حور و غلمان حسن مین کب ہوتے آدم زاد کو

ید قربان مین وہ کاٹے گا گلے عشاق کے
لوگ آتے ہین ہماری بھی مبارکباد کو

ین وہ ہون صید ستم دیدہ کہ سنکر حال زار
رحم میری بیکسی پر آتا ہی صیاد کو

اتش غم بھی نہ تجھسے بجھ سکی ای آب اشک
خاک ہو امید پھر مجھ خانمان برباد کو

لخت دل کا عزم ہی ای سحر آنین آنکھ مین
اخنطر اپنے آباد سے جائین سرشک آباد کو

ولہ

تنفر ہی یہ وقت قتل بھی اس شوخ بدظن کو
جو لگجائے مرا خون خاک ڈالے وہ دامن کو

جگہ ملجائے گر کوچہ مین اسکے اپنے مدفن کو
تو گویا خلد کو مین ساتھ اپنے لیگیا تن کو

نہ کیون ہم دیکھ لینگے اپنے گل کھائے ہوئے تن کو
ہمین کیا خبط ہی جو سیر کرنے جائین گلشن کو

نکون منھ غیر کا غیر اسکے دیکھے روے روشن کو
دکھائے دن نہ یہ اللہ ہرگز میرے دشمن کو

نظر آیا مکان مین جبکہ رکھا ہجر ساقی مین
تو مین نے دور پھینکا توڑ کر شیشہ کی گردن کو

نہ کر گردن کشی غافل نتیجہ ہی برا اسکا
مناسب ہی رکھے انسان نیچا اپنی گردن کو

گریبان رہگیا باقی جو ٹکڑے پھٹ گئے وحشت مین
ہمارے واسطے وہ رہگیا ہی طوق گردن کو

وہی گھر ہی جہان پر بیٹھ جائین مار کر آسن
نہین درکار ہی کیا قصر و ایوان اپنے مسکن کو

جو ہو بیت شکستہ دل مین مرہم کرلون چند باتون مین
مین ہون وہ داغ و زخم مین مرہم کیا دیتا ہون آہن کو

سمجھتا ہی نہین جب اس سے دل کا حال کہتا ہون
خدا نے خوبصورت کیون بنایا طفل کودن کو

کیا جس روز سے ہی عشق تیغ ابروے قاتل
جدا ہی جان رکھا ہت بیٹھے سر سے گردن کو

چمن مین ہو تبسم سے نرگس نظر نیچی کو ڈالے ہی
مسی آلودہ لب سے ہی خجالت برگ سوسن کو

زصاف و درد پیش آر آنچہ داری ہی عمل اسپر
نہین کچھ سحر لکھی یہ غزل شاباش و احسن کو

ولہ

ورد رہتی ہی کتاب تیغ جانان مجھکو
ہی بجا کہیے اگر حافظ قرآن مجھکو

گچھا موتی کا نہین کانین عارض کے قریب
پہلوے ماہ مین ہی عقدِ ثریا دیکھو

سنگِ اطفال سے پھوٹا ہی کیا سر اپنا
میری قسمت کا لکھا خطِ شکستا دیکھو

مین تصور مین کرون سیر جہانکی چاہون
کیا ہی بڑھکر یہ مرے پاس ہی گنگا دیکھو

پھر نہ دینا جو ذرا بھی ہو تمھارا نقصان
پہلے تم دیکے ہمین ایک ہی بوسا دیکھو

ملپنے ہاتھونسے رقیبونکو گلوری دیکر
قتل پر میرے اُٹھاتے ہین وہ بیڑا دیکھو

دیتے ہین اُسکو جو شاعر قدِ جانانسے مثال
سرو کی بات درختون مین ہی بالا دیکھو

قدِ موزون یہ ہی اُسکے رُخِ رنگین کی بہار
سرو مین پھول کھلا ہی یہ اچنبھا دیکھو

خاکِ پا اوس بتِ نادان کا ہون مانا ہو سحر
اوسے دیکھو مجھے دیکھو یہ تمنا دیکھو

پھر ہی بزم مین دے غیر کو وہ بوسۂ چشم
سحر جو کچھ کہ دکھاتا ہی نصیبا دیکھو

مذہبِ عشق سکھاتا ہی مرا دل مجھکو
خوب قسمت سے ملا مرشدِ کامل مجھکو

ضعف سے پاؤن اوٹھاتا ہی یہ مشکل مجھکو
دو قدم چلنا ہی سو کوس کی منزل مجھکو

رقص سے بڑھکے تماشا ہی تپش مین میری
آپ جاتے ہین کہان چھوڑکے بسمل مجھکو

دلِ مشتاق نے آرام یہ پایا دمِ قتل
آگئی نیند تہِ خنجرِ قاتل مجھکو

وصفِ سلکِ دُرِ دندان سے ہوئی نظم نصیب
شاعری سحر ہوئی عشق سے حاصل مجھکو

گر مہو سمجھتا تو نہین ظالم ہماری داد کو
پیشِ حق جائینگے ہم لینے تری فریاد کو

باغ مین دکھلا دے اپنے قامتِ آزاد کو
اک ذرا سیدھا بنا دے سرو اور شمشاد کو

بیخودی سے پھر مین کچھ کرتا ہون باتین ہوش کی
آ جنون بہرِ خدا جلد آ مری امداد کو

مشقِ سفاکی ہوئی مکتب ہی سے اُس طفل کو
کہکے بسم اللہ بسمل کر دیا اُستاد کو

قتل غیرونکو کیا اور رشک سے ہم مر گئے
یاد کیا طرزِ ستم ہی اوس ستم ایجاد کو

کھولکر فصدین مری کھوتا ہی کیون جوشِ جنون
جی مین آتا ہی کہ دیجے گالیان فصاد کو

دل مین اب حسرت یہ باقی ہی مرے ہنگامِ ذبح
دیکھ لون گردن پہ چلتے خنجرِ جلاد کو

بارشِ باران کا گر اس سال بھی امساک ہے
جی او ٹھے کتنے ہی سُوکھے اور کتنے مر گئے
جنسِ دل کی آپ سے قیمت بھلا کیا لینگے ہم
مانگتے ہی اوسنے بوسہ گر دیا تو کیا فرا
تیری کل شاید ہی فردا ہے قیامت سے مراد
کونسی صورت نکالین شکل دیکھین کس طرح
چاند مین دھبا ہے اور خورشید کی رنگت ہے زرد

دینگے ہم تم کیا اپنی چشمِ دریا بار کو
صور کیسے بس تری پازیب کی جھنکار کو
مُفت حاضر ہے اگر درکار ہے سرکار کو
لطف اسی مین ہے کہ کچھ کچھ رد و غل ہو تکرار کو
آج بھی کل پر ہے ٹالا وعدۂ دیدار کو
کر دیا ہے بند اوسنے روزنِ دیوار کو
کس سے دون تشبیہ پھر مین یار کے رخسار کو

سحر کیا ہی سحر ہے تیرے کلامِ نظم مین
پڑھتا پھرتا ہے وہ بت اکثر ترے اشعار کو

ذرا دیدار تم اپنا دکھا دو
نہ ہنسکر بات کو میری اوڑا دو
مرے پہلو مین آکر بیٹھ جاؤ
زیادہ کی ہوس مجھکو نہین ہے
لگا کر تیغ قاتل نے ہنسایا
تمھارا منھ کرینگے بند اے شیخ
نہ دکھلاؤ ذرا منھ کی تجلی

ولہ

مجھے نام خدا موسیٰ بنا دو
بتو بوسہ تو اک پھر چند ادا دو
لحاظ و شرم آپس سے اٹھا دو
مجھے دو لب کا بوسہ ایک یا دو
دہانِ زخم سے بارہ دعا دو
جو شیرین لب کے بوسے کی غذا دو
تو صاحب لن ترانی ہی سُنا دو

مسیحائی کا دعویٰ ہے جو تم کو
تو سحر مُردہ کو آکر جلا دو

ہر ایک پوچھے کا سُنا ہو جو تماشا دیکھو
اے رقیبو نکرو عشق مین دعویٰ دیکھو
دونوں باتوں مین سے اک بات کرو اب منظور
غیر کے گھر پہ نجاؤ غضب آ جائے گا
شوق سے قتل کرو ہمکو مگر یاد رہے

ولہ

دل مرا زلف مین تم اپنے جو لٹکا دیکھو
اور جو دعویٰ ہے تو میدان مین ذرا آ دیکھو
اپنی صورت مجھے دکھلاؤ مجھے یاد دیکھو
میرے کہنے کا نہو وے جو یقین جا دیکھو
ہمسا عاشق نہ کوئی اور ملیگا دیکھو

اے دل تو دیکھ اوسکی سر زلف مین نہ جا
کچھ آج یہ بھی آتا ہے رند و پیے ہوئے

نادان ہے سر پہ جو رکھے کالے کے پھن کے پاؤن
پڑتے ہین بہکے بہکے جو شیخ زمن کے پاؤن

پہونچا ہے اب تو سحر کلام اپنا دور دور
شہرت سے لگ گئے ہین ہمارے سخن کے پاؤن

اوسکے مژگان کا تصور ہے کھٹکتا دلمین
کچھ طلب دین کی نہ کچھ الفت دنیا دلمین
پہلوے غیر مین ہے یار مقرر بیٹھا
آگئے آپ جو وعدہ پہ بڑی خیر ہوئی

ولہ

کیا کرون آہ مرے بیٹھ گیا کانٹا دلمین
فکر امروز نہ ہے نہ غم فردا دلمین
درد بے وجہ تو میرے نہین اوٹھا دلمین
ورنہ اسوقت مرے اور ہی کچھ تھا دلمین

اللہ اللہ رے اثر عشق لب شیرین کا
درد بھی سحر جو اوٹھتا ہے تو میٹھا دلمین

ردیف واو

قصر شاہی کیون نہ سمجھون خانۂ دلدار کو
ربط ہے اوس شعلۂ عارض سے زلف یار کو
پیار کرتا ہے دل زار اپنا چشم یار کو
وصل کی تدبیر بن پڑتی نہین ہے کوئی راست
حسرت دیدار مین چشم تصور سے مدام
وقت آفاق مین مجھسا نہو گا نکتہ دان
فرقت دلدار مین رونیکو ای واعظ نروک
اشتیاق وصل جانان مین ہوا آخر وصال
چاہیے معشوق ہو طرار کم سن چلبلا
کیا تپ ہجر بتان سے ہوگی جلن
کب کبھی صورت لیا گ اہون آگ

فوق ہے ظل ہما پر سایۂ دیوار کو
ہے تعجب عشق آتش سے ہوا ہے مار کو
ہے تعجب ربط ہے بیمار سے بیمار کو
بغض ہمسے کسقدر رہتا ہے چرخ کجرفتار کو
یار نے دیکھا نہین اور ہمنے دیکھا یار کو
چار سو بوسے مین لون کہدے اگر وہ چار کو
قتل کر دینا روا ہے مانع الاسطار کو
صحت کامل خدا نے آج دی بیمار کو
دل کوئی کیا خاک دیوے صورت دیوار کو
کیون سناتا ہے ہمین واعظ عذاب النار کو
کیون چھپاتا ہے وہ مجھسے آتشین رخسار کو

یان تصور میں شبیہ یار ہے پیش نظر
جسم انسانکو ہے عریانی بھی کیا عمدہ لباس
درد و فرقت سے ہیں اپنے ہوش میں کسوقت ہم
تیغ ہے پیش کی قتل اُسنے غیرون کو کیا
بے سبب اُنکے نہیں ابرو میں بل زلفون میں چین
جسکی آئی ہے وہی جائیگا شک اسمین نہیں
بغض باطن دور کرنا ہے اوسکے اختیار
زندگی کے یار ہیں سب چشم و گوش و دست و پا
جان ہی تن سے نکلجاوے تو نکلون میریجان
میں تو ہلاتا ہون ہلا جاتا ہے طفل سرشک
یار تو ہے گھر میں اپنے دل یہان ہے بیقرار
اللہ اللہ ناز کی چہرہ عرق آلودہ ہے
کیسے پھر کس طور سے ہووے محبت کا نباہ
کیون نہ چل بسئے کہو جب اُسکے آگے چل گیا
کام تھا تیرا ہی کیا مضمون لکھے ہیں سحر

بزم عشرت میں ہمارے آفلک سکتا نہیں
پھاڑ لینے چھٹتا نہیں آتش سے جل سکتا نہیں
کیسا گھڑی یان غش نہیں ہے کون پل سکتا نہیں
وہ سمجھ حسن الطلب کا ماحصل سکتا نہیں
اپنی یہ تقدیر کا ہے بل نکل سکتا نہیں
سر خطا ہرگز کماندار اجل سکتا نہیں
لطف ظاہر ہے یہ گروہ فی المثل سکتا نہیں
جب چلے یانسے تو کوئی ساتھ چل سکتا نہیں
جیتے جی تو میں ترے گھر سے نکل سکتا نہیں
یہ بھی کیا عاشق کا دل ہے جو بہل سکتا نہیں
وہ نکل سکتا نہیں اور یہ بہل سکتا نہیں
مانتے ہیں اُنسے پر وعدہ بھی ٹل سکتا نہیں
اُنکی عادت اور میرا دل بدل سکتا نہیں
ورنہ یونتو غیر مجھسے چل نکل سکتا نہیں
اس زمین میں سحر کوئی لکھ غزل سکتا نہیں

قاتل کے کوچہ میں ہمہ تن جاوین تن کے پاؤن
کیونکر رکھے بلبل اسیر کو اندر چمن کے پاؤن
بھاری ہیں ناز کی سے یہ منھدی بن سکے پاؤن
کیا ساتھ میرا دشت نوردی میں کر سکے
ہاتھ نکو ہی ہوا سے گریبان دریا ہے ہنوز
آتا ہے وہ میرے پر تو جاتا ہے … مسلسل
ضد ہے ہاتھ کے کہیں لگنا … جیا سے

ولہ

مرکر ہی … ہیں تو ڈرا پاؤن تن کے پاؤن
اک عمر سے تو ہو رہے خوگر ہیں تن کے پاؤن
کہتے ہیں کر لیے مرے کیون لاکہ من کے پاؤن
دو چار چکر ہی ہیں گے شکل ہرن کے پاؤن
سحر الطلب ہیں ساتھ مرکے بھی اندر کفن کے پاؤن
رفتن کیا … ترے اور آمدن کے پاؤن
کیونکر … پاؤن اُس بت نازک بدن کے پاؤن

اپنے عاشق سے کبھی دن تو ملو خلوت میں — حسرتِ وصل میں مر جائے نہ وہ زار کہیں
کچھ تو ہو صورت تسکین پی جان ناشاد — نہ ملو بوسہ ہی دیدو اسے اکبار کہیں
یہ تو امید نہیں ہووے عطا بوسہ لب — شکر ہی دیدو اگر بوسہ رخسار کہیں
نہ سہی بوسہ ذرا جلوہ دکھادو اکبار — دل سے نکلے تو بھلا حسرت دیدار کہیں
بولے اک بات بھی انہیں سے نہیں ہو سکی — جتنی باتیں کہیں سب آپ نے بیکار کہیں

نہیں امی سحر کچھ اوس شوخ کی باتون کا ٹھیک
جسکا اقرار اوسی بات کا انکار کہیں

ولہ

زور کچھ تقدیر پر انسان کا چل سکتا نہیں — لکھ گیا قسمت میں جو کچھ وہ بدل سکتا نہیں
وہ قدم بھی ضعف کے باعث سے چل سکتا نہیں — بلکہ بستر پر بھی میں کروٹ بدل سکتا نہیں
فقرہ چھوٹے وعدہ کا اب پھر تو چل سکتا نہیں — تم بدل سکتے نہیں کچھ میں بدل سکتا نہیں
وہ نہ پہچانیں کچھ ایسا جوڑ چل سکتا نہیں — جاؤں کیونکر میں انکے گھر صورت بدل سکتا نہیں
مجھ سے چلنے میں کوئی آگے نکل سکتا نہیں — دشتِ وحشت میں بگولا ساتھ چل سکتا نہیں
گھر سے کیا میں آپ سے باہر نکل سکتا نہیں — میں تو کیا چلنے کو میرا جی بھی چل سکتا نہیں
سیر دریا سے بھی وحشت کچھ نہیں ہوتی ہے کم — باغ میں جاؤں تو واں بھی جی بہل سکتا نہیں
بوسۂ رخسار ہی دیدو نہ دو لب کا مگر — اسطرح ارمان تو دل کا نکل سکتا نہیں
روز ہجران بھی ہے کیا روز قیامت کا جواب — عمر ڈھلنے آئی یہ کمبخت ڈھل سکتا نہیں
ان بتوں کے دل سے لوہا مانتا آہن بھی ہے — ورنہ آہن کونسا ہے جو پگھل سکتا نہیں
کس تردد میں پڑی ہے جان روز ہجر میں — یار آ سکتا نہیں اور جی نکل سکتا نہیں
مہربان جو اندنوں وہ آفتاب حسن ہے — گر ہمارا چرخ بھی کچھ آج کل سکتا نہیں
تم وہی ہو میں وہی اب کیا ہے امید وفا — جو مزاج انسان کا ہے وہ بدل سکتا نہیں
آگئی جب موت پھر ہے حکم لا یستاخرون — وقت آ پہونچا تو اک ساعت کو ٹل سکتا نہیں
ہر نفس کے ساتھ دو نعمت ہیں ہر نعمت پہ شکر — ہو ادا شکر خدا اے عز و جل سکتا نہیں
بے اثر سب بات ہے اوس بادشاہ حسن پر — واں عمل بھی تو کچھ اپنا کر عمل سکتا نہیں

سخت باتین جو مجھے آپ نے دو چار کہین
تجھسا دیکھا نہین دنیا مین جفاکار کہین
ایسی برّش نہین رکھتی کوئی تلوار کہین
ابھی آیا ہی چلا جائے نہ پھر یار کہین
نکلین ای کاش تری بزم سے اغیار کہین
ہووے معدوم ہی ثابت کمر یار کہین
ہو کہین باتین اشارون ہی مین دو چار کہین
شیخ جی جاتے تو ہو مجلس رندان مین تم
ہم مقر ہین کہ جو دو بھی تو نہ لینگے بوسہ
چشم بیمار کا رہتا ہی شب و روز خیال
ہم قیامت سے بھی خوش ہین وہ کرین گر وعدہ
تمسے جو بات ہین کہے نہین کر دیتے ہو
ہے مجھے وحشت نوردی مین بھی رہتا یہ خیال
دل سنبھلتا ہی نہین اسکو لیے پھرتا ہون
کوے قاتل مین ہی کیا خوب شہیدون کی بہار
کر دو ابرو سے اشارہ نہ کسی جانب کو
عنبرین زلف کو دی مشک سے ہمنے تشبیہ
آج بوسہ کی ہوی ہے اس یار نے شرط
سو دیا دل نہین دین ایک بھی بوسہ نہ ملے
لاغری کا جو یہی زور رہا تو آخر کار
اب برا مانا کیا میرے بھی آخر منہ تھا
دلمین مژگان رہے سینے مین چھپا تیر خنجر
ایکدن مین نے کہا سخت دلآزار ہو تم

وله

ڈر یہی ہو جاوے نہ برہم یہ دل زار کہین
چرخ سے تو ہی سوا جور مین ای یار کہین
تیغ ہجران سے سوا ہی نظر یار کہین
فرصت دید دے ای دیدۂ خونبار کہین
اور اپنا ترے دربار مین ہو بار کہین
کشف ہو وین تو کسیطرح یہ اسرار کہین
تاکہ ثابت نہ وہین ہو دم گفتار کہین
ڈر یہی مجھکو کہ نہ بکھری پھرے دستار کہین
آپ دینے کا تو کر دیجیے اقرار کہین
وہم یہی مجھکو کہ ہو جاؤن نہ بیمار کہین
دل سے نکلے تو بھلا حسرت دیدار کہین
ہمنے دیکھی نہین ایسی نہین زنہار کہین
ٹوٹ جائے نہ کف پا سے سر خار کہین
روز و شب گھر کہین صحرا کہین کہسار کہین
کہین دشمن کہین ہین بسمل پڑے دو چار کہین
بزم عشاق مین چل جائے نہ تلوار کہین
یہی ڈر ہے کہ نہ ٹھہرا لو خطاوار کہین
ای دل اب جیت کہین جلد لیے یا ہار کہین
جا ملین اب اور ہی پھلانگے یہ یار کہین
مین ہو جاؤن جواب کمر یار کہین
تمنے دشمن ہیں کہین مین نے بھی دو چار کہین
تیر سینے پہ لگا کہین اور رہا سوفار کہین
کتنا بیر جسم بھی دیکھا نہین زنہار کہین

نہ آیا یار تو آئی اجل بھی کب ہی ولا
نہیں جو اوسپہ تو اسپر بھی اختیار نہیں

فلک پہ یار پہ دل پر اجل پہ قسمت پہ
کسیکا اپنے زمانے میں اختیار نہیں

شبِ فراق نہیں کب ہی میرے پیشِ نظر
یہ دیو چھاتی پہ کسدم مری سوار نہیں

بجز ترے بخدا میرا ہی غمِ دلدار
شبِ فراق میں کوئی بھی غمگسار نہیں

میں بوسۂ گلِ رخسار چھوڑ بھی دونگا
اگرچہ ایک نہیں تم کرو ہزار نہیں

ہوس تو کہتی ہی سارا جہان ہمارا ہی
جھڑک کے کہتی ہی پر عمرِ مستعار نہیں

میں بوسہ شرط کا لیلونگا وعدہ کیا مانوں
جُوئے کی بازی میں ہوتا کہیں اودھار نہیں

فقط ہی بوسہ کی خواہش کہ ہی محبت پاک
کچھ اور بات کا میں تم سے خواستگار نہیں

ہمارے زیست ہی وعدہ ترا عجب کیا ہی
مثالِ زیست جو اوسکا بھی اعتبار نہیں

مزا نہیں وہ شکر لب نہو جو محفل میں
وہ گل نہووے تو گلشن میں کچھ بہار نہیں

کھلا نہیں کسی موسم میں اپنا غنچۂ دل
یہ باغ وہ ہی کہ جسمیں کبھی بہار نہیں

نہ حل کرے جو اسے طبعِ موشگاف مری
کچھ ایسا زلف کا مضمون پیچدار نہیں

خدا کیے واسطے اک اور جام بھی ساقی
مرا تری قسم اوترا ابھی خمار نہیں

ق
جو میں نے بوسہ لیے ہیں ۱۲ سے سوا اوسکے
اگرچہ دس سے زیادہ کا تھا قرار نہیں

خدا کی شان یہ میں اپنے دل میں سمجھا تھا
کہ بھولے بالے ہیں آتا انھیں شمار نہیں

مگر وہ شوخ وہیں مسکرا کے یوں بولا
کہ سمجھے کیا ہو میں ایسا نرا گنوار نہیں

قطعہ

جو گھر کے جانے کو اصرار شب وہ کرنے لگے
تو بولا میں کہ رکھائی تو اچھی یار نہیں

گران نہ گذرے تو رہ جاؤ آج رات یہیں
کہ رات میں تو کوئی تم کو کاروبار نہیں

تو بولے دل ہی یہاں صاف چھینا کیا ہی
ہمیں تو رات کے رہجانے میں بھی عار نہیں

مگر یہ بات ذرا کان کھولکر سن لو
جو آپ سوچے ہیں وہ بات ہونہار نہیں

خطِ غبار میں کیوں اوسنے خط لکھا ای سحر
گر اوسکے دل میں مری سمت سے غبار نہیں

پسندیدہ نہوا ای سحر کیون سب کو کلام اپنا
رہے ہم مدتون دہلی مین چھانا لکھنو برسون

ولہ

ہزار بار جو ہان ہی تو لاکھ بار نہین ؎ تری نہین کا نہین ہان کا اعتبار نہین

ثبات بحر جہان مین حباب وار نہین ؎ حیات و موت کا انسان کی اعتبار نہین

تمھارے وعدے مری جان کا اعتبار نہین ؎ تمھارے قول کو دلکو مرے قرار نہین

نباہ کی ہمین امید تجھ سے یار نہین ؎ تجھے جو دشمنی ہان یہ بھی اعتبار نہین

جو بوسہ کہتے ہو وہ لے لینگے چار نہین ؎ تمھارے وعدونکا بھی اب کچھ اعتبار نہین

تری محبت ظاہر کا اعتبار نہین ؎ تو سب کا یار ہی اور پھر کسیکا یار نہین

وہ کشتنی ہی جو دل غم سے بیقرار نہین ؎ جگر وہ سوختنی ہی جو داغدار نہین

ترے مزاج کو اک طور پر قرار نہین ؎ تو مہربان بھی اگر ہو تو اعتبار نہین

ہزار بار ہی ہان اور ہزار بار نہین ؎ عجیب قول ترا ہی جسے قرار نہین

بتا تو کچھ مری جان یہ بھی کیا مراد دل ہی ؎ جو ایک پل بھی ترے قول کو قرار نہین

ہی تیرے واسطے شبنم بھی اشکبار اے گل ؎ مرا ہی کچھ تری فرقت مین حال زار نہین

جو بات منھ سے نکلتی ہی ہوتی ہی شیرین ؎ ترے دہن کی تو گالی بھی ناگوار نہین

جو جیتون شرطین بوسونکی ہی سراسر جیت ؎ جو ہار جاؤن بھی بالفرض تو بھی ہار نہین

نکیون ہو رشک جو ہون اغیار تیری خلوت مین ؎ وہ غیر ہین ہمین اپنا بھی اعتبار نہین

ہزارون ہین ترے سودائے زلف مین مجنون ؎ مجھی پہ خاص پڑی کچھ خدا کی مار نہین

کہا جو مینے یہ اونسے ستم سے باز آؤ ؎ تو بولے کیا کرون عادت پہ اختیار نہین

کیا حرم کا نہ خاطر مین بھی کبھی احترام ؎ خدا کا شکر بتو لنے مین شرمسار نہین

خدا نے چاہنے کے واسطے بنائی ہو ؎ تمھاری شکل پہ آتا ہی کسکو پیار نہین

ٹھنی ہی جو دل مین یہ ہونا ہی ایکدن صاحب ؎ کہ یا رقیب نہین یا یہ جان نثار نہین

شراب پینے کو ساقی تو پوچھتا کیا ہی ؎ نہین تو بادہ سے کر نیکے بادہ خوار نہین

تڑپ تڑپ کے اڑاتا ہی قبر کے پرزے ؎ پس از فنا بھی دل زار کو قرار نہین

دیوان مین وصف زلف ہی ای سحر بسکہ
مضمون ہین پیچدار ہماری کتاب کین

بہت ای لاغری آئی ہمارے کام تو برسون
رکھون کبتک نہ دلمین اپنے باقی آرزو برسون
ہوائے قتل مین یان جوش پر آیا لہو برسون
مژہ زلف وخط وابرو رہے دلکے عدو برسون
نہ زخم دل بھرا اکدن نہ بخیہ ہو سکا ممکن
مثال ماہ روز وشب مجھے گردش رہی اکثر
کبھی اکدن کیا تھا تمنے شکوہ بد مزاجی کا
کہون کیا جسطرح سے میرے ماہ وسال کٹتے ہین
مہینے مین فقط دو روز غائب ماہ رہتا ہی
سواد دل رہا غیرت دہ ملک ختن اکثر
کبھی بھولے سے بھی اکدن نہین تم یاد کرتے ہو
نہ نکلا عشق بت اپنے دل کافر سے گو ہمنے
کرے گر وعدہ شب صنم اے دل سمجھ ہفتہ
خدا راضی ہوا تم سے نہ اکدن شیخ جی جناب
بہت ہم سے رہے اب کچھ خفا غیر ونسے ہو جاؤ
ابھی سے حضرت دل کیسی ہمت ہار جاتے ہو
بھلا کیا ماہ کا منھ ہی جو ہووے تم سے ہمچہرہ
کمر کا ہی نشان ملتا نہ ثابت ہی وہین ہوتا
رہے وہ آرزو ے جان جیتے بھرمے گھر مین
بہت مدت اٹھایا خوب عیش زندگی ہمنے
ہدایت شیخ کرتے تھے بہت پہر نماز اکثر

وله

نپایا مجھکو کی ہرچند اجل نے جستجو برسون
مجھے ہی شوق وصل اور ٹالتا ہی یار تو برسون
تمنائے شہادت مین کٹا اپنا گلو برسون
بچائی کافر دلنے ہمنے اپنی آبرو برسون
بہت مرہم لگایا اور کیا اسکو رفو برسون
کبھی جوش کی الفت مین پھرا ہون کوبکو برسون
نہ بولا ہین فقط اسبات پر وہ تندخو برسون
کبھو بیہوش رہتا ہون مہینون اور کبھو برسون
تعجب ہی نہین آتا نظر وہ ماہرو برسون
رہی خاطر مین اپنے یاد زلف مشکبو برسون
رہی ہی یاد تیری میرے دلمین خوبرو برسون
مہینون ورد الا اللہ کیا اور ذکر ہو برسون
مہینون جان فردا کو سمجھ پرسونکو تو برسون
پڑھین پرسون نمازین اور کیا تمنے وضو برسون
یہ کیا معنے بدلتے جو نہین تم طرز خو برسون
تلاش یار مین ہم تو پھرے ہین کوبکو برسون
ہمیشہ منھ کی کہائی ہی تمھارے روبرو برسون
رہی گر جستجو اسکی تو اوسکی گفتگو برسون
فقط دلمین رہی اپنے یہی اک آرزو برسون
رہے آغوش مین اپنی ہزارون خوبرو برسون
جو پڑھنا کبھی پڑھی تو ہمنے ٹالی بے وضو برسون

آؤ یہاں بھی بہر تماشا کبھی کبھی
دریا کی سیر ہی مری چشم پر آب میں

گنتے ہو عاشقوں ہی میں اپنے نہیں مجھے
ہیں کوئی چیز ہی نہیں انکے حساب میں

خوش ہون فراق وصل میں فرقت میں فکر وصل
دونوں طرح سے جان پڑی ہی عذاب میں

ہی جی میں جاؤں عالم علوی کی سیر کو
مٹی خراب اپنی ہی دیر خراب میں

کس بات کا ہی شیخ مرے قتل میں تمھیں
تاخیر کیا ضرور ہی کار ثواب میں

ساقی نہ دیر کر یہ خدا ساز بات ہی
ہی لطف آفتاب شب ماہتاب میں

دیتے کیسے عارض سادہ سے ہم مثال
ہوتا فقط شعاع نہ گر آفتاب میں

دل تو جلا چکے کبھی ہنس بھی تو دیجیے
ہوتا نمک ضرور ہی صاحب کباب میں

جانے کا کرتے ہیں وہ تقاضا گھڑی گھڑی
قسمت سے میری ہیں اگر آتے بھی خواب میں

سوئے تمام رات وہ آغوش میں مری
مجکو ملی یہ دولت بیدار خواب میں

کہتے ہیں جسکو خواب شب ہجر یار میں
میں کیا مرے فرشتوں نے دیکھا نہ خواب میں

ظاہر نہ کیجے پیری میں نابالغ آپ کو
رنگ رنگ کے شیخ ریش مبارک خضاب میں

بک بک کے چاٹیے نہ مرا مغز شیخ جی
یہ عرض ہی جناب فضیلت مآب میں

ہوتے ہیں نازکی سے پسینے میں غرق وہ
فرقت کے بعد ہیں کبھی آئے جو خواب میں

دونوں کا کر چکا ہوں میں سو بار تجربہ
ہی لطف سے بھی لطف سوا کچھ عتاب میں

ہوگا وصال بندہ سے اس بت کا یا نہیں
یہ فال دیکھنا ہی خدا کی کتاب میں

رخ پر صبیح یار میں خال ایک بھی نہیں
نقطہ کہیں نہیں ہی تمام اس کتاب میں

چہرہ سے یار کے ہی عیاں سرخی شراب
ہی آفتاب جلوہ نما آفتاب میں

جلتی ہے ساتھ ساتھ میں جاتا ہوں جسجگہ
فوج غنیم و الم مرے ہر دم رکاب میں

ہر دم نیا سوال ہمارا ہی یار سے
کیونکر نہ پھر سکوت کرے وہ جواب میں

دونوں کو ہے ثبات نہ تشبیہ تام ہی
تجنیس ہی حیات کی لفظ حباب میں

محروم خلد میں ہوں شراب طہور سے
دنیا میں جو کہ عیب لگا دے شراب میں

موقوف شرب مے یہ ہی ساقی ہمارے بیت
کشتی عمر چلتی ہی موج شراب میں

وصفِ مژہ راہ مین ہون جب قدم ۔ نہ خار چبھتے ہین پاے نگاہ مین
وہ جان سے گذر گیا جسپر یہ پڑ گئی ۔ برچھی کا ہی اثر تری ترچھی نگاہ مین
آتا نہین ہی اپنی تو آنکھون مین گاہ خواب ۔ جسوقت پوچھو اونکو تو ہین خوابگاہ مین
جاے فسانہ اپنی کہون داستانِ غم ۔ دے دخل مجھکو اپنی جو وہ خوابگاہ مین
سادہ رخِ حبیب کو کس سے مثال دون ۔ خطِ شعاع مہر مین وہ تھا ہی ماہ مین
عاشق رسول کا تھا خدا بھی تو ناصحا ۔ داخل ہی عشق کیسے تو کیونکر گناہ مین
بوسہ لب کی لی ہی لون پھر ہو جو کچھ کہ ہو ۔ ملجاے کاش مجھکو کسی طرح وہ راہ مین
حاصل نہو جہان مین کسیکو فراقِ دوست ۔ دشمن کو بھی خدا رکھے اِس سے پناہ مین
اللہ رے جذبِ اُلفت و پاسِ نگاہ ۔ دُزدیدہ دیکھتے گئے وہ ہمکو راہ مین
وہ ہین مقرِ وصال کے مانع رقیب ہی ۔ سُستی ہی مدعی مین تو چُستی گواہ مین
دلمین کچھ آرزو نہین رکھتے فقیر بھی ۔ شہرِ خراب کا ہی کو لٹنا پادشاہ مین
دیکھا ہی جال طائرِ دل کیون نہو ۔ ڈورے ہین لال یار کی یہ سیاہ مین

پڑتی ہی جسپہ آ وہ ہو جاتا ہی
اے کیا ہی سحر تمھاری نگاہ مین

ولہ

قاصد یہی دعا ہی خدا جناب مین ۔ آجاے یار خود مرے خط جواب مین
دیکھے نہ غیر چہرہ چھپا لو نقاب مین ۔ شیطان پڑھ نجاے خدا کی کتاب مین
فرقت مین عیش تلخ ہی جان ہی عذاب مین ۔ ساقی پلادے زہر ملا کر شراب مین
ہوکر بہم تمھارے دہن کے لعاب مین ۔ آبِ حیات کا سا مزہ ہی شراب مین
ہر بار ایک سے گنے وہ طفل یا خدا ۔ ہر بار بوسہ دینے مین بھولے حساب مین
قسمت مین لکھدیا مرے کیون حجاب سخ ۔ اوچھونگا مین خدا سے بھی جاکر حساب مین
صفرہ مین سے چہرے مین ہی ازہ یادِ حسن ۔ وہ چند ہی جمال ہمارے حساب مین
شامت ہی کسکی کسپہ بلا آنیوالی ہی ۔ زلفونکے بال کھلے ہین پیچ و تاب مین
کا آپ کے کیونکر کرون شمار ۔ طرح حجاب کو لاؤن حساب مین

کیا پوچھتے ہو دوستو دل کی مرے خبر
اعضا مرے ہی نہین کہ کمان ہو کمان نہین

جسم ہا کیسا [illegible] سب و [illegible]
[illegible] ہے ابھی وہان نہین

ہو یہ زبان [illegible] انسان [illegible]
اچھے و ہی ہین جنکے دہن مین زبان نہین

[illegible] سے نقصان [illegible]
سب جانتے مجھے ورنہ تمہارے یہان نہین

ہو ابتدا منزل آفت کی انتہا
اس مرحلہ کو حاجت سنگ نشان نہین

اے سحر ایسے جہان مین صحبت غرض کی ہو
کچھ آشنا و دوستی دوستان نہین

ولہ

[illegible] ہے سب کی اب مرا شاد نہین
کس کی خاطر اب یہ میرے نالہ و فریاد نہین

یاد ہے [illegible] شکوہ [illegible] بیداد نہین
جب تک آئی کبھی ہرگز مرے فریاد نہین

[illegible] آپ کا [illegible] نہین
ان ظالم ہی ہو کہتا تمھین استاد نہین

جب [illegible] محبت وفا کا [illegible]
ہنسکے کہنے لگے کچھ تم مرے استاد نہین

ق

اکدن مین نے کہا تو ذری رحم کرو
ایک بوسہ کی کچھ ایسی بڑی بنیاد نہین

آپ نے وعدہ بھی اک روز کیا تھا مجھسے
ٹالی جاتا تو کبھی آپ کا ارشاد نہین

یاد ہو وعدہ تو آج اوسکو وفا بھی کردو
ہنسکے فرمانے لگے ہمکو تو کچھ یاد نہین

کون دے داد سخن کی مرے اے سحر کہ اب
نوابو آتش نہین ناسخ نہین آباد نہین

ولہ

آنکھین جو ہو نین محو تری رشک ماہ مین
مہتاب کی ہے سیر ہماری نگاہ مین

نقصان ہو گا آپ کا یارک نگاہ مین
داخل نہین نگاہ مری جان گناہ مین

[illegible] کی [illegible] سبکی نگاہ مین
ایسی بلا نہ مہر مین ہے اور نہ ماہ مین

نکال سے دل اٹھایا تو غضب مین جا پڑا
بچائے جو سانپ کے تو آرے جاکے چاہ مین

عشاق مین وجود مرا بھی ضرور ہے
افسر ضرور چاہیے کوئی سپاہ مین

عاشق سے پہلے ہوتی ہے معشوق کو طلب
یوسف گرا تھا پہلے زلیخا سے چاہ مین

الفت مین اسکی کتنے ہی جی سے گذر گئے
جھانکے کنوئین ہزارون نے اس زنخدان کی چاہ مین

غزل لکھہ دوسری بھی اِس زمین پر اپنے دیوان مین

بجا ہی گر کہون شانِ خط و رخسارِ جانان مین
لکھا قرآن کو اللہ نے ہی خطِ ریحان مین

جو عشقِ لب مین روؤن اشک لعلِ بے بہا ہووے
گہر ہو جائین آنسو روؤن گر مین یادِ دندان مین

کوئی بسمل نہ دامنگیر ہووے خوف ہی مجھکو
نکل جاوے دامن کشان قاتل نہ تو گنجِ شہیدان مین

یقین ہی خوب یہ اگر و نہ آئیگی اجل لیکن
بڑا احسان کرے ہمپر اگر آجاے ہجران مین

فرشتے اب کہان لکھینگے اب کیا خوف ہی ہمکو
جگہ باقی رہی مطلق نہ اپنی فردِ عصیان مین

وہ ہی حیوانِ مطلق جو تجھے انسان سمجھتا ہی
خدا کے نور کا جلوہ ہی ظاہر جسمِ انسان مین

جو یکتاے زمان ہی شیخ تو زہد و عبادت مین
تو مین بھی تو وحیدِ عصر ہون بندیِ عصیان مین

شفق پر جسطرح کالی گھٹا مین آکے چھائی ہون
مسی کی ہی اوداہٹ یون جھلکتی سرخیِ پان مین

بدی ہی وہ مقرر ہی تنفر کا یہی باعث
وگرنہ جی لگا کرتا ہی ہر انسان کا انسان مین

وہی دوزخ ہی جب صحبت مین آبیٹھے کوئی زاہد
جسے جنت سُنا ہل بیٹھنا ہی وہ حسینان مین

بتون کو پوجتے ہین صنعتِ خالق کے قائل ہین
بتائے جو ہمین کافر خلل ہی اُسکے ایمان مین

نہ ای غافل کبھی نومید ہو فضلِ الٰہی سے
خدا پر رکھہ نظر لاتقنطوا آیا ہی قرآن مین

شرابِ و نقل ای زاہد کہا کسنے منع ثابت ہی
کلوا واشربوا اللہ فرمایا ہی قرآن مین

ق

کہا مینے دلِ ناکام ہی کب سے اس ارمان مین
کہ مِل جاؤ کسی دن ہم سے تم فصلِ بہاران مین

کہا بس چپ رہو بیفائدہ بکنے سے کیا حاصل
وہ ہو سکتی ہی پھر کیونکر نہین جو بات امکان مین

اگر ہی سحر میرا نام تو پھر کیا عجب ہی
کہ ہووے وہ پری پیکر پریرو میرے فرمان مین

ولہ

تجھسے لے امید بوسہ اب ای جانِ جان نہین
جب عرض کی تو نکلی کبھی منہ سے ہان نہین

کیون سنکے سو رہے جاتے ہو کچھہ میرا حالِ زار
قصہ نہین کہانی نہین داستان نہین

کیا ہی وہ سر نہ جسمین ہو سوداے زلفِ یار
کیا ہی وہ دل جو مائلِ حسنِ بتان نہین

پیرِ فلک بھی پہلے غضب ہوگا خیر و
طفلی کے جور یاد ہین گو اب جوان نہین

مین نیم جان تجھے کا کیا ہو فرہ بیان
کیونکر بتاؤن مین مرے منہ مین زبان نہین

یادِ وطن میں نالے میں کرتا ہوں اسطرح
جیسے کہ دیس گاتا ہی کوئی ملار میں
کیونکر نہ اہلِ مایہ کے دشمن ہزار ہوں
پتھر لگاتے ہیں شجرِ میوہ دار میں
سر پر میں اوٹھا کے رکھوں ہوں وہ بُت پرست
پاؤں جو سنگریزہ کوئی رہگذار میں
پوچھیں تو صاف کہدوں کہ ہوں بندۂ بتاں
منکر نہوں فرشتوں سے بھی میں مزار میں

بے گنتی شمع رو کے ہیں پروانے آج کل
تو سحر اوس کے روبرو ہی کس شمار میں

ولہ

بچھونا پھر بچھایا جو اُس صنم کی زلفِ پیچاں میں
نہ نکلا حشر تک وہ جو گرا چاہِ زنخداں میں
چھڑی بھولوں کی یہ ہرگز نہیں ہی دستِ جاناں میں
لگائی شاخِ گل کی ہی قلم یہ شاخِ مرجاں میں
سما جاتے ہی جاں سی آگئی کچھ جسمِ بیجاں میں
تمھارے تیر کی پیکان گھی ہی آبِ حیواں میں
ترا وحشی جو باہر شہر سے آیا بیاباں میں
تو پیچھے دوڑے لڑکے بھر کے پتھر اپنے داماں میں
پری شاید نکل آوے کوئی ایسی پرستاں میں
ترا ثانی نہیں ہی حور وش ہی جنسِ انساں میں
تری آنکھوں کی شوخی ہی کہاں چشمِ غزالاں میں
زمین و آسمان کا فرق ہی انسان و حیوان میں
تصور اُس رخِ خنداں کا یوں ہی چشمِ گریاں میں
چمک جاتی ہی بجلی جسطرح سے ابرِ باراں میں
جو میں وحشی گیا صحرا کو عشقِ چشمِ فتاں میں
تو آنکھیں غول دکھلانے لگے مجھکو بیاباں میں
لکھوں گر شعر کوئی اُسکے وصفِ چشمِ فتاں میں
قلم نرگس کا رکھنا چاہیے مجھکو قلمداں میں
معلّم سے وہ گل ہنسکر یہ کہتا ہی گلستاں میں
نہیں بلبل کروں کیوں میں سبق خوانی گلستاں میں
رہی حاصل ہی آزادی مجھے سیرِ بیاباں میں
نہ اوبجھا میرا دامن بھی کبھی خارِ مغیلاں میں
سنا ہی جب سے وہ بُت آج ہی بزمِ رقیباں میں
قسم اللہ کی تب سے نہیں ہی جان مری جاں میں
نکالے میں نہ اشعر میں نہ افعی میں نہ ثعباں میں
بلا کے پیچ ہیں صاحب تمھاری زلفِ پیچاں میں
عجب کیا ہی عدو رہتا اگر ہی کوی جاناں میں
سنا ہی ہمنے یوں شیطان بھی تھا باغِ رضواں میں
وبالِ جان ہوئی ہی جان ہمکو ہجرِ جاناں میں
الٰہی آئے وہ یا موت ہی آجائے ہجراں میں
مبارک بلبلوں کو ہو رہیں خوش وہ گلستاں میں
ہمیں اللہ نے ہی عیش بخشا کوئے جاناں میں

لکھا مطلع ہی مطلع شعر کی جا سحر کیا کہنا

ہمنے تو خیر کاٹ دی رو کر تمام شب
دشنام بوسے اُنسے مانگ کے لینے لگے جو ہم
کہنے لگے زیادہ نہ لینا قرار سے
صحرا مین خاک قیس نے چھانی تمام عمر
ہمکو خدا نے لائق فردوس جانکر
قاصد کو ہمنے بھیجا بُلانیکو اونکے پاس
سوئے نہ شوق وصل مین تا صبح کوئی دم
قاصد نے آکے اسطے مین دی مجھکو یہ خبر
سُرمہ لگا کے آنکھوں مین زلفین بنا چکے
القصہ ساری رات یونہین ختم ہوگئی
کیون منع کرتا ہی مجھے آنے کو ای رقیب
بلبل شگفتہ دل ہین چمن مین برنگ گل
آیا تھا کون کون گیا جانتا ہی کون
آئینہ رو کے دل سے کدورت نہین گئی
عاشق سے کچھ سوال جو وہ سیم تن کرے
سر پاؤن پر جو یار کے رکھین تو عیب کیا
خاموشی ہی ہزارون سوالونکا ہی جواب
نیکونکے حق مین ظلم ہی آرام سے سوا
معشوق کوئی ہمکو نہین باوفا ملا
آباد میکدہ رہے ساقی ترا مدام
او من زلف سے مثال اگر دین تو ہی خطا
ممکن نہین جو چشم کو اکب ٹھہ
چہرہ

فرق آ گیا حضور کے پیار اعتبار مین
ق اور بھولے پن سے بھول گئے وہ شمار مین
فرق آ نجائے آپ کے پھر اعتبار مین
ق سو بار اکو ہکن نے بہت کوہسار مین
بٹھلا دیا ہی چین سے لب کوئے یار مین
ق ہم بیقرار بیٹھے رہے انتظار مین
حسرت بھری رہی دل امیدوار مین
آج آئینگے وہ فرق نہوگا قرار مین
ملتے ہین اب مسی گہر آبدار مین
یان گذری انتظار مین اور وان سنگار مین
بتلا ترا اجارہ ہی کچھ کوئے یار مین
مطلق خزان کا خوف نہین ہی بہار مین
بتلا ہین خاک زندگی مستعار مین
لکھا ہین جو خط بھی تو خط غبار مین
ہم جان و دین بال تو ہی کس شمار مین
عاشق کی کسر شان نہین انکسار مین
حاصل کیا یہ اونسے کمال اختصار مین
اصحاب کہف چین سے سوتے ہین غار مین
ہر چند کی تلاش بہت ہر دیار مین
اک جام بادہ اور عطا کر خمار مین
خوشبو ... طرح کی ہی مشک تتار مین
عالم ہی آفتاب کا اوسکے عذار مین
پھنس جاؤن خود وہین کہین اسکے تار مین

دیوانہ ہین ہی مانگ کے اک بوسہ زلف کا
اوس غیرت پری سے جو دلکو خفا کرین

مرجائین زہر کھا کے تو بھولین غم فراق
کب تک بتونکے ہجر مین یادِ خدا کرین

کھاتا نہین جو میری سگ یار استخوان
آئے اگر ہما تو اوسیکا بھلا کرین

رندونکی کچھ سمجھ مین نہ آئیگا ناصحا
کب تک یہ واہیات سخن ہم سنا کرین

افسوس غیر کو تو بٹھائین قریب آپ
اور ہم غریب دور کھڑے منھ تکا کرین

ای سحر آفت بھی ہم نکرینگے خدا گواہ
جو چاہین وہ جفا یہ بت بیوفا کرین

ولہ

رنگت کہین ہی گل سے سوا روے یار مین
بلبل تو کیا ہی ہم تو یہ کہدین ہزار مین

قامت کا ہی خیال دلِ داغدار مین
گویا اوگا ہی سرو کوئی لالہ زار مین

روشن ہی پھلجھڑی کی صفت چشم زار مین
شعلہ ہین لختِ دل مرے اشکونکے تار مین

کب برق کی تڑپ ہی دلِ بیقرار مین
بجلی دبی ہوئی ہی ہمارے کنار مین

زلفِ سیہ مین کاکل و گیسوے یار مین
دل اپنا پھنس رہا ہی انھین تین چار مین

کسکو ہی خوفِ مرگ غمِ ہجر یار مین
آرام سے تو سوئینگے کنجِ مزار مین

حیران ہون معاملۂ روزگار مین
کیا کیا یہ رنگ لاتا ہی لیل و نہار مین

کیا گھر بنائین ہستی ناپائدار مین
آخر تو ایک روز ہی جانا مزار مین

بارِ گران ہی دوش پہ سر ہجر یار مین
یارب یہی ہو یا وہ بت اپنے کنار مین

باقی نہین ہی خاک مرے جسمِ زار مین
کیونکر عزیز اوتارینگے مجھکو مزار مین

اس رنگ سے ہین داغ مرے جسمِ زار مین
گویا کھلے ہین پھول ہزار ایک خار مین

او سنگدل خدا کے لیے اب تو منھ دکھا
پتھرا گئی ہین آنکھین مری انتظار مین

ناصح مین ترکِ عشقِ بتان تو ابھی کرون
پر دل نہین خدا کی قسم اختیار مین

زلفون مین پھنس گئے جو ہوا رخ کا عشق کم
ہم آ پھنسے حلب سے نکلکر تتار مین

داغِ جگر کی روشنی کافی ہی بعدِ مرگ
حاجت نہین چراغ کی کنجِ مزار مین

ق

کل آپ وعدہ کرکے نہ آئے جو شب کو یان
گزری تمام رات ہمین انتظار مین

اِس طرح مین غزل کا لکھنا ہی غیر ممکن
ای سحر کوئی باندھے گو آپ ہزار پانچون

کبھی زبان سے نہ شکوہ نہ آہ کرتے ہین
وہ ظلم کرتے ہین اور ہم نباہ کرتے ہین

خدا نے حسنِ بتان دیکھنے کو آنکھین دین
جو تمکو دیکھتے ہین کیا گناہ کرتے ہین

نہ جھپکی آنکھ کبھی تا سحر خدا کی قسم
شب فراق کو اپنا گواہ کرتے ہین

وہ آنکھ اوٹھا کے نہین دیکھتے حیا سے کبھی
جو عاشقانہ کبھی ہم نگاہ کرتے ہین

غنی دلونکو کسی شی کی احتیاج نہین
فقیر کب ہوسِ عز و جاہ کرتے ہین

جنون مین کاوشِ دل بے سبب نہین ہرگز
ہم اپنے دل سے ترے دلمین راہ کرتے ہین

ہمارا حال تماشا سمجھتے ہین ای سحر
ہم آہ آہ تو وہ واہ واہ کرتے ہین

ولہ

وہ چاہین ہم پہ جور کرین یا جفا کرین
ہم سے کبھی نہ ہو گا جو اونکا گلا کرین

کب تک ترے فراق کا صدمہ سہا کرین
پہلو مین دل تڑپتا ہی ای جان کیا کرین

دو دن کے بعد قبر مین سونا ہی غافلو
دنیا مین خاک پھر ہوسِ کیمیا کرین

دیکھا کسی حسین کو جہان جان پر بنی
آفت مین ڈال رکھا ہی اِس دلکو کیا کرین

شکوہ نہین پھری ہی جو ای دل نگاہِ یار
قسمت ہی پھر گئی ہو تو کسکا گلا کرین

دعوے ہی گر علاج مریضانِ عشق کا
عیسی خود اپنے ہوش کی پہلے دوا کرین

باران بغیر لطف نہین مے کا ساقیا
بارش کی کہدے شیخ سے اسدم دعا کرین

انداز اونکے رقص کا محشر سے کم نہین
ٹھوکر لگا کے کیون نہ قیامت بپا کرین

لگ جاے آگ اِس دلِ ناداں کو یا خدا
شعلہ رخونکے عشق مین کبتک جلا کرین

اپنے کتابی رخ کو ہمین چوم لینے دو
قرآن کھلا ہی اسکا ادب تو ذرا کرین

رندونکو واعظونکی نصیحت سے کیا غرض
کون اونکی بات سنتا ہی بیٹھے بکا کرین

کہدو یہ بلبلو نسے مین استادِ عشق ہون
وہ بوستان کا مجھ سے سبق پڑھ لیا کرین

ہم دل جلون کی آہ کو سمجھو نہ بے اثر
نالہ جو دل سے کھینچین تو محشر بپا کرین

بت بھی سجدہ کریں تجھکو ہے عجب کیا اسکا
تری تصویر بنا میں جو صنم خانے میں

ترس کھا او بت ترسا مجھے دے اک بوسہ
فائدہ کیا دل بیتاب کے ترسانے میں

ہجر میں کسکو پسند آتا ہے جام و مینا
جی میں ہے آگ لگا دوں ابھی میخانے میں

محفل یار میں یوں غیر عیاں ہے گویا
دیو جس طرح نظر آئے پریخانے میں

وصل میں سحر حیا اونکی غضب ڈھاتی ہے
کیا مزہ ملتا ہے ہر بات پہ شرمانے میں

ولہ

جو زندگی میں طالب کوئی صنم نہیں
بعد فنا وہ لائق باغ ارم نہیں

بندے کا گر خیال تجھے اے صنم نہیں
اللہ جانتا ہے کہ مجھکو بھی غم نہیں

بیٹھا میں جب گر نہ وہاں سے پھر اوٹھ سکا
طاقت بدن میں صورت نقش قدم نہیں

غیروں نے اسکے کان میں پھونکا ہے کچھ نہ کچھ
بے وجہ آج مجھسے خفا وہ صنم نہیں

باغ جہاں میں مجھسا نہ ہوگا غنی فقیر
سر میں ہوائے دولت جاہ و حشم نہیں

اے رشک حور کونسا مجھ سے ہوا قصور
وہ اور دن کا سا التفات نہیں وہ کرم نہیں

پہرہ ہے گنج حسن پہ مار سیاہ کا
عارض پہ اوسکے گیسوئے پرپیچ و خم نہیں

جا جا کے دیر میں سیکڑوں دیکھے ہیں اے صنم
بہتر حسین کوئی تجھسا خدا کی قسم نہیں

تیرا کلام سحر کے اشعار ہے مسیح
اعجاز عیسوی سے کسی طرح کم نہیں

ولہ

دین و شکیب و طاقت و صبر و قرار پانچوں
قربان کر چکا ہوں میں تجھپہ یار پانچوں

اک دم ہجر سے بس یہ پانچ عارضے ہیں
بیہوشی بیقراری غش تپ بخار پانچوں

مطرب پسر کے غم میں بجاتے ہیں کیسے دلکو
گوری ایمن الاپا دیس اور ملار پانچوں

ایمان و دین و مال و دل اور یہ جان بھی
میں کر چکا ہوں پیارے تجھپر نثار پانچوں

گر تو قسم بھی کھائے جھوٹے ہیں میرے پیارے
پیمان و عہد و وعدہ قول و قرار پانچوں

کرتے ہیں قتل عالم ظالم یہ عضو تیرے
مژگان و چشم و ابرو زلف و عذار پانچوں

کہسار و دشت و دریا گلزار و بزم عشرت
ہیں خارساں نظر میں بے روئے یار پانچوں

ڈالے یہ آفت نہ دشمن پر خدا برسات مین | جیسے ہم رہتے ہین اُس بت سے جدا برسات مین
یا خدا مقبول ہو اتنی دعا برسات مین | ہو میسر مجھکو وصلِ دلربا برسات مین
یا الٰہی ہی یہ میری التجا برسات مین | مَے ہو اور ساقی ہو اور وہ مہ لقا برسات مین
تشنہ کا ہی وقت لا جلدی پلا برسات مین | بادہ نوشی کا ہی اے ساقی مزا برسات مین
اضطرابِ دل بڑھاتی ہی گھٹا برسات مین | ہی ہماری جان کا حافظ خدا برسات مین
یا صنم ملجاے ہم مرجائین یا برسات مین | صورِ محشر ہی یہ پپیہو نکی صدا برسات مین
کیون نہ گریان دیکھکر مجھکو ہنسے وہ ماہرو | ہی تڑپنا برق کا لازم پڑا برسات مین
ہم جو روئے اور دلمین آگ بھڑکی عشق کی | کیا عجب اسکا جو اپنا گھر جلا برسات مین
اشکباری سے شگفتہ ہوگیا سینے کا داغ | سبزہ زمینِ عشق پر لالہ کھلا برسات مین
روکے ڈوبون اشک کے دریا مین مین عریان اگر | زیبِ تن آبِ روان کی ہو قبا برسات مین
نارِ دوزخ کا کسے تردامنی مین خوف ہی | آگ لگتے بھی کسی نے ہی سُنا برسات مین
دل سے مین کھینچون دمِ گریہ نہ کیونکر آہ سرد | ہی یہ ظاہر چلتی ہی ٹھنڈی ہوا برسات مین
خطِ سبز یار کا رونے مین جب آئے خیال | ہو نہ اپنا زخمِ دل کیونکر ہرا برسات مین
وقتِ گریہ آہِ سوزان سے جلا جاتا ہی دل | موسمِ گرما سے ہی گرمی سوا برسات مین
پھوڑتا ہی کان میرے غلِ پپیہو نکا جدا | رنج ہی اُسکی جُدائی کا جُدا برسات مین
یادِ یارِ زلف سے کیونکر نہ رونے مین ڈرون | خوف رہتا ہی مقرر سانپ کا برسات مین

روتے روتے ہجر مین کتنون نے آخر جان دی
سچ سمجھ اے سحر آتی ہی وبا برسات مین

ولہ

صدمہ پہونچا یا ہو انھین زلف کے سُلجھانے مین | درد افزا نزاکت سے ہوا شانے مین
خامکاری تو ہی بس اتنی ہی پروانے مین | انتہا عشق کی سمجھا ہی وہ جلجانے مین
سبزہ رنگون کے تصور مین نہین شوقِ شراب | زہر دے گھول کے ساقی مجھے پیمانے مین
جان جاتی ہی مری پہلے کہ تو جاتا ہے | کون تعجیل کرے دیکھیے اب جانے مین
حسنِ افسانے کبھی بڑھ سکے نہین حور کا حسن | ہم نہین آئینگے زاہد ترے بہکانے مین

نظر آتے ہو سحر عاشق کسی پر
تمھین ہر گھڑی چشم نم دیکھتے ہین

اوس پری کی زلف پر گر مبتلا ہوتا نہین
بے اجازت لے لیا بوسہ خطا کیجے معاف
اپنے مطلب کے لیے ہر ایک بنجاتا ہی دوست
ساتھ چھوڑے غیر کا کیونکر مرا رشک چمن
غیر بے چینی نہین کچھ سیر گلشن کی بہار
سرخ ہین جیسے لب نازک ترے ای رشک گل
وصل کا بھی کیجیے اقرار مرضی ہی اگر

ولہ

دل ہمارا یون گرفتار بلا ہوتا نہین
ای پری انسان کوئی بے خطا ہوتا نہین
یون کوئی بحر جہا نہین آشنا ہوتا نہین
گل کو دیکھو خار سے ہرگز جدا ہوتا نہین
وصل مین بے بوسہ بازی کے مزا ہوتا نہین
کوئی اس رنگت کا لعل بے بہا ہوتا نہین
بوسہ دینے سے فقط اپنا بھلا ہوتا نہین

بیوفائی کا نہین کچھ سحر شکوہ یار سے
حق یہ ہی معشوق کوئی باوفا ہوتا نہین

غم نہین تمکو اگر دوستی منظور نہین
میری آغوش سے کیدم وہ پری دور نہین
گل کے عارض ہی مگر تیرا سا پر نور نہین
صاحب حسن کا اکثر نہین ملتا ہی مزاج
ہای شب وصل خدا خیر کرے کیا ہوگا
یار گیسو مین سحر شام سے اوبجھن ہی کمال
بیٹھے بٹھلائے اوٹھاوے جو عبث بار فراق
یار و اغیار مین گو خفیہ محبت ہووے
لکھکے کاغذ پہ دیا ہمنے سوال بوسہ
یار و اغیار مین بگڑی ہی جو کل جھگڑے مین

ولہ

آدمی آپ بھی آخر کو ہین کچھ حور نہین
سنگ مانند وہ سے کب شیشۂ دل چور نہین
چشم نرگس کے ہی پر تیری سی مخمور نہین
کون دنیا مین حسین ہی کہ جو مغرور نہین
جو مرے دل مین ہی اس بت کو وہ منظور نہین
صبح تک دم جو نکلجاے تو کچھ دور نہین
دل ناداں مرا بیگار کا مزدور نہین
کر سکین بات مرے سامنے مقدور نہین
بولے وہ دیکھکے درخواست یہ منظور نہین
اپنا مطلب بھی نکل آئے تو کچھ دور نہین

شعرا سرو سے کیون دیتے ہین ای سحر مثال
قامت یار سے بڑھکر شجر طور نہین

کششِ دل ہی سوے کعبۂ ابروے صنم
زاہدا دیکھ اسے قبلہ نما کہتے ہین

ہم سے کیا پوچھتے ہو ہجر مواسمات فراق
آفت و رنج و غم و قہر و قضا کہتے ہین

اوسکے ہم سایہ سے ہین خسروِ ملک حشمت
تیری زلفونکو پری بالِ ہما کہتے ہین

مہربان آپ سے بندے پہ ہوا ہی وہ صنم
اسکو ای سحر عنایاتِ خدا کہتے ہین

جب تمھین ہجر مین ہم یاد کیا کرتے ہین
وصل کی یاد مین فریاد کیا کرتے ہین

سچ ہی یہ زیست کا باعث ہی مرے انکا دروغ
جھوٹے وعدونسے وہ دل شاد کیا کرتے ہین

ظلم وہ کرتے ہین جب مانگتا ہون اک بوسہ
داد کرتے نہین بیداد کیا کرتے ہین

ستم و لطف سے ہر دم مرے ملکِ دلکو
کبھی ویران کبھی آباد کیا کرتے ہین

آپ ہی شوق سے ہم جاکے قفس مین ہین قید
پھر عبث شکوۂ صیاد کیا کرتے ہین

سرو اوس غیرتِ شمشاد کا ہمسر کب ہی
ایسے بندونکو وہ آزاد کیا کرتے ہین

آنکھ اپنی تری ابرو پہ جمی رہتی ہی
روز اس بیت پہ ہم صاد کیا کرتے ہین

کیسی یہ رسم محبت کی ہی اولٹی ای سحر
وہ ہمین بھولے ہین ہم یاد کیا کرتے ہین

ولہ

کہین کیا کہ کیا کیا ستم دیکھتے ہین
لکھا ہی جو قسمت مین ہم دیکھتے ہین

کبھی آہ نعرہ کبھی کھینچتے ہین
ہم اس ساز کا زیر و بم دیکھتے ہین

خطِ سرنوشت اپنا ہم پڑھ رہے ہین
تمھارا جو نقشِ قدم دیکھتے ہین

مرے روبرو وہ بہم غیر سے ہین
نہ دیکھے کوئی جو کہ ہم دیکھتے ہین

رہی گر تلاشِ کمر یون ہی ہم کو
کوئی دم مین ملکِ عدم دیکھتے ہین

ہزارون گمان دلمین ہوتے ہین پیدا
ترے ہاتھ مین جب قلم دیکھتے ہین

نہین جاتا کسدن تو غیرونکے گھر پر
صریحًا تو آنکھون سے ہم دیکھتے ہین

نہین آرزو کچھ بھی بوسے کی ہمکو
مگر ہم تمھارا کرم دیکھتے ہین

جو عالم کہ دیکھا ہی کوئے بتان مین
خدا کی خدائی مین کم دیکھتے ہین

دل اُس بت کا یارب پسیجے گا کیونکر
نہیں خاک اثر اپنی آہ و فغان مین

ترے عشق نے دونون عالم سے کھو یا
ٹھکانا نہیں اب زمین آسمان مین

ہو عاشق خدا کی سحر ہوتے کیسے
تو آتے جو ایوان سے کیون سوان مینا

ولہ

پاس اک سیم تن و مال نہ زر رکھتے ہین
کشتۂ عشق فدا کرنے کو سر رکھتے ہین

کیا مثال انکو لبِ تیغ و دُر و دندانے
یہ کہان رنگ و صفا لعل و گہر رکھتے ہین

دل کی بیتابی چھپے گی نہ مرے اشکون سے
مخبر جاسوس یہ ہر دم کی خبر رکھتے ہین

ہم پیالہ ہین وہ کم ظرف نہ خوف و خطر
خوف رسوائی نہ بدنامی کا ڈر رکھتے ہین

سیرِ گلشن کی نہیں باغ جہان مین پروا
اپنا ہم داغون سے گلزارِ جگر رکھتے ہین

کیا عجب مثل جو مانند گلستان ہو سینہ
دل مین ہم عشق بتِ رشک قمر رکھتے ہین

عالم وہم مین بھی اسکا پتا کچھ نہ ملا
کون کہتا ہے کہ معشوق کمر رکھتے ہین

کوچ اپنا بھی کوئی آن مین ہے دنیا سے
آپ ای جان اگر عزم سفر رکھتے ہین

یادِ جانان نہ گئی دل سے مرے تا دمِ نزع
یار کی بیخبری مین بھی خبر رکھتے ہین

خاک اوڑاتے ہوئے پھرتے ہین سدا عشق بتا
خانہ برباد وطن اور نہ گھر رکھتے ہین

راہ کیونکر ہو اشغال خدا سے وہ بت
کچھ تخلص ہی نہیں سحر اثر رکھتے ہین

ولہ

لوگ اسے شیفتۂ زلفِ دوتا کہتے ہین
ہم فقط دلکو گرفتارِ بلا کہتے ہین

شعرِ ابرخ کو ترے نورِ خدا کہتے ہین
اور حقیقت مین جو پوچھو تو بجا کہتے ہین

دستِ نازک مین کہان اوسنے ملی ہے مہندی
خون عشاق ہے سب جسکو حنا کہتے ہین

عشقِ جانانہ مین جو ہوا ہون جو مین رسوائے جہان
وہ بھلا کرتے ہین جو مجھکو برا کہتے ہین

دشمنِ جان ہین حسین اُنسے نہ مل مان کہا
دوستانہ بھی ہم تجھ سے دلا کہتے ہین

یہ جو کہتے ہو نہیں تم سے خفا ہم لیکن
چپکے کیون بیٹھے ہو بولو اسے کیا کہتے ہین

واہ کیا وار لگائے ہین ستمگر کاری
دہن زخم بھی جو صلِّ علیٰ کہتے ہین

خلد بریں کا باغ ہی یہ سہسوان نہیں

ولہ

آپ کی سُنکے بار بار نہیں ۔ اب تو ہان کا بھی اعتبار نہیں
کچھ ترے جھوٹ کا شمار نہیں ۔ سچ بھی اب کہہ تو اعتبار نہیں
رخِ رنگین پہ ناز بیجا ہے ۔ کیا کوئی اور گلعذار نہیں
بوسہ مانگا تو بولے جھنجھلا کر ۔ آپ کا کچھ مین قرضدار نہیں
ایک سے ایک ہی حسین بہتر ۔ حسن کا تم پہ کچھ مدار نہیں
سب ہین مطلب کے دوست دنیا مین ۔ سچ ہی کوئی کسی کا یار نہیں
جیتے جی قصد ترکِ عشقِ بتان ۔ بخدا دل پہ اختیار نہیں
لیں کر دل پہ میرے تیرِ نگاہ ۔ اس سے بہتر کوئی شکار نہیں
گلِ عارض کا لونگا مین بوسہ ۔ آپ اگر کیجیے ہزار نہیں
بھول کر عیش یاد کر تکلیف ۔ نشہ کے بعد کیا خمار نہیں
کیون لکھا ہی خطِ غبار مین خط ۔ دل مین اوسکے اگر غبار نہیں
فرقتِ برقوش مین تڑپے گا ۔ بے سبب دل کا اضطرار نہیں
پھر اُسے کیا ہو قدرِ خودبینی ۔ ابھی آئینے سے دو چار نہیں

دیکھکر اوسکے کان کی بجلی
سحر دلکو مرے قرار نہیں

ولہ

مرون جا کے کیونکر مین کوئے بتان مین ۔ کہان اتنی طاقت تنِ ناتوان مین
غضب ہی جلن سوزِ غم کے بیان مین ۔ ابھی تک پھپھولے پڑے ہین زبان مین
ہین بھول جاؤ گے غیبت مین ایسا ۔ نہ تھی تم سے یہ بات ہرگز گمان مین
نہ دیکھو مجھے ترچھی نظرونسے صاحب ۔ ابھی تیر سیدھا تو رکھو کمان مین
دکھایا اثر ٹھنڈی سانسون نے ایسا ۔ حرارت بھی باقی نہیں استخوان مین
کیے ہین یہ آہون کے تیرون نے روزن ۔ ستارے نمایان نہیں آسمان مین
کھٹک گئی جبکہ نرگس نے گھورا ۔ گئے آپ کیون سیر کو بوستان مین

جلکر تپ فراق سے اُف بھی کبھی نہ کی
میرا سا ناشکیبون مین کسیکا جگر نہین

شمشاد کو ترے قد موزون سے کیا مثال
چہرہ نہین یہ سینہ نہین یہ کمر نہین

بے شک نہ دوان عشق کہان کب جہان ہو
بے گل کسی درخت مین آتا ثمر نہین

اللہ کی قسم نہ پسیجا بتون کا دل
شاید ہماری آہ مین مطلق اثر نہین

زاہد بھی ایک دشمن جان ہر شب وصال
تنہا بلا سے نالۂ مرغ سحر نہین

بیخود کیا ایسا فرقت رشک مسیح مین
کب جان نکل تن سے یہ دلکو خبر نہین

اس رنگ سے صندلی کا ہون بیمار اے طبیب
اچھا جو ہو دوا سے یہ وہ درد سر نہین

قائل سکت نہ زرا تا ہے ابرو کی تیغ سے
جانباز کونسا ہے جو سینہ سپر نہین

بیکار فن شعر مین ہے خواہش کمال
یان سحر کچھ بھی پرسش اہل ہنر نہین

ولہ

مرقد مین اپنا خاک بھی باقی نشان نہین
ڈھونڈھو تو ایک نام کو بھی استخوان نہین

کچھ ماجرائے عشق ہمارا نہان نہین
وہ کونسی ہے جا کہ یہ چرچا جہان نہین

ہر دم ستاتا ہے غم جانان مین درد دل
بے وجہ لب پہ کچھ مرے آہ و فغان نہین

رخسار آتشین پہ جو خط ہے تو کیا عجب
آتش وہ کونسی ہے کہ جسمین دھوان نہین

کیونکر نہ بہر سجدہ جھکین شیخ و برہمن
ہے سجدہ گاہ خلق ترا آستان نہین

بولا وہ سنکے شمۂ افسانۂ فراق
طولانی اس سے بڑھکے کوئی داستان نہین

اک دل تھا سو وہ نذر کیا اب ہے کیا تلاش
کچھ میرے پاس یاردانون کی دکان نہین

اک بوسے کی عوض مین دل اپنا ہین بیچتے
لے لیجیے یہ مفت ہے سوداگران نہین

وحشت. ہان یار مین ہم اسقدر ہین چپ
گویا کہ خود ہمارے دہن مین زبان نہین

تن سے نکلکے پھر نہین آتا کسیکا دم
آب روان سمجھ اسے عمر روان نہین

ہین گو حسین نظر زیر پیر فلک لاکھ ماہرو
اس غیرت قمر سا کوئی نوجوان نہین

پژمردہ داغ دل ہون نہ کیون بے خیال یار
پھولا ہوا ہے باغ مگر باغبان نہین

اے سحر رشک حور جو ہے یان ہر اک حسین

شکوہ نہ کیا بتون کا مرکے
وحشت مین چلے جو رفتہ رفتہ
زار از رہوئے تھے جو آنسو

اللہ سے بھی مکر گئے ہم
معلوم نہین کدھر گئے ہم
دریا کی طرح اوتر گئے ہم

چین آیا کہین نہ دلکو ای سحر
فرقت مین ادھر اودھر گئے ہم

کرسکے دفتر غم کیا کوئی ارقام تمام
دیکھنے پایا نہ مین روئے دل آرام تمام
ہاتھا پائی یہ رہی اُس سے دم بوس و کنار
خاک بھی اُسکے تجسس مین پھرا کی برباد
خود مین سمجھا تا ہوا ساتھ گیا قاصد کے
خاک مرمرکے بھی عاشق ہون تو یہ رحم نہ کھائین
اوسکا مضمون دہن کچھ نہ سمجھ مین آیا
بوجھ سے نامے کے تو چل نسکے ای قاصد
دور ساغر کو نہ کر ختم کہ کوئی دم مین
یار کی تیزی تقریر ہے گویا تلوار

ولہ

یہ وہ مضمون ہی جو ہوگا وہم اتمام تمام
ایک ہی وار مین قاتل نے کیا کام تمام
گر گئے اوسکے شکوکے سے جو بو تام تمام
عاشقونکی نہوئی گردش ایام تمام
نہوا شوق ملاقات کا پیغام تمام
حق نے پتھر کے بنائے دل اصنام تمام
شعر افکر مین ہین پیر و اوہام تمام
یار فرقت کا جو احوال ہوا ارقام تمام
دورہ عمر ہی یان ساقی گلفام تمام
جنبش تیغ زبان سے ہوا یان کام تمام

ہاتھ سے اپنے وہ بت سحر کو دے ساغر ی
یا خدا چلکے ہون اغیار بد انجام تمام

ردیف نون

دنیا مین اب حضور سا غافل بشر نہین
دل صاف ہی ہوس سے تمناے زر نہین
مثل دہن کسیکو وہ آتی نظر نہین
جاتے ہین آپ اُدھر تو مین غرجاؤنگا ادھر

ہم مر رہے ہین آپ کو مطلق خبر نہین
اِس آینہ کو چاہیے سونے کا گھر نہین
سب لوگ جانتے ہین کہ تیرے کمر نہین
میر اسفر ہی آپ کا عزم سفر نہین

کر دیتے ایک حشر بپا تیرے ہجر مین — کچھ نا ہم دیکھتے آہ و فغان سے ہم
کیا کیا ترے خطاب و تکلم کے لطف ہین — تو ہمکو اور آپکو اپنی زبان سے ہم
در دیکے دام عشق مین پابند کر لیا — لا سر انکا کے پیچ تو یہ خوب پہچانتے ہم
ہمکو پچھاڑ دے ہی زمین پر شب فراق — کشتی مین ہار جاتے ہین اس پہلوان سے ہم
لا ینفا قاصد آج خبر کیا وصال کی — کیا ہی جو ہوتے جاتے ہین کچھ شادمان سے ہم
کرتے نہین جنا بھی شکایت سے اب مری — قائل ہوئے ہین آپ ہی اپنی زبان سے ہم
مضمون غزل مین لکھے نہین تقدیار کے — لاتے ہین اس زمین پہ اوتار آسمان سے ہم
دلکو پسند شانہ اگر زلف کی مری — ڈالے گئے زمین پہ کیون آسمان سے ہم
پیری مین بے سبب نہین آوارہ شغل اشک — رکھتے ہین عشق ایک بت نوجوان سے ہم
کس راہ مین وہ کرتے ہین مجھ سے نشستہ گفتگو — تیر اسکے بلد ہوئے وہین جب اسکے کمان سے ہم
پینے کو ہمان دل ہی تو کہاتے ہو تم بہت — شکر خدا کہ تنگ نہین آب و نان سے ہم
افسوس ہی کہ بیٹھے رقیبونکے پاس وہ — مثل حباب اوٹھائے گئے درمیان سے ہم
اقرار وصل نامہ و پیرتسے ہی عیان — پہچانتے ہین خط کے خط تو امان سے ہم
دنیا سے کچھ نہ دانش نہ غبی ہے کچھ خطر — ناخوش نہ کچھ وہانسے نہ خوش کچھ یہانسے ہم
قطعہ
ہین بے لکہا کہ نیاز دل مین کرو گذر — حاضر ہین بندگی کے لیے اپنی جانسے ہم
بولے لگے نہ دوری کہین صبر و ہوش کی — ڈرتے ہین آتے جاتے پرائے مکانسے ہم
کرتا ہون عرض حال تو کہتے ہین سر نہ کھا — تنگ آئے سنتے سنتے تری داستانسے ہم

ای سحر دُر نکالتے ہین کیسے آبدار
غواص لوگ بحر سے طبع روان سے ہم

گو عشق مین ترے مر گئے ہم
جو نے مرے غیر پر نہ کر ظلم
وہ نزع مین دیکھنے جو آئے
اُسنے جو ذرا بھی منہ لگایا

ولہ

بدنام تو یار کر گئے ہم
کیا یار ابھی سے مر گئے ہم
اک آدھ گھڑی ٹھہر گئے ہم
بوسے کے لیے پسر گئے ہم

اپنی غرض کے وقت خوشامد درست ہی
پائیں آنے کس تپاک سے ہین دار بانسے ہم

کچھ بدگمانی ہمنے مقرر او نہین ہوئی
کہتے ہین عقل و وہم و قیاس و گمان سے ہم

جلتے ہین دل ہی دل مین ہمیشہ برنگ شمع
ظاہر مین گو کہ کہتے نہین کچھ زبان سے ہم

مطلب یہ ہی کہ روے کتابی کی یاد آئے
رکھتے ہین انس جو سبق بوستانسے ہم

بعد فنا شکایت گردون سے فائدہ
لڑتے ہین کیون زمین کے تلے آسمانسے ہم

قمری سے یون وہ باغ مین کہتے ہین فخر سے
قامت بلند ہین ترے سرو روانسے ہم

کہنا تو سہل بات ہی کرنا محال ہے
جو کر گذرتے ہین نہین کہتے زبانسے ہم

لے لیتے ہین بلائین سدا زلف یار کی
سودا خرید کرتے ہین جنون کی دکانسے ہم

کہتے ہین فخر سے کہ پۓ قتل عام خلق
بڑھکر ہین شاہ نادر و چنگیز خانسے ہم

کہنا جو تھا وہ آپ تو سب کہ چکے پر اب
ارشاد ہو تو عرض کرین کچھ زبانسے ہم

جو جو ہین اپنے دل مین تمنا امنڈ رہین
ارشاد ہو تو عرض کرین کچھ زبانسے ہم

ہین ہمکو تم سے لاکھ طرح کی شکایتین
ارشاد ہو تو عرض کرین کچھ زبانسے ہم

غیرونکے اور تمھارے سُنے ہین جو اختلاط
ارشاد ہو تو عرض کرین کچھ زبانسے ہم

دل اپنا خواستگار ہی جس شی کا آپ سے
ارشاد ہو تو عرض کرین کچھ زبانسے ہم

کہتا ہی قیس مجھ سے کہ اے مرشد طریق
ارشاد ہو تو عرض کرین کچھ زبانسے ہم

در سے ہمین اوٹھاتے ہو جان جہان مگر
یان سے اوٹھے تو جانو کہ اوٹھے جہانسے ہم

سینہ مین جانے کسنے لگادی ہے آگ سی
پاتے ہین بو کباب کی ہر استخوانسے ہم

پتھر پڑے ہین عقل پہ ایسے کہ رکھتے ہین
امید مہر اک بت نامہربان سے ہم

اوٹھ جائین خود ہی بزم سے ہون کسلیے خفیف
دلبر گذرتے آپ کے ہین کچھ گرانسے ہم

تم تو ہماری جان کے دشمن بنے ہو پر
رکھتے ہین دوست تمکو سوا اپنی جانسے ہم

جب وہ چلے تو ہمنے نہ سونپا خدا کو بھی
اونکے لیے ہر ایک سے ہین بدگمانسے ہم

برعکس قول ہی جو ترا فعل اس لیے
تیری نہین سے خوش ہین نہین تیری ہانسے ہم

قسمت تو جانیے کہ ہماری تمہی لڑی
جسدن زبان لڑا ہین تمھاری زبانسے ہم

کس درجہ غرق ناز ہیں اپنی صورت پہ جانتے ہم
لطف زبان بیان کریں کس زبان سے ہم
جائیں کہیں نکل کے تہ آسمان سے ہم
کہتے ہیں عشق حسن و جمال بتان سے ہم
گردش میں ہیں بدور پاش تہ آسمان سے ہم
ابرو کشیدہ دیکھ کے تیغ جانتے ہم
کر سکتے جب نہ انہیں اسکو زبان سے ہم
عشق بتاں میں گئے جیتے جان سے ہم
الجھو نہ تیرے تنگ ہیں اے پیچ جنون
تھا ایک دل وہ نذر ترے شوق کے ہوا
دل لیکے پھر مکرتے ہو کہتے ہو لا گواہ
مجھ ناشکیب شخص سے کہتے ہو صبر کر
صدمے ترے فراق کے کس طرح سہ سکیں
دل میں نہیں ہے خاک غم یار کے لیے
ہے لطف زندگی نہ تکلفی ہے ترک سے جان
ہوجاتے ہیں دونوں جہت بکار دل ترک
اسلام سے غرض نہ تعرض ہے کفر سے
ظاہر ہے کفر و دین ضمیر اسکی بات سے
مضمون نکالتے ہیں جو ہنستا کے دہن میں
دل لینے کو جاتے ہو جو ہر تی تحسین
آؤ نہ گھر مرے تو بلاؤ گھر اپنے ہی
صدمے اٹھائے اتنے کہ دل پیر ہوگیا
آئے جو تو تو لطف ہے کیا جذب دل چھوا

ارشاد ہو تو عرض کریں کچھ زبانے ہم
عاجز ہیں تیرے حسن بیان کے بیان سے ہم
اب آگئے ہیں تنگ بہت ہاں نکلتے ہم
پھر جائیں کیسے کہیں ہندوستان سے ہم
جنگل پکڑ کے جائیں کیا کو میان سے ہم
نادان تھے جو سمجھے اس کمان سے ہم
اظہار درد کرتے ہیں آہ و فغان سے ہم
زندہ ہوئے نہ عیسی بیچ بیان سے ہم
ناچیز بنا تو روز گریبان کمان سے ہم
لائیں کرے کرشمہ کو دل اب کہاں سے ہم
جھوٹی ہیں گواہ تو لائیں کہاں سے ہم
بے صبر ہیں تو صبر کریں پھر کہاں سے ہم
پتھر کا دل تراش کے لائیں کہاں سے ہم
نادم ہیں مفلسی کے سبب مہمان سے ہم
ہر جان ہے تنگ تو ہیں تنگ جان سے ہم
آغوش ہے ہمارے صنم اور جان سے ہم
چھوٹے ہیں خوب تجھ سے اس آن سے ہم
مطلوب ہیں سے غیر ہے مقصود آن سے ہم
کہتے بھی ہیں پھر اسکو چمن اور جہان سے ہم
بہلاتے ہیں آپ کے پر خوب جانتے ہم
ناخوش ہیں اپنے آپ خوش ہیں جانتے ہم
ظاہر ہیں گرد کھاتے ہیں سب کو جانتے ہم
آگے مکان پہ جائیں جو اپنے مکان سے ہم

بندے سے پاس صنم کو جو آتا نہیں ہے رحم
کیا سنگ رکھ دیا ہے خدا نے بجائے دل

نالہ بھی لب پہ آ نہیں سکتا ہے ضعف سے
فرقت میں ہائے ٹوٹ گیا کیا عصائے دل

کیا جانیں کون لے گیا یارو کہاں گیا
کیا پوچھتے ہو مجھ سے بھلا ماجرائے دل

رسوا ہوا خراب ہوا مبتلا ہوا
قابل بھی تھا اسی کے یہی تھی سزائے دل

یاروں کے طنز طعنۂ اغیار بھی سہے
کیا کیا مصیبتیں نہ اوٹھائیں برائے دل

مرتا ہوں اب تو بوسۂ عناب سرخ لب
دیجیے کہ ہو کہیں حاصل شفائے دل

کچھ کہہ سکے نہ رعب سے اس شاہ حسن کے
دل ہی میں رہ گئے مرے سب مدعائے دل

خون جگر فراق میں کیونکر پئیں نہ ہم
کھانے کے بدلے ہے غم جاناں غذائے دل

ساقی جو اپنے ہاتھ سے غیروں کو دے شراب
شیشے کی طرح کیوں نہ مرا ٹوٹ جائے دل

کس درجہ جل رہا ہوں شب ہجر یار سے
پہلو میں سحر آگ لگی ہے بجائے دل

دل میں اوٹھا ہے بخار غم دل کا بادل
ساقیا بادہ کہ پھر جھوم کے آیا بادل

غیر سے گھر آنے میں آج انکو ہے [illegible]
دوست و دشمن جانی ہے ہمارا بادل

برق آئینہ سوز اپنے مقابل ہووے
چشم تر سے مرے گر بحث کو آیا بادل

خوف سے چونک اوٹھے گر کبھی بجلی چمکی
ڈر کے وہ چیخ پڑے جب کبھی گرجا بادل

اشک ریزی سے عجب کیا جو چڑھے سحر بخار
استحالہ سے تو ہو جاتا ہے دریا بادل

ردیف میم

ایسے ہیں تنگ دوستی دوستاں سے ہم
جانی عدو کو دوست سمجھتے ہیں جان سے ہم

آئے ہیں اس جہاں میں عبث اس جہان سے ہم
البتہ آ پڑے ہیں کہاں پر کہاں سے ہم

ہوتے ہیں رموز دہانے ہم
ہوتے چلے ہیں اب تو ذرا غیب دان سے ہم

ہانپئے حاضر ہیں جانے
کرتے نہیں ہراس کبھی امتحان سے ہم

تیرا سا او سپر روپ نہ تیرا سا یار رنگ
برسنے لگے ... تیرے آگے ہزار رنگ

ہاتھوں میں اپنے مہندی لگاتے ہو کس لیے
بہتر ہزار اس سے خون کا ہے ... نگار رنگ

لاسا قیا کہ کیا ہے زمانے کا اعتبار
اک پل میں یہ بدلتا ہے ظالم ہزار رنگ

لے ہاتھ میں مرا دل خون گشتہ کسطرح
ہوتا نہ کسی سے جسکو حنا کا بھی بار رنگ

دھانی بسنتی فاختئی مونگیا لباس
وہ شوخ ایکدن میں بدلتا ہے چار رنگ

اللہ رے سرخی بدن نازنین یار
چھن چھن کے باہر آتا ہے کپڑے کے پار رنگ

لے لیکے قرض پیتے تو ہو سحر سرخ مے
پر دیکھنا دکھائیگا اکدن ادھار رنگ

ردیف لام

عبث میرے جی کو جلانے سے حاصل
ستائے ہوئے کو ستانے سے حاصل

بھلا آپ سے دل لگانے سے حاصل
بھلے چنگے جی کو کڑھانے سے حاصل

کہیں رات کو تم رہے سچ تو یون ہے
بھلا جھوٹی باتیں بنانے سے حاصل

کبھی اب نہ لونگا میں بوسہ نہ لونگا
بگڑتے ہو کیوں منہ بنانے سے حاصل

حقیقت میں دنیا یہ مہمان سرا ہے
یہاں غافلو گھر بنانے سے حاصل

اوتار و کہیں تیغ ابرو سے سر کو
یہ ہر بار خنجر دکھانے سے حاصل

لپیٹے بت سنگدل جب تو سنکے
مرا حال اوسکو سنانے سے حاصل

سہے رنج و غم ہجر میں جان کھوئی
ہوا ہمکو یہ دل لگانے سے حاصل

اوٹھاؤ نہ پہلو سے غیروں کو جبتک
مجھے بزم میں پھر بٹھانے سے حاصل

کیا زندگی میں تو برباد تم نے
مرے بعد پھر خاک اوڑانے سے حاصل

خدارا بتون کو نہ اے سحر چاہو
بھلا جان اپنی گنوانے سے حاصل

ولہ

اُس غیرت چمن کو جو پہلو میں پائے دل
سینے میں پھر خوشی سے نہ پھولوں سمائے دل

مشہور ہو گئے ترے اشعار ہر طرف

ردیف قاف

ناغمگسار ہی کوئی نہ آشنائے فراق
مین ہائے کس سے کہون اپنا ماجرائے فراق

جلن ہی آہ شرربار مین قیامت کی
جلائے دیتی ہی دلکو مرے ہوائے فراق

یقین ہی دفتر کونین سے زیادہ ہو
ذرا جو خط مین لکھون اسکو ماجرائے فراق

ہزارون یون تو ہین عشق بتان مین رنج والم
سب آفتون سے مگر سخت ہی بلائے فراق

دعائے سحر یہی ہی جناب باری سے
عدو بھی میری طرح ہو نہ مبتلائے فراق

ردیف کاف

کب پہونچے ہاتھ فکر کا موئے میان تلک
جس سے کھلا نہ عقدۂ درج دہان تلک

پہونچی ہی اپنے ضعف کی نوبت یہان تلک
نالہ جگر سے آ نہین سکتا زبان تلک

اے رشک گل نہ حسن پہ اور فرزہ پہ ناز کر
ہی یہ بہار عارض رنگین خزان تلک

ثابت قدم ہون پاؤن نہ سرکاؤنگا کبھی
گر ظلم تجھ سے ہو سکے ظالم جہان تلک

مضمون میان تمہاری کمر کا نہ مل سکا
ڈھونڈھ آئی اپنی فکر رسا لامکان تلک

اے جان اب تو ضعف سے دل بیٹھا جاتا ہی
بار غم فراق اوٹھاؤن کہان تلک

دلکو نہ بعد مرگ رہے خلد کی ہوس
پہونچون مین زندگی مین جو کوئے بتان تلک

بیتاب ہو کے ہجر مین کھینچی جو دل سے آہ
کیسی زمین ہلنے لگے آسمان تلک

صد حیف ایک بوسے پہ تم پھیرتے ہو منھ
اور سحر کو عزیز نہین تم سے جان تلک

ردیف کاف فارسی

لکھی غزل تو خوب مگر یہ ضرور ہے
پڑھنا تب اسکو سحرؔ جب اہلِ ہنر ہوں جمع

ردیف غین

سیرِ چمن کا شوق نہ دل کو ہوا ہے باغ
داغوں سے سینہ باغ ہے خود ہی بجائے باغ

وہ رشکِ باغ جسکو پڑے سیر آئے باغ
کیونکر پھر اپنے جامہ میں پھولوں سمائے باغ

دیکھا ہے جس نے کہ چہرہ دلدار کی بہار
پھر کس طرح سے اپنی نظر میں سمائے باغ

فرقت میں جل رہا کبھی رشکِ چمن ہوں
کسکو دماغِ سیر ہے جو جیتے میں جائے باغ

غیروں کے ساتھ جاتے ہیں وہ سیرِ باغ کو
اے سحرؔ آج دیکھیے کیا گل کھلائے باغ

ردیف فا

بسمل ہیں جسکے کوچہ میں دو چار ہر طرف
کیا کیا تڑپ رہے ہیں دلِ افگار ہر طرف

صورت دکھا کے اپنی خدا جانے کس تبسم
لٹکے ہیں تیرے طالبِ دیدار ہر طرف

کافی تھی اک نظر ہی عشاق کے لیے
کیوں تیر و زخم لگاتے ہو دو چار ہر طرف

کیونکر اٹھاؤں جانبِ کوئے بتاں قدم
بیٹھے ہیں گھات میں مری اغیار ہر طرف

دیکھوں نگاہ اوس پہ کیسے وہ بام پر
پھرتا ہوں زیرِ سایۂ دیوار ہر طرف

چھایا ہے ابر آ مرے ساقی ہے باغ میں
کیا دل شگفتہ پھرتے ہیں میخوار ہر طرف

تجھ تک نہیں پہنچ جو غیروں نگاہ کی جھانک
پھر کیوں ہیں یار روزنِ دیوار ہر طرف

خنجر لیے ہوئے ترے وحشی کی فکر میں
بیٹھے ہیں اُسکے راہ میں ہشیار ہر طرف

اک اک حسین ہے غیرتِ یوسف جہان میں
کیسا ہے گرم حسن کا بازار ہر طرف

یوسف جمال کوئی بھی بکتا نہیں یہ شرط
واں بکتے ہیں اوسکے خریدار ہر طرف

اے سحرؔ تیری شاعری کی کیوں نہ دھوم ہو

اوس رشک گل کو ہمنے تو بھیجے ہزار خط
لکھا مگر نہ اوسنے ہمین ایکبار خط

بھیجا خزان نے جانب فصل بہار خط
نکلا ہی گرد صفحۂ رخسار یار خط

اہل صفا سمجھتے ہین دو نازدال حسن
آئینہ دیکھیے تو نظر آئین چار خط

شاید مزاج ہم سے مکدر ہی یار کا
لکھا ہے اوسنے ہمکو بخط غبار خط

جب سے سُنا ہی اوسنے کہ خط لکھہ رہا ہون مین
پڑھتا نہین کسیکا وہ اب ذ ینہار خط

ہرگز جواب خط نہ لکھیگا وہ رشک باغ
ای سحر چاہے لکھکے تو بھیجے ہزار خط

ردیف ظا

سلامت تری کرو فا کا لحاظ
کہ ہی شرط خوبی خدا کا لحاظ

خدا کا ہی گھر دل کسیکا نہ توڑ
صنم چاہیے کچھ خدا کا لحاظ

ترے کو مین سجدہ کیا ہر قدم
ہی اتنا ترے نقش پا کا لحاظ

کف پا سے کیونکر ملون چشم تر
کہ ہی مجھکو رنگ حنا کا لحاظ

زمانے سے دور آشنائی ہوئی
کسیکو نہین آشنا کا لحاظ

نہ کر اپنی مرضی پہ جو کام ہو
رہے سحر اُسکی رضا کا لحاظ

ردیف عین

دل تنگ و ہین رنج و الم شور و شر ہون جمع
جیب آئے خاک گھر مین جب اتنے ضرر ہون جمع

دلمین جو فرق ڈالدیا ہی رقیب نے
ہو جاے برطرف کہین ہم تم اگر ہون جمع

جسنے کیا ہی قتل وہی آسے نعش پر
کیا فائدہ ہی یون جو ہزارون بشر ہون جمع

آئے نہ کام ایک بھی بے یاری نصیب
گو ذات مین کسیکی ہزارون ہنر ہون جمع

جاتا ہی یار مانگین نشانی تو کس طرح
اپنے کہین حواس بھی وقت سفر ہون جمع

ہمارا اوسکا ہی الفت کی ابتدا سے بگاڑ

ردیف زای معجمہ

جب سے دیکھی ہی کسیکی ابروے خمدار تیز
جیسے آتا ہی گلے پر ریت دون تلوار تیز

یار سے حاصل حضوری کیون ہنو اغیار کو
پہلوے گل مین سدا دیکھے ہین ہم چبھتے خار تیز

خاک کر دونگا جلا کر گنبدِ دوار کو
دل سے کھینچونگا مین جسدم آہِ آتشبار تیز

عشقِ روے یار مین سودا ہوا ہی زلف کا
جاتے ہین شہرِ حلب سے ہم سوے تاتار تیز

تو وہ دکھلا اپنی صورت پر مری آنکھین تو کھول
اپنی گردن پر مین چلتے دیکھ لون تلوار تیز

روز و شب کی جیسی کچھ گردش مجھے اے سحر ہی
ایسی کب رکھتا ہی گردش گنبدِ دوار تیز

ردیف سین مہملہ

مت دلا جائیو چشمِ بتِ عیار کے پاس
رہنے دیتے نہین بیمار کو بیمار کے پاس

کرے کس منھ سے ترنجی چاہ وہ اے یوسفِ عہد
نقدِ دل بھی تو نہین تیرے خریدار کے پاس

انتہا پر ہنر ہی کیون سہنے ہو کیون رہی دور
دو گھڑی بیٹھ لیا کیجیے بیمار کے پاس

ہی عزیز اپنی جو دستارِ فضیلت اے شیخ
دھیان کر لیجیو وہ جانا کسی میخوار کے پاس

سحر ہو جاتا ہی ہر شخص مطیع اسکو دیکھ
نقشِ تسخیر مقرر ہی کوئی یار کے پاس

ردیف شین معجمہ

نہ روؤن کیونکر لگی ہی اپنے تمام جان و جگر مین آتش
بجھا وے کیونکر لگی ہی ہووے ناصحا جسکے گھر مین آتش

شبِ جدائی کا حال لکھکر کرون روانہ جو نامہ اپنا
نہین عجب کچھ اگر لگ اوٹھے ہین کبوتر کے پر مین آتش

وہ شعلہ رو ساتھ غیر کے جب نظر پڑا گرمِ بوسہ بازی
لگی جو تلوون سے اپنے اسدم تو پہونچی فی الفور سر مین آتش

ہوئے ہیں قتل لاکھوں عارض رنگین جانان پر
لگتا ہی گمان گلچین کو ہی گنج شہیدان پر

ہجوم خال لب ہی رشک گل کے لعل خندان پر
چڑھائی لشکر زنگی کی ہی شہر بدخشان پر

کوئی رفتار کا بسمل ہی کوئی تیغ ابرو کا
قیامت کو نکیونکر رشک ہو گنج شہیدان پر

فقیر ہیں بھی پاس اپنے پریرو آتے جاتے ہین
ہمارے بوریے کو فوق ہی تخت سلیمان پر

مقابل آکے اک پل مین ہوا آب آب غیرت سے
ہنسے کیونکر نہ اپنی چشم گریان ابر باران پر

رقیب روسیہ کو دیکھے بوسہ تیغ ابرو کا
چھڑکتا ہی نمک قاتل ہمارے زخم خندان پر

اسیر ہیں عزیز دہی خیال یار مدت سے
مرا دل فوق رکھتا ہی کہین یوسف کے زندان پر

دل پر داغ کو ہو کیون ربط اُس شوخی رخ سے
پڑا بوسہ کی الٹی ہی جا اوراق قرآن پر

خیال یار نے ایسا کیا ہی دل مین گھر اپنے
عجب کیا صاحبخانہ کا دھوکا ہو جو مہمان پر

شب تاریک مین جا چشم فلک سے گر گئے تارے
کبھی چھڑکی جو افشان یار نے زلف پریشان پر

دل خورشید تابان کا نیا ہی چرخ چارم پر
شرر ہی ٹھنڈی سانسون کی مری فصل زمستان پر

لکھا ہی صاف وصف مصحف رخ بقلم آہین
گمان ہی سحر قرآن کا ہی مطلع تیر دیوان پر

ردیف راء فارسی

دلا سمجھ نہ کر اُس شوخ دلربا سے بگاڑ
بگاڑ جس سے ترے حق مین ہی خدا سے بگاڑ

بنائین زلف کی ہم آج کیلیے چھیڑ رنگے
بنا و اب رہے ہو جائے یا بلا سے بگاڑ

بلا ہے یار تو ہی لے پاس شرع نکر
بے صنم سے اگر شوق سے خدا سے بگاڑ

نہی ہی خلق مین اے شیخ بات جو تیری
خضاب کرکے نہ تو اسکو اب یا سے بگاڑ

نہ مجھکو روئے گا اے گلعذار روشمع گرو
تمھارا کیا ہی مرے گریہ و بکا سے بگاڑ

وفا کا لفظ جو تھا جا بجا رہے خط مین
تو بیوفا نے دیا زہ ہر ایک جا سے بگاڑ

جواب بنالی ہے ہمسے تو مت بگاڑ کرو
کر آشنا کا نہین خوب آشنا سے بگاڑ

کچھ آج کل ہی نہین سحر اور نسے ناچاقی

نہو مطبوع عشقِ زلف مین کیون شغل حقہ کا
بہت کین ہمنے باتین گو کہ اُنسے لیک آخر کو
عبث تم آتشِ غم سے مرے دلکو جلاتے ہو
وہ محوِ حسن ہو ہین نزع کا میری جو وقت آیا
نہونے پر کمر کے بھی ستم پر ہو کمر بستہ
تمھارا نام لیلی ہی لقب میرا ہی مجنون ہی
ہو ساز و نسے ہم عشاق کو کمتر سمجھتے ہو
جو خط نکلا تو حسنِ عارضِ رنگین ہوا دونا
بلا لینگے گھر اپنے اُس سہی قد کو تواضع سے
کیا اصرار می نوشی جو مین نے تو کہا ہنسکر
وہی ہی مرگ کا باعث جو باعث زندگی کا ہی
جو عاشق ہین اُنھین تربت بنانے سے غرض کیا ہی
یہ وہ ماتمکدہ ہی اسمین شادی تو کب آتی ہی
ہزارون بار تن پر زخم کھائے ہمنے مقتل مین
گئے ملکِ عدم کو جسقدر دنیا مین عاشق تھے
جفا بھی اب نہین کرتے کبھی ای مہربان مجھپر
محل ہی تیرا رشکِ خلد پھر اسکا سبب کیا ہی
نظارۂ قاتل نہ وہ سر کا نہ جان نکلی
قیامت آئی جب یہ لا موزون وصل کی شب مین
بتانِ ہند کی الفت مین مرتا سب زمانہ ہی

بخارِ دل نکلتا ہی بہانے سے دھوان ہوکر
وہی مطلب کی آئی بات ذکرِ این و آن ہوکر
مکانکو کرتے ہو غارت اجی صاحب مکان ہوکر
تو عزرائیل آیا صورتِ حورِ جنان ہوکر
ہزارون گالیان دیتے ہو مجھکو بیدہان ہوکر
ہوا مشہورِ عالم حال اپنا داستان ہوکر
ہوئے نا قدر دانِ عشق ایسے قدردان ہوکر
بہار آئی تمھارے باغ مین صاحب خزان ہوکر
لگا اس تیر کو لا ینگے گوشہ مین کمان ہوکر
کہ آئے تم ہو کچھ میرے لیے پیرِ مغان ہوکر
ہوا وہ دشمنِ جانی ہمارا جانِ جان ہوکر
نشان کی پھر ضرورت کیا ہی بے نام و نشان ہوکر
کبھی غم بھی نہ آیا میرے دلمین شادمان ہوکر
سمند دل گئی اکثر ہمارا امتحان ہوکر
رہا پیچھے فقط اک مین غبارِ کاروان ہوکر
یہ کی نامہربانی اور تم نے مہربان ہوکر
ہی شیطان بیٹھا تیرے در پر پاسبان ہوکر
مزے پورے اُٹھائے آج ہمنے میہمان ہوکر
صدائے صور پہونچی کانمین میرے اذان ہوکر
عدم کو راہ شاید ہی گئی ہندوستان ہوکر

تو کھائے شاعرونکو اپنی بھی جادو کلامی تم
بھلا کیون بیٹھے ہو چپ اللبیان ہی
تن الحان پہ دلہ لگائین قینچیان یہ دیوار ن پر

کسیکی سبز خطی پر ہوا ہون مین مجروح
لگاؤ مرہم زنگار زخم کاری پر

الٰہی کم نہو یہ گو بلا سے مرجاؤن
ہزار جان فدا دل کی بیقراری پر

نہ جام پائے شراب طہور کا وہ کبھی
جو اعتراض کرے کوئی بادہ خواری پر

وہ پوچھتے ہین کہ صورت پہ کسکی مرتے ہو
یہ جی مین آتا ہی بول اوٹھون تمھاری پر

نہ کیون ہو رقص کنان بعد قتل سر میرا
ہوا ہون کشتہ مین اک طفل رقص جاری پر

جو بوسہ لب شیرین یا ند و خفا بھی نہو
نہ دو جو بھیک ترش بھی نہو بھکاری پر

یہ غل کہتی ہی ہین آج جلوہ گر دو ماہ
بوقت شام تجھے دیکھکر اٹاری پر

یہ عشق حور مین سب اتقائے زاہد ہی
خدا کی لعن ہی اس پارسا شعاری پر

نہ سحر رند کا پوچھو پتا کہین ہوگا
پڑا ہوا کسی دکان آبکاری پر

در

نہ کافر ہو نمین کیونکر مائل حسن بتان ہوکر
نکیونکر بت کو پوجون ساکن ہندوستان ہوکر

رسائی آسمان تک ہو دعا کو اب کہان ہوکر
بخار آہ سدرہ ہوا ہی آسمان ہوکر

نہین دل چاہتا اسکو نکالے آپ سے باہر
تری نوک مژہ کیا دل مین بیٹھی تھی سنان ہوکر

گھر اپنا ہی نہ جھجکو بے حجابانہ چلے آؤ
جگر مین بیٹھو دل ہوکر رہو سینہ مین جان ہوکر

شب تاریک فرقت مین چمک جاتی ہی جب بجلی
تو رہ جاتا ہی اکثر انکے آنے کا گمان ہوکر

اگرچہ عہد طفلی مین بھی تم فتنہ ہی تھے لیکن
غضب کچھ اور ہی ڈھانے لگے اب تو جوان ہوکر

اجازت دیکے بوسہ کی مری جان منع کرتے ہو
نہین اب ہو نہین سکتی کسی صورت سے ہان ہوکر

لگائی آگ سینہ مین متاع صبر و دین لوٹا
یورش کی ملک دل پر آپ نے چنگیز خان ہوکر

اٹھایا کچھ نہ لطف زیست کچھ بھی وصل کی شب مین
کہ سر پر آ پکاری موت مرغ صبح خوان ہوکر

جگر اور دل تمھارے تیر مژگان کے ہین دو منفذ
یہان ہوکر بھی ہی اک آہ اک ہی راہ وان ہوکر

نہین مین بار خاطر دوستونکا یار شاطر ہون
اوٹھاؤن کسلیے خفت کسی دل پر گران ہوکر

مجھے کچھ انس تم سے ہی تمھین کچھ ربط مجھسے ہی
مجھے لاغر بدن ہوکر تمھین نازک میان ہوکر

کہا چاہو نمین کچھ ہر چند پر یہ رعب ہی اونکا
کہ رہ جاتی ہی منہ کی بات منہ مین بی زبان ہوکر

کتاب رخ پہ لکھی خط سبز کی جدول
چڑھایا حاشیہ یہ اور وضعداری پر

ہماری جان کے خواہان ہوے خفا ہوکر
یہ غصہ ایک ہی بوسہ کی خواستگاری پر

عزیز ہمکو نہین جان بھی تجھسے ای پیارے
دل آیا جب سے تری شکل پیاری پیاری پر

اوٹھاتا اوسکے ستم کون تھا بجز میرے
جفا کو ناز ہے میری وفا شعاری پر

جگر کے بعد پھرا دل کی سمت تیر نگہ
اب آگے جان بھی ہدف ہوگی اپنی باری پر

ملال کیا جو رقیبونسے ہے وہ ہم بستر
ہمین بھی تکیہ ہے فضل جناب باری پر

حجاب کرنے لگے وہ جو مین جوان ہوا
ہے بیہشی کو شرف میری ہوشیاری پر

لکھا جو خط تو ہوا شوق وصل ہی مین تمام
پہونچنے پاے نہ ہم مدعا نگاری پر

جو لائین غیر کو ساتھ آپ تو خدا کے لیے
بٹھائیے نہ برابر اوسے سواری پر

یہ جبین پھر ہے لکھون چشم یار کے اوصاف
پھر آج اپنی طبیعت ہے سحر کاری پر

وہ میرے اور ہے معشوق اونکا لہو و لعب
مین اونپہ اور وہ عاشق ہین نئی سواری پر

جو چاہتے ہو سو تم مجھکو کہتے رہتے ہو
یہ بات کیا کہ بگڑتے ہو اپنی باری پر

پس فنا بھی رہا ساتھ ای غم جانان
نثار جان مری تیری غمگساری پر

مین اپنے بدعملون سے ہون اسقدر نادم
کہ شرم آتی ہے خود اپنی شرمساری پر

مرے گناہونکو تب گن سکین جو دو کی جگہ
ہزار ہوویں فرشتے گنہ شماری پر

نجات کا ترے وعدونکے ہو یقین کیونکر
یہان یقین نہین دنیا کی پایداری پر

نہ یار آیا ابھی تک نہ موت ہی آئی
یہ انتظار بڑھا اور انتظاری پر

ہے دلکو عشق تری بھولی بھالی باتونکا
نثار جان ہے تری شکل پیاری پیاری پر

غزل اک اور بھی لکھ بھیج سحر تو اونکو
وہ گایا کرتے ہین اکثر غزل ستاری پر

ولہ

نہ آیا رحم کبھی میری آہ و زاری پر
وہ اور قہقہہ کرتے ہین اشکباری پر

ہے حصر نشو و نما میری اشکباری پر
سجا ہے باج اگر یون مین کاشتکاری پر

نہ کھینچ نالہ دلا کر نہ راز عشق کو فاش
نہ حرف آئے کہین میری رازداری پر

کر سخاوت خوب نام نیک لیجا اپنے ساتھ — مشتہر دنیا میں ذکرِ خیر تا محشر دیکھکر

زر و مال بار تک پہونچے ہوئی چوری فراز — ہو گئی تحصیل کامل شرح سلّم دیکھکر

تب بھی گندمی رنگوں پہ مرتے لوگ ہیں — دیکھ گندم کی بدولت حالِ آدم دیکھکر

دورِ گردوں کا تسلسل ختم ہوگا ایک دن — یہ نتیجہ نکلا پرانِ سستم دیکھکر

عشق پیچاں عشر سے اسقدر ہوں ڈر گیا — خوف کھاتا ہوں نہیں یا دام توام دیکھکر

سر سے آگے ہیں و بک جاتا ہی عنبر سگ نعت — جس طرح رو رو بہا گئے شکلِ بچشم دیکھکر

بھولے بھالے ہیں ابھی کم عمر ہیں نادان ہیں — خوف کھاتے ہیں ابھی اشعور غنچہ دیکھکر

یاد چہرہ آگیا چشم و دہن کے دھیان میں — حافظِ قرآن ہوا میں پارہ عم دیکھکر

جاے شادی کر رہا ہے غم کا سامان اختیار — دل ہوا خوش جسم شکلِ نخل ماتم دیکھکر

شکل دکھلانے نہیں انسان کو حور و پری — حسن میں ہو بے نشان تجھسے آپ کو کم دیکھکر

سحر کس خوش چشم نا قدرت میں حالت زار پر
رو رہا آنکھ ہر محبت با چشم پر تر دیکھکر

ولہ

نہیں ہے خال کوئی ایسی گلعذاری پر — میں غش ہوں صانعِ قدرت کی سادہ کاری پر

جفا کو چھوڑ کے آئے وہ پردہ داری پر — صلہ ملا یہ ہمارا ہوا جگر فگاری پر

پری کو رشک ہوا تیری وضعداری پر — شرف دیا کیا خاکی کو حق نے ناری پر

ہے جوش رحمتِ حق میری شرمساری پر — ہے ناز عفو کو اپنی سیاہ کاری پر

شکر فدا ہے تری لب کی شکرگذاری پر — گہر نثار ہے دانتوں کی آبداری پر

تنگ کے دل ہوے مجبور دل اٹھانے سے — اب اختیار نہیں امرِ اختیاری پر

یہ عمر اور یہ غم ہے خدا کی قدرت ہے — عجب ہے پیرِ فلک کی ستم شعاری پر

زوالِ نشہ ہے دو ایک جام اور بھی لے — ہے کیفیت بادہ کشی ساقیا خماری پر

یہ آج کسکے نظارے کا منتظر ہے باغ — کھلی ہے نرگس شہلا ہر ایک کیاری پر

ہوا وہ قتل پہ بخیہ تو ہو گئے کچے — دلیل بخیہ ہے زخموں کی خام کاری پر

جلا کے آتشِ غم سے کیا مجھے برباد — یہ یاد ہی کیا ہے تڑپے خدا کی ایسی یاری پر

راگ مین بھی آپ کے عاشق کُشی کا رنگ ہی
مر گیا مین آپ کی ہر تال کا سَم دیکھکر

بوسۂ کاکل تو ہمنے لے لیا پر ڈر گئے
زلف کی صورت مزاجِ یار برہم دیکھکر

خوب آیا رحم بیمارِ محبت پر اونھین
ہو گئے برہم وہ میرا حال درہم دیکھکر

مشک رکھ ای چارہ گر تا چھوٹ کر ہنسنے لگین
زخم ہنستے ہین ہمارے شکلِ مرہم دیکھکر

صبح کو بعدِ وصال اللہ رے اُنکا حجاب
سر جھکا لیتے ہین میری سمت ہر دم دیکھکر

ابرو باران مین چمکنا برق کا بھی ہی ضرور
کیون نہ خندان ہو وہ میری چشم پُرنم دیکھکر

او عدوے حسن کج بحثی سے کرتا تھا ہلال
ہو گیا سیدھا وہ ابرو کا تری خم دیکھکر

مین وہ ہون غم آشنا ہنستا ہون گر برسون نہین بھی
لوگ کرتے ہین تعجب شاد و خرم دیکھکر

کوے جانان سے چلا آتا ہی قاصد شاد شاد
خوش ہوا جاتا ہون مین بھی اُسکو خرم دیکھکر

جل نہ جائین ہاتھ تیرے پھل نہ جائین اُنگلیان
زخم پر ای چارہ گر رکھنا تو مرہم دیکھکر

خوب پھل پایا تری فرقت مین جا کر باغ مین
تیغِ غم دل پر لگی میرے سپرِ غم دیکھکر

پھبتیان کہہ کے ہنستا مجھپہ ہی وہ راست قد
جسم میرا ناتوانی کے سبب خم دیکھکر

کس گھڑی وہ مجھکو عریان دیکھ ہنس دیتے نہین
رو نہین دیتا مین خندان اُنکو کس دم دیکھکر

گل بھی ای گلرو ہی تیرے ہجر مین گریہ کنان
ہو گیا ثابت ہمین قطراتِ شبنم دیکھکر

بعد میرے کون ہوگا دوسرا غم آشنا
غم کو مین روتا ہون روتا ہی مجھے غم دیکھکر

ہاتھ ملکر رہ گئے بس بن پڑا ہمسے نہ کچھ
دفعتہً سینہ بھر آیا غم سے محرم دیکھکر

پر مصیبت اسقدر ہی منزلِ الفت جسے
ہفتخوان کو بھول جاے اپنے رستم دیکھکر

کوہ و ہامون مین چھپے فرہاد و مجنون شرم سے
مجھسے فنِ عاشقی مین آپکو کم دیکھکر

مجھکو ابرو کا یقین محرابِ کعبہ پر ہوا
شک گیا چاہِ ذقن کا چاہِ زمزم دیکھکر

بُت تو بُت تعظیمِ سنگِ راہ تک ملحوظ ہے
پاون رکھتے ہین زمین پر بھی بہت ہم دیکھکر

رک گیا دل دیکھ خط سے وسعتِ عارض کو تنگ
ٹھہر جاتے ہین مسافر لوگ وان کم دیکھکر

عقبی و دنیا کے لیے ای دل ذرا عبرت پکڑ
قبر کی گورِ سکندر تربتِ جم دیکھکر

کوے جانان مین نے جانا خلد کو مرنیکے بعد
صحبتِ اغیار سمجھا مین جہنم دیکھکر

رہ گئے دیدہ و دل ساغر و مینا بنکر

ولہ

نکلی یون جانِ حزین خانۂ تن سے باہر
جون سفر کو کوئی جاتا ہی وطن سے باہر

جان گو اپنی نکلجاے بدن سے باہر
دخل کیا راز کا ہو حرف دہن سے باہر

جوہر انسان کا کھلتا ہی وطن سے باہر
لعل کی ہوتی ہی قدر آکے یمن سے باہر

کیا کہا تھی جو غیر وشنے یہ کہتے ہین آپ
سر نکلا او زبان اسکی دہن سے باہر

گالیان مجھکو عبث آپنے لاکھون دی ہین
ایک بھی بات نہ نکلی تھی دہن سے باہر

دامِ کاکل مین پھنسا جو وہ نچھوٹا تا حشر
گر سے نکلا نہ کوئی چاہِ ذقن سے باہر

تنگ آیا ہون یہ دل مین ہی نکل جاؤن کہین
چھوڑ کر دلکو تہِ چرخِ کہن سے باہر

ناوکِ آہ مرا چرخ کو برما جاے
یاد مین تیری اگر نکلے دہن سے باہر

شمع کو منھ سے ترے دے کوئی احمق تشبیہ
چاہِ زانگل ہی زبان جسکی دہن سے باہر

آپکے حکم کی تعمیل مین کب عذر کیا
کب ہوا آپکے مین ہاے سخن سے باہر

اُف ری سوزشِ دلِ سوزان کی کہ بعد مردن
شررِ آہ نکلتے ہین کفن سے باہر

مین وہ ہون بلبلِ بدبخت کہ مجھکو صیاد
ذبح کرنا بھی اگر ہی تو چمن سے باہر

آئے گر میرے جنازے پہ وہ بہرِ تکبیر
ہاتھ پھیلا کے نکل آؤن کفن سے باہر

یون تہِ زلف سے اُس ماہ کا چہرہ چمکا
چاند جیسے نکل آتا ہی گہن سے باہر

لبِ پان خوردہ کی الفت نے رولایا لہو
ہوگیا سیکڑون من خون بدن سے باہر

اگرچہ کٹھی طرح کے مصرع کی زمین سخت ای سحر
نہوا تو بھی مگر طرزِ سخن سے باہر

ولہ

کچھ نہین محوِ تجلی اک فقط ہم دیکھکر
ایک عالم غش ہی تیرے رخ کا عالم دیکھکر

کچھ نہ حکمت کام آئی مجھکو بیدم دیکھکر
ہو گئے بس دم بخود عیسیِ مریم دیکھکر

غیر خوش ہوتے ہین مجھکو بائلِ غم دیکھکر
غیر کرتے ہین مرے گھر مین محرم دیکھکر

ہجر مین بیدم کبھی گلشن مین ہوتا ہی گذر
رشک آتا ہی گل و بلبل کو باہم دیکھکر

وہ قیامت کی حرارت سینۂ سوزان مین ہی
لوٹتا ہی آگ پر جسکو جہنم دیکھکر

لہو آنکھوں سے جو رو دنیکا لکھوں حال ای سحر
خونفشاں چاہیے ہو یار کے خط کا کاغذ

ردیف رای مہملہ

وہ بات نکیوں چھیڑوں کہ ہوں جس سے خفا اور
جوں جوں وہ ترش ہوتے ہیں ملتا ہی مزا اور

کب نکلے مرے چاہنے سے وصل کی صورت
ہاں وہ بھی اگر چاہیں تو پھر چاہیے کیا اور

کیا انکی جفا سے میں کروں شکوہ و فریاد
وہ شکوہ و فریاد سے ہوتے ہیں خفا اور

جو تیرے گنہ بخشیگا واعظ وہ مرے بھی
کیا تیرا خدا اور ہی بندہ کا خدا اور

آئے ہو بہت روز و نہیں ایجان مرے گھر
جاؤ نہ ابھی بہر خدا بیٹھو ذرا اور

تجھکو تو بہت سحر سے ہیں عاشق جانباز
پر تیری قسم اسکو نہیں تیرے سوا اور

ولہ

فرقت لب میں پڑے ہم رہتے مردا بنکر
تم نہ آئے کبھی بالیں پہ مسیحا بنکر

قدم یار سے روشن ہوگئیں خانۂ چشم
آنکھیں وا ہیں مری آغوش تمنا بنکر

ہاتھ مہندی سے ترے ہوگئی کیسے پرنور
رہ گیا دزدِ حنا کیا ید بیضا بنکر

وصل کا کرکے وہ اقرار مکر جاتے ہیں
کیا بگڑ جاتا ہی عاشق کا نصیبا بنکر

شوق نظارۂ اطفال حسیناں ہی کمال
مدرسے جاتا ہوں میں صورت ملا بنکر

آئی جب یاد بتاں یاد خدا کے بدلے
رہ گیا کعبۂ دل اپنا کلیسا بنکر

دل شگفتہ ہوا پھولوں کا خوشی سے پھولے
پہونچے اس گل کی کلائی پہ جو گجرا بنکر

دیکھکر اسکا ذقن کچھ بھی نہ سوجھا دیکھو
گر پڑا آپ سے میں چاہ میں اندھا بنکر

بوسۂ لب سے نہ منھ پھیرئیے مرجاؤنگا
اتنا بیمار سے پرہیز مسیحا بنکر

جاگا سونے سے ترے حلقۂ گیسو کا نصیب
بوسہ لیتا ہی ترے کان کا بالا بنکر

دیتے ہیں مجھکو شب وصل میں کیا کیا دھوکے
موتی کانوں کے ترے عقد ثریا بنکر

یاد میں فرقتِ ساقی میں جو آئی ای سحر

یاران مین لطف بادۂ گلگون ہی ساقیا
زاہد کی کیون نہ آئی یہ ہمکو دعا پسند

سودا ہی اُس پری کی ہی زلفِ سیاہ کا
کیونکر نہ دل ہو اپنا بلا کا بلا پسند

ہین جو کہ تیرے نرگسِ بیمار کے مریض
ہرگز کبھی نہین اُنھین اپنی شفا پسند

الفت ہو کیون نہ لب سے فزون خطِ سبز کی
آب بقا سے زہر ہی ہمکو سوا پسند

غصے مین تیرے لطف جو ہی لطف سے سوا
الطاف سے زیادہ ہی ہمکو جفا پسند

لکھہ سحر اُسکی مدح مین کوئی غزل تمام
اُس بت کا ہی مزاج نہایت ثنا پسند

ردیف دال ہندی

کچھ نہ اپنی آہ کی ہی نارسائی پر گھمنڈ
یا خدا ہمکو تو ہی تیری خدائی پر گھمنڈ

دیکھتے ہی اُس صنم کو کی جبین سائی قبول
تھا بہت زاہد کو اپنی پارسائی پر گھمنڈ

حسن بھی دولت ہی دولت پا کے ہوتا ہی غرور
کیون نہو اُس خوش ادا کو خوش ادائی پر گھمنڈ

خط کی جب آمد ہوئی جاتا رہیگا سب غرور
ہی عبث رخسار کی تمکو صفائی پر گھمنڈ

وقت پر افسوس کچھ کام آیا نہ اپنے کوئی یار
آشناؤن کی غلط تھا آشنائی پر گھمنڈ

اُسکی محفل مین نشین دخل آج کل ہی سحر کو
ہی رقیبونکو بہت وان کی رسائی پر گھمنڈ

ردیف ذال معجمہ

دل کی بیتابی سے جب یار کو لکھا کاغذ
پہونچا اُڑتا ہوا خود شوق سے اپنا کاغذ

رخ رنگین کی صفت لکھنے سے پھولا کاغذ
عرق گل بنگئے گلزار کا تختہ کاغذ

اضطراب دل وحشی نہ چھپیگا وہ سپہر
خط کی رو جا بھیجا ہی تجھے اُسے سادا کاغذ

خط نہ لکھنے سے یہ ثابت ہی کہ دو بت ہی
یا قلم ہی ترے ہان یا نہین ملتا کاغذ

قاصدا حال زبانی بھی بیان کرنا تو
میرے شکوؤن کو نہ ثابت نہین کرتا کاغذ

خدا وقت رفتار حامی رہے ہو اُس بت کی نازک کمر کیطرح
پُرارمان رہِ یار مین مر گئے سفر مین ہوا یہ سفر بے طرح
نہ طوفان عالم مین آجاے پھر ہوئی ہے مری چشم تر بیطرح
ہون برباد اغیار خانہ خراب کیا ہے ترے دل مین گھر بیطرح
سنبھالون مین کیونکر جدائی مین دل ستاتا ہے دردِ جگر بے طرح

سحر دیکھین ای سحر ہوتا ہے کیا
تڑپتے کٹی رات بھر بے طرح

ردیف خاء معجمہ

آہ نے کر دیے یون میرے جگر مین سوراخ تیر سے جیسے کوئی کر دے سپر مین سوراخ
ناوکِ آہ کا دیکھو تو ہمارے پلّہ نہین تارے یہ ہین گردون کی سپر مین سوراخ
سخت دل چھیدتے ہین جانئی گھر انکو کاوش کرتا ہے ریزۂ الماس گہر مین سوراخ
نہین منظور کہ نظارہ کرے عاشق زار یار رکھتا نہین اِسواسطے گھر مین سوراخ

ضبط گریہ کو ای سحر کہ روتے روتے
پڑ گئے ابتو ترے دیدۂ تر مین سوراخ

ردیف دال مہملہ

ای یار جسکے دلکو ہے تیری ادا پسند عالم مین اوسکا نام نہو کیون قضا پسند
ای رشکِ گل ہو مصرع سرو اسکو کیا پسند ہو جسکے دلکو قامتِ موزون ترا پسند
ساقی و جام و بادہ و مینا و سیرِ باغ سب کچھ ترے فراق مین ہے ہمکو ناپسند
کوئے بتان کی زیست مین کھائی ہے جو ہوا آئی نہ باغِ خلد کی ہمکو ہوا پسند
نعمت ہر اک جہان کی کیون ناپسند ہو ہے دلکو اوسکے بوسۂ لب کا مزا پسند
اُس بادشاہِ حسن کو اک روز دونگا نذر دل میرا ناپسند اُسے آئے یا پسند

ردیف جیم

کیا کر سکین گے میرا اطبا بھلا علاج
مجھکو تو دوستو ہی مرض سخت لاعلاج

عشق بتان مین دل پہ گذرتی ہین سختیان
قابل بھی تھا اسی کے یہی اسکا تھا علاج

ہی قصد ترک عشق بتان گو خدا گواہ
قابو مین اپنے دلکو نہ پاؤن تو کیا علاج

امید زیست قطع ہوئی لاکھ شکر
تیرے مریض ہجر کا اب ہو چکا علاج

طب کے رسالے سیکڑون دیکھے جہان مین
پایا نہ ہمنے پر مرض عشق کا علاج

عناب لب لعاب دہن شربت وصال
بیمار عشق کا نہین اسکے سوا علاج

ای سحر تھا جو مین لب جان بخش کا مریض
عیسی سے بھی نہ میرا کبھی ہو سکا علاج

ردیف جیم فارسی

غیر کھولے گرہ زلف گرہ گیر کا پیچ
مجھ سیہ بخت کی بالکل ہی یہ تقدیر کا پیچ

بار غم سے یہ خمیدہ مین ہوا زندان مین
سر کو الجھانے لگا پاؤن کی زنجیر کا پیچ

بھول جاؤ گے یہ سب پیچ کی باتین کرنا
چلگیا اپنی اگر ایک بھی تدبیر کا پیچ

خط کا مضمون نہین کچھ صاف سمجھ مین آتا
بڑھ کے تقریر سے ہی یار کی تحریر کا پیچ

انکی لکنت بھی غضب دلکو لبھا لیتی ہی
لطف دیتا ہی ہر اک بات مین تقریر کا پیچ

کر دیا گیسوے پر پیچ مین اوس قاتل کے قید
چلگیا مجھپہ غضب یہ فلک پیر کا پیچ

باتون سے پیچ مین ہر اک کو وہ لے آتا ہی
ایسا ای سحر ہی اُس شوخ کی تقریر کا پیچ

ردیف حاے مہملہ

تری چال ہی فتنہ گر بے طرح
کچلتا ہی لاکھون کا سر بے طرح

یارب کسی مومن کو پڑے اِس سے نہ پالا
ہی ایک ستمگار یہ کافر شبِ فرقت

نکلا نہین گر ماہ تو کچھ غم نہین اُسکا
یان داغِ جگر سے منور شبِ فرقت

ہم در پہ پڑے ہین وہ بہم غیر سے گھر مین
اندر ہی شبِ وصل تو باہر شبِ فرقت

تاریکی مین یان ایک سے ہی ایک زیادہ
طالع مرا وہ زلفِ معنبر شبِ فرقت

مرتے ہین سب اکبار یہ ہی طرفہ تماشا
مرجاتا ہون ای دوستو مین ہر شبِ فرقت

ای سحر قدم رنجہ کریگی سحرِ وصل
لیجائیگی تشریف کبھی گر شبِ فرقت

وصل سے تب بھرے ہمارا پیٹ
پیٹ سے جب ملے تمھارا پیٹ

تھک گئے ہم تو بھرتے بھرتے اُسے
کھاتے کھاتے کبھی نہ ہارا پیٹ

صاف دریاے حسن کا ہے پاٹ
کیسا دلچسپ ہی تمھارا پیٹ

ناف تیری ہی یار نافۂ مشک
اور فضاے ختن ہے سارا پیٹ

ہو انظارۂ شکم نہ نصیب
سحر ہر چند ہمنے مارا پیٹ

ردیف ثاے مثلثہ

پاس مرے ناصحا کہنے کو مت آ عبث
خود مین مصیبت مین ہون میرا نہ سر کھا عبث

ہوگا وہی بیگمان جو ہی جبین مین لکھا
ہوکے تو مضطر دلا اتنا نہ گھبرا عبث

حسن پہ مغرور خود ہمنے تمھین کر دیا
آئینہ ای جانِ جان تمکو دکھایا عبث

حسن کی نقاد ہین پہلے پرکھتی ہین یہ
آنکھون کی تقصیر ہی شکوہ ہی دلکا عبث

مین تو نہین سخت جان آپ ہین نازک بدن
قتل نہ مین گر ہوا شکوہ ہی میرا عبث

لا تو ابھی ہمنشین ورنہ ہی یان چلچلاؤ
پھر اُسے لایا بھی تو یار تو لایا عبث

اوسکی بھی تحسین ہی سحر دشمنِ قدرِ سخن
سامنے نافہم کے شعر ہی پڑھنا عبث

ہی تمنا بس یہی اپنی میان کوے دوست
سر ہوا اپنا اور سنگ آستان کوے دوست

سیکڑون بسمل پڑے ہونگے میان کوے دوست
قاصدا کافی ہی تجھکو یہ نشان کوے دوست

دیکھکر مجھکو اگر بولے سگ کوے صنم
مین پکارون السلام اے پاسبان کوے دوست

حاجیان کعبہ مقصد کا یہ مسجود ہے
سنگ اسود کیجیے سنگ آستان کوے دوست

عیش کرتے ہین جنھین اس ترک نے بسمل کیا
داخل جنت ہین گویا کشتگان کوے دوست

سجدہ کرتے ہین وہان حاجی یہان عاشق تمام
شان کعبہ سے نہین کچھ کم ہی شان کوے دوست

تھا مین وہ نفرت زدہ دنیا مین جو بعد فنا
ہڈیان میری نہین کھاتے سگان کوے دوست

دوستو تم سے وصیت سحر کی ہی بعد مرگ
دفن کرنا نعش کو اسکی میان کوی دوست

ولہ

ردیف ت

جاتی نہین ہٹ کر کہین دم بھر شب فرقت
موجود ہی ہر وقت مرے گھر شب فرقت

دکھلائے کسیکو نہ مقدر شب فرقت
بیشک ہی شب گور سے بدتر شب فرقت

جا جا کے پھر آتی ہی مکرر شب فرقت
کمبخت پھر آئی مرے سر پر شب فرقت

سر پٹینا بیوجہ نہین ناصح ناداں
کمبخت پھر آئی مرے سر پر شب فرقت

کیونکر سحر وصل مرے گھر مین گذر پائے
در پر ہی لگائے ہوے بستر شب فرقت

اللہ رے یہ طول کہ کاٹے نہین کٹتی
ہی روز قیامت سے فزون تر شب فرقت

جون تون مرے سر سے یہ بلا آج ٹلی ہے
پھر مجھکو دکھائے نہ مقدر شب فرقت

ہوتا نہین اک رات بھی وصل اس کا میسر
جو شب ہی گذرتی وہ برابر شب فرقت

منھ ڈھانپ کے تم سو رہے وصل کی شب مین
اس سے تو مری جان ہی بہتر شب فرقت

کب ہی یہ ہلال اسمین تامل نہین ہرگز
لائی ہی مرے قتل کو خنجر شب فرقت

محشر سا نظر آتا ہی مجھکو مہ کامل
اخگر مجھے ہو جاتے ہین اختر شب فرقت

اس آئنہ رو کی ہی جدائی مین یہ وحشت
ہون اپنی ہی صورت سے مکدر شب فرقت

نالہ ہی مرا صور مین ہون رشک سرافیل
ہی روکش ہنگامہ محشر شب فرقت

رنج والم و درد و غم و گریہ و نالہ
کیا مجھپہ چڑھا لائی ہی لشکر شب فرقت

مہربان گر مجھپہ وہ آئینہ رو ہو جائیگا

ردیف باء عربی

دنیا مین ایکدن بھی رہے ہم نہ بے شراب
واعظ بہشت مین بھی یقین ہی ملے شراب

زاہد کو ہی طمع جو شراب طہور کی
کسدرجہ کر رہا ہی ریاضت پئے شراب

کافر ہو پھر جو شرع کا کچھہ بھی کرے خیال
جب جام بھر کے ہاتھہ سے یار اپنے دے شراب

کس کیف سے بسر ہوئی اپنی تمام عمر
چھوٹی نہ ایکدم کو کبھی ہاتھہ سے شراب

جو مست ہو معاف ہی اوس شخص کو نماز
عزت خدا نے بخشی ہی کیا تجھکو اے شراب

پی جاؤن کیون نہ شوق سے دردِ دُئ الم
بھیجی ہی یار نے یہ مرے واسطے شراب

کرتا ہی عمر کس لیے زاہد تو رائگان
ہو کشف کی ہوس تو پیا کر اب بے شراب

ساقی بھلا مرا ہو پیالون سے کیا بھلا
پیتا ہون شرط باندھ کے مین دو گھڑے شراب

تب ہی مزا جو ابر ہو اور کنج باغ ہو
اور بھر کے جام یون وہ کہے سحر لے شراب

ردیف باء فارسی

جان سے کس پہ ہی دل لیا نثار آپسے آپ
کسکی صورت پہ چلا آتا ہی پیار آپسے آپ

سوزِ فرقت سے عجب آگ لگی ہی دل مین
منھہ تک آتا ہی مرے جسکا شرار آپسے آپ

سوزِ غم دستِ حنائی کا اگر دل مین نہین
جل رہی ہی بڑی کیون شاخِ چنار آپسے آپ

رخِ رنگین پہ جو خط نکلیگا اے رشکِ چمن
سب یہ اوڑ جائیگی چہرے کی بہار آپسے آپ

یا دِ مجنون سے ہوئی نجد مین لیلی بیتاب
چھٹ گئی ہاتھہ سے ناقہ کی مہار آپسے آپ

دیکھنا نرگسِ جادو مین غضب ہے تاثیر
دلکو اے سحر ہوئی الفتِ یار آپ سے آپ

ردیف تاے فوقانی

پانو مین زنجیر ہی اور جوش پر ہی فصلِ گل
اب بتا تیرا ارادہ ہی دلِ ناشاد کیا

سحر خود ہو جاتے ہین یہ ماہرِ فنِ ستم
خوبرویون کے لیے ہی حاجتِ اُستاد کیا

ولہ

نالہ کوئی جو میرے دہن سے نکل گیا
مانندِ تیرِ چرخِ کہن سے نکل گیا

بوسے کا وعدہ اُسکے دہن سے نکل گیا
مطلب ہمارا ایک سخن سے نکل گیا

پیاسی ہی جان رہگئی پیکان کے آب کی
تیر اُسکا پار سینے کے تن سے نکل گیا

اُس رشکِ گل کو دیکھکے کیسکے اوڑے نہ ہوش
مُرغِ چمن ہر ایک چمن سے نکل گیا

چھوٹا جو زلف سے تو ہوا عشق روے صاف
پہونچا حلب مین جب مین ختن سے نکل گیا

عُریانی اپنی یاد جو آئی پسِ فنا
لاشہ تڑپ کے سحر کفن سے نکل گیا

ولہ

نالۂ سوزان اگر آتش نشان ہو جائیگا
جلکے خاک اے دل زمین و آسمان ہو جائیگا

کمسنی تک سب غرورِ خوش جمالی کی ہی زیب
حُسن رہنے کا نہین جب تو جوان ہو جائیگا

آج کل ہی یار کو کچھ سحر میرا بھی خیال
رفتہ رفتہ اب یقین ہی مہربان ہو جائیگا

ولہ

آپکا ثابت دہن بے جستجو ہو جائیگا
حل یہ عقدہ اپنا وقتِ گفتگو ہو جائیگا

اور بھی برہم زدہ وقتِ آرزو ہو جائیگا
اب تو آزردہ ہمارا اے دل پھر عدو ہو جائیگا

ہم کرین شکوہ جفا کا اور کرو تم اعتراف
فیصلہ اپنا تمھارا دو بدو ہو جائیگا

زخمِ دل بھی جائیگا گر اک نظارہ ہو گیا
چشم کا تارِ نگہ تارِ رفو ہو جائیگا

گر رہا جوشِ جنون یون ہی ہمارا جوش پر
یہ دلِ دیوانہ رسوا کو بکو ہو جائیگا

رو دونگا یادِ لبِ رنگینِ جانان مین اگر
اشک جو آئیگا آنکھون مین لہو ہو جائیگا

مصحفِ رخسار کا بوسہ اگر مل جائیگا
مجھکو ثابت مطلبِ لاتقنطوا ہو جائیگا

جب تلک سیراب خنجر سے کریگا تو مجھے
تب تلک ٹھنڈا ابھی یہ تشنہ گلو ہو جائیگا

وقت کا اپنے سکندر مین بھی ہو جاؤنگا سحر

قشقہ نہین پیشانی پہ اُس ماہ جبین کے — اللہ نے یہ حسن کے خرمن کو ہی چانکا
ابرو مین ہی بل گیسو و مژگان مین بھی خم ہی — وہ شوخ ہی بانکا نہین ہر عضو ہی بانکا
آیا جو نظر رنگ طلائی اوسے پرکھا — جو سیم بدن دیکھا تو ہمنے اُسے آنکا
مدت ہوئی کھانے کو قسم تک نہین کھانا — ہی گھر مرے کُل سال مہینا رمضان کا
ہی صبح قیامت نہین صبح شب فرقت — ہی صور سرافیل نہین شور اذان کا
تم بھی نہ ملے کچھ نہوئی طاعت حق بھی — رکھا مجھے تمنے نہ یہان کا نہ وہان کا
مایوس بھی ہو جاؤن تو چھوٹ جاؤن بلا سے — کچھ تیری بھروسا نہین کا ہی نہ ہان کا
اولاد ہوئے جاتی ہی اس پیر فلک کی — بڈھا ہی مگر کام یہ دیتا ہے جوان کا
ہی چشم پری کا سا گمان میری نظر کو — یہ روزن دیوار سے کس شوخ نے جھانکا
یہ ملک عدم بھی کوئی دلچسپ جگہ ہی — آیا نہ پلٹ کر کبھی یان کوئی وہان کا
تقدیر سے اُس مرحلہ مین راہ سپر ہون — جسمین کہ نشان تک بھی نہین سنگ نشان کا
آفت مین رفوگر ہی مرے سینہ کو سی کر — سو جا سے کھلا زخم جو اک جا سے ٹانکا
خورشید کو کب کوئی بھلا دیکھ سکا ہی — برقع سے عبث چہرۂ انور کو ہے ڈھانکا
کیونکر پڑھے وہ کیسی بُری موت مواہون — رقت سے ہی دم بند مرے مرثیہ خوان کا
دل میرا لیا تمنے تو اسکو کرو آباد — ضامن ہی مکین خلق مین تعمیر مکان کا
خونخوار تو یا تنک ہی کہ لیے پان چبائے — ہوتا ہی گمان لب پہ ترے سُرخی پان کا
کیا غیر سے ہو ضبط بھلا راز محبت — کم ظرف ہی دون طبع ہی بھڑا ہی زبان کا
غیرون مین نیا روز نظر ایک ہی آتا — فرمائیے آج اور یہ بھانسا ہی کہان کا

مضمون ہین افسون ہر اک شعر ہی جادو
واللہ سخن ہی یہ کسی سحر زبان کا

ولہ

عشق مین جور و جفائے یار سے فریاد کیا — آپ آکر دام مین پھر شکوۂ صیاد کیا
لاکھ کھینچین آپکو نخوت سے وہ قامت بلند — کب ہین اُسکے قد کے ہمسر سرو کیا شمشاد کیا
میرے ہوتے آپ غیرونکو جو فرماتے ہین قتل — اِس سے بڑھکر اور ہوگی بدعت و بیداد کیا

مینے اُنسے یون کہا مرتے ہین اب تو ہجر مین
دشمن جان عشق ای جانی تمھارا ہو گیا

دل تڑپتا ہی جدا سینہ جدا ہی بیقرار
چین پڑتا ہی نہین کیا جانیے کیا ہو گیا

ولا کے تھامے دونون ہاتھونسے پڑا رہتا ہون مین
ہاتھ سینہ سے اوٹھایا درد پیدا ہو گیا

بھرتے بھرتے آہ چھالے سب بانہین پڑ گئے
روتے روتے خون خالی سب کلیجا ہو گیا

مجھکو یون کہتا ہی کوئی اب مجھ کا جاتا ہی یہ
کوئی کہتا ہی یہ کوئی دم مین ٹھنڈا ہو گیا

کوئی کہتا ہی اسے آسیب کا ہی کچھ خلل
کوئی کہتا ہی پری کا اسکو سایا ہو گیا

کوئی کہتا ہی کہ اسکو صرع کا ہی عارضہ
کوئی نبضین دیکھکر کہتا ہی سکتا ہو گیا

کوئی کہتا ہی کہ ہی ہیجان صفرا کا اسے
کوئی کہتا ہے مقرر اسکو سودا ہو گیا

میری جان صد حیف رحم اسپر بھی کچھ تجھکو نہین
کیسا دل لوہے کا پتھر کا کلیجہ ہو گیا

مار کر وہ قہقہہ بولے ابھی روتے ہو کیا
دل لگانا آپ کے نزدیک ٹھٹھا ہو گیا

سحر سا ناچیز فیض صحبت اوستاد سے
اوستاد نظم اردو سے معلا ہو گیا

ولہ

تھا ایک تو غم مجھکو یہان ایک وہان کا
یہ اور غم عشق نکل آیا کہان کا

ہی شوق شنون لب سے ترے نقطہ مین ہانکا
ہی کام مرا تمکو ملانا ہے زبان کا

کیونکر مرون دشوار نکلنا بھی ہی جان کا
سو بار سے کچھ کم نہین یان ہر بھی پہانکا

لکھے کوئی کیا وصف ترے تنگ دہان کا
ہووے نہ جہان وہم و گمان وہم و گمان کا

اسوقت ہی سرمہ مسی دشمن مری جان کا
یہ وصل کی شب سوانگ نکالا ہی کہان کا

عازم ہی یہ دل کوچہ گیسوے بتان کا
کیا جانے کہان جائیگا مارا یہ کہان کا

واعظ مجھے مانع ہی تو کیون عشق بتان کا
ایسا کوئی نواب تو آیا ہے کہان کا

چوسا تھا کبھی جو کہ لعاب اُسکی زبان کا
ابتک وہی شیرینی ہی فرا میرے دہان کا

ہی تکیہ سخن جو نہین اُس آفت جان کا
ہان وان بھی نہین ہووے جو موقع کہین ہان کا

ہی جان و جگر تو تری تکلیف کا غم ہے
قاتل مجھے غم کچھ نہ جگر کا ہی نہ جان کا

دریا نے سرشک اپنا بہا لے گیا مجھکو
آنکھون نے کفن مجھکو دیا آب روان کا

اللہ اللہ یار کے رنگ طلائی کا اثر
سادہ گرتا جیب کبھی پہنا زری کا ہو گیا

سرو سے تشبیہ بیجا ہے قدِ دلدار کو
راستی تو ہے مگر بے ڈول لمبا ہو گیا

ماہ کو حق نے بنایا تیرے چہرے کی شبیہ
کی بہت صنعت مگر آخر کو بھدا ہو گیا

مجھکو سکھلایا تحمل طعنۂ اغیار نے
یعنی میں سب کے برا کہنے سے اچھا ہو گیا

بے تکلف جسکا جی چاہے وہ شیریں کام ہو
آپ کا شیریں دہن کیا خوانِ یغما ہو گیا

شامِ فرقت پر گمان روزِ قیامت کا ہوا
صور کا شورِ اذان پر مجھکو دھوکا ہو گیا

جی گیا میں ہجر کی شب موت جب آئی مری
مجھکو عزرائیل پر عیسیٰ کا دھوکا ہو گیا

ماہواری بوسے دس ملتے ہیں اب دو کی جگہ
تھی بہت تنخواہ کم اب کچھ اضافہ ہو گیا

ساقیا کیا ہجر کی شب مجھکو دیتا ہے شراب
زہر کا ساغر مجھے اب جامِ صہبا ہو گیا

مجھکو سمجھاتے ہو ناصح تم سمجھتے ہی نہیں
چھوڑ دونگا عشق میں تمکو بھروسا ہو گیا

زاہدا موقوف فرصت ہے شتابی کس لیے
توبہ توبہ سہل ایسا توبہ کرنا ہو گیا

پارسا ظاہر میں ہے چھپ چھپکے پیتا ہے شراب
پیتے پیتے ہی شکمِ زاہد کا مٹکا ہو گیا

جب سنا میں نے وہ غیر و نہیں بجاتے ہیں ستار
ہجر کی شب دلکو میرے اور کھٹکا ہو گیا

بیکار ہو سے روز پر ہم آج نوکر ہو گئے
تھے بہت تنگ اب گذر کا کچھ ٹھکانا ہو گیا

نالہ اپنا سنگ کے دل میں بھی کرتا تھا اثر
کام آتا تھا بہت پر اب نکما ہو گیا

منع جب میں نے کیا غیروں سے ملنے کو انھیں
بولے کیا میرا تمھارے نام ٹھیکہ ہو گیا

وصل اس بت سے ہوا بندہ ہوں تیرا یا خدا
ہو گیا مطلب مرا اے میرے مولا ہو گیا

بیاگ سہا میں کیوں صبر و طاقت و ہوش و توان
ملکِ دل میں آج کل لٹتے ہیں بلوا ہو گیا

روز آ آ کر کڑی باتیں کیا کرتا تھا شیخ
سخت میں بھی ہو گیا تو آج ڈھیلا ہو گیا

مجھکو قتل اسنے کیا فرمائشِ اغیار سے
جو کہ اپنا تھا وہ غیر اور غیر اپنا ہو گیا

لطف دیتی ہے تری ہر بات اے سحر [illegible]
جو سخن نکلا دہن سے وہ لطیفہ ہو گیا

غیر سے رو رو کو کہا [illegible]
میں نے مانگا تو بہت کچھ لال پیلا ہو گیا

اِسکے لینے کی طمع رکھتے ہین سب طالبِ حسین
دل ہمارا کیا ہوا کوئی کھلونا ہوگیا

منع کرتا ہی مجھے جانے کو جو تو ای رقیب
کیا ترا اُس بُت کے کوچے مین اجارا ہوگیا

میرے زخمونکو الٰہی کس بلا کی چاٹ ہی
ہوگیا نایاب لون اور مشک منھگا ہوگیا

آنکھ ہمنے بند کر لی دلمین بٹھلا کر اوسے
اب نہین کچھ خوف ہر جانب سے پردا ہوگیا

خوش قدی پر غرۂ کج طبعی سے تھا سروِ سہی
دیکھکر اُس راست قد کو خوب سیدھا ہوگیا

میرے رونے پر انھین رحم آگیا شانِ خدا
آبِ گریہ سے ہرا نخلِ تمنا ہوگیا

تو خدا ہی ای صنم بندہ نمازی بنگیا
تیرا در مسجد ترا کوچہ مصلا ہوگیا

ہمکو شکوے کی بھی جا اُنکے نہ ملنے پر نہین
امتحانِ جذب کا اچھا بہانا ہوگیا

ہاتھ مین تیغ اُسنے لی سب نے اُٹھایا جان سے ہاتھ
پانوٓن رکھا قتل گہ مین حشر برپا ہوگیا

آئینہ حیران ہی تیرے روے روشن کے حضور
تیری صورت دیکھ گویا اُسکو سکتا ہوگیا

اک پری پیکر کی اُلفت مین جو دیوانہ ہو نہین
لوگ کہتے ہین اُسے سایہ پری کا ہوگیا

نقدِ دل دیکر ملا اک بوسۂ گیسو ہمین
عشق کے بازار مین کیا خوب سودا ہوگیا

مین دُعا دیتا ہون گالی آپ دیتے ہین مجھے
آپ کا انداز عالم سے نرالا ہوگیا

وہ مزا پایا ہی بوسے مین کہ کہ سکتا نہین
اور بھی تکرار سے کچھ لطف دونا ہوگیا

عہدِ طفلی سے ہوا بہتر ہی صورت شباب
خط جو نکلا اور بھی کچھ حسن دونا ہوگیا

اب بھی کیا جاتا نہین ہوا ٹھنڈا ترا دل یا نہین
اب تو بسمل تیرا قاتل خوب ٹھنڈا ہوگیا

سیرِ گل کو اب تو تم جانے لگے غیرونکے ساتھ
گل کھلایا یہ اور پیدا اک شگوفہ ہوگیا

ہین پھنسے پیچ پیچ مین اسکے ہزارون مرغِ دل
حلقۂ زلفِ صنم بالونکا پھندا ہوگیا

ہی وہ مین برزخ وجود و نیستی کے درمیان
اب ہمین اچھی طرح حل یہ معما ہوگیا

جان فدا کرتے تھے جبتک دلمین تھا جوشِ جنون
اب مرین کیا خاک تم پر دل ہی مُردا ہوگیا

کسقدر مجھسے جلن غیر سیہ صورت کو ہی
دیکھا میری شکل کو اور جلکے کولا ہوگیا

مجھسا عاشق ہی نہ دنیا مین تجھسا ہی حسین
حسن کا تو عاشقی کا مین نمونہ ہوگیا

اسقدر کیون بگڑے مینے کیا بگاڑا آپ کا
ایک بوسہ لے لیا تو ہاے کیا ہوگیا

داغِ دل نقدی میں جاگیر میں صحرا پایا
ہمنے بھی عشق کی سرکار سے کیا کیا پایا

انکو جب دیکھکے خوش ہوکے لگا میں ہنسنے
بولے یوں ہنسکے کہ کیوں آپ ہنسے کیا پایا

گیا وہ ماہ تو ایسا ہوا از خود رفتہ
کہ کئی سال میں پھر آپ میں میں آ پایا

ہجرِ اغیار کا خواہان تھا ہوا مجھکو نصیب
الغرض جیسا کیا ویسا نتیجہ پایا

سحر آجائے جو قابو میں بتِ جادو چشم
ہمنے جادو بھی تو کوئی نہیں ایسا پایا

ولہ

حضرتِ ناصح مجھے کہتے ہو سودا ہوگیا
مجھکو سودا ہوگیا اور آپ کو کیا ہوگیا

ہجر میں رویا تو میرا گھر جزیرہ ہوگیا
چارجانب موج زن اشکونکا دریا ہوگیا

پھنس گیا چاہِ ذقن میں دل لیے کیا ہوگیا
گر پڑا اندھے کنوئیں میں کیسا اندھا ہوگیا

جسمِ انور سے ترے روشن بچھونا ہوگیا
چاندنی چادر ہوئی خورشید تکیا ہوگیا

روبروے روے روشن کیا اچنبھا ہوگیا
ہوگیا خورشید ماہ اور ماہ تارا ہوگیا

خنجرِ مژگان سے جو سینہ مرا وا ہوگیا
دیدِ قاتل کے لیے در تک یہ رستا ہوگیا

روبرو انکے گوہر صاف میلا ہوگیا
گل کا تیرے منھ کے آگے رنگ پھیکا ہوگیا

جمع میری نعش پر ہر سمت میلا ہوگیا
تیرا کشتہ کیا ہوا کوئی تماشا ہوگیا

غم نہیں گر میں تری الفت میں رسوا ہوگیا
نام روشن ہوگیا عالم میں شہرا ہوگیا

شعر جو لکھا غزل میں فرد و یکتا ہوگیا
قافیہ جو دیکھیے وہ تا میرا حصہ ہوگیا

میرا اونکا جا بجا مشہور چرچا ہوگیا
عشق اپنا لیلی و مجنون کا قصہ ہوگیا

شعر جب ہمنے لکھا وصفِ دہانِ تنگ میں
طائرِ مضمون ہوا کھاتے ہی عنقا ہوگیا

یار آتا تھا عیادت کو جو میں بیمار تھا
یہ ہوا حق میں برا میرے کہ اچھا ہوگیا

دیکھکر اس گل کو نافرمان بھی فرمانبر ہوا
سرو جو آزاد تھا وہ اسکا بندہ ہوگیا

کشتیٔ عمرِ رواں جو کبھی پڑی گرداب میں
گھاٹ پر تیغِ صنم کے پار بیڑا ہوگیا

آج بوسے ملگئے ہیں اس دہانِ تنگ کے
کام جو منظور مدت سے ہمیں تھا ہوگیا

دیکھتے ہی دیکھتے دنیا سے کتنے چل بسے
آگے اپنی آنکھوں کے کتنونکا پیچھا ہوگیا

تھا جہان در ہوگئی دیوار سیل گریہ سے
جس جگہ دیوار تھی وان ٹوٹ کر در ہوگیا

ہوگیا مین ناتوان اور تھا تو نازک ای صنم
قدرت خالق ہی مین اور تو برابر ہوگیا

دوست سے شکوہ عبث ہی بیوفائی کا ہمین
دشمن جان جبکہ خود اپنا مقدر ہوگیا

وصف جب اُس لعل جان پرور کے ہم لکھنے لگے
جدول آب بقا ہر تار مسطر ہوگیا

ناتمام اے رشک رہا مضمون شوق ای نامہ بر
اور لکھتے لکھتے ہی یان ایک دفتر ہوگیا

بزم جانان سے کسی صورت سے اوٹھتا ہی نہین
[illegible] بد طینت مری چھاتی کا پتھر ہوگیا

بوسے ملتے ہین طلب مین روز مجھکو چار پانچ
حسن کی سرکار مین اب مین بھی نوکر ہوگیا

مجھ سے برگشتہ رہا کرتا ہی جو تو آج کل
تو بھی کیا ای جان جان میرا مقدر ہوگیا

گنجفہ جو کھیلتے دیکھا اُسے اغیار سے
رشک نے سر کاٹ ڈالا حال ابتر ہوگیا

چارون جانب ہی ہمیشہ موجزن سیل سرشک
ایک جزیرہ میرے رونے سے مرا گھر ہوگیا

اُس دہان تنگ کے بوسہ کا لکھا تھا جو شوق
دیتے ہی خط آنکھ سے غائب کبوتر ہوگیا

رکی ہوئی گلشن کو یاد گیسوے پرپیچ مین
سنبل پیچان مری آنکھون مین اژدر ہوگیا

میکدہ ہو یا کہ مسجد کعبہ ہو یا دیر ہو
پھر وہین پر گھر ہی جسجا اپنا بستر ہوگیا

داغ سینہ ہی بیان مُہر نبوت کی جگہ
ای صنم تو ہی خدا بندہ پیمبر ہوگیا

دیکھیے نیرنگ قدرت سر برہنہ ہی کوئی
اور کوئی صاحب دیہیم و افسر ہوگیا

کچھ نہین شک ہی تصور مادہ تصدیق کا
یاد مین موے کمر کی مین بھی لاغر ہوگیا

باعث آئینہ خود بینی ہوئی اُس شوخ کو
جان جانے کا مرے باعث سکندر ہوگیا

وصل کی شب بس اذان کے سنتے ہی ہین مرگیا
مجھکو سیفی نعرۂ اللہ اکبر ہوگیا

مین بیابان گرد ہون وحشت ہو جس کسکا
ساتھ چلنے سے مرے گمراہ رہبر ہوگیا

بے سبب ہرگز نہین اپنا پریشان حال ہی
سر کو سودا اُسکے گیسو کا مقرر ہوگیا

کسقدر ہی یہ سحر اپنی فیض صحبت کا اثر
چار دن جو پاس بیٹھا وہ سخنور ہوگیا

ولہ

کوئی معشوق وفادار نہ اصلا پایا
وہ برا نکلا بظاہر جسے اچھا پایا

روز سہتا ہی ستم اُس بتِ سنگین دل کے
دل ہی آہن مرا اور سینہ ہی پتھر اپنا

اپنے در سے مجھے یون کہکے اُٹھاتا ہی وہ شوخ
یون ہی مرنا ہی تو کیا بھول گیا گھر اپنا

ہجر ساقی مین بھی بیکار نہین ہم سرکش
اشک خونین ہی مَی اور چشم ہی ساغر اپنا

آج جو نکلے ہو تو دو چار گھڑی بیٹھ بھی لو
سحر کے گھر کو یہی سمجھو کہ ہی گھر اپنا

ولہ

رو برو ہو جو گلعذار اپنا
منھ دکھائے نہ پھر بہار اپنا

بسکہ لاغر ہی جسمِ زار اپنا
بے نشان چاہیے مزار اپنا

ہم کہین کس سے حالِ زار اپنا
نہ کوئی دوست ہی نہ یار اپنا

ہم وہ ہین خاکسار بد قسمت
دوست کے دل مین ہی غبار اپنا

حسنِ جانان پہ جبکہ آنکھ پڑی
نہ رہا دلپہ اختیار اپنا

دوڑ کر چھو سکا نہ دامنِ یار
خاک کام آیا پھر غبار اپنا

ہجر مین پھر کسیلئے تڑپین گے
آج پھر دل ہی بیقرار اپنا

بوسے دیتے ہین آپ غیرونکو
بات کرنا ہی ناگوار اپنا

غیر سے شکوہ عداوت کیا
دشمنِ جان ہی دوستدار اپنا

نام سے کچھ غرض نہین ہمکو
بے نشان چاہیے مزار اپنا

باغِ عالم مین ہی یہ زیست کا پھل
منھ دکھائے وہ ایکبار اپنا

جان دیتی ہین حسن پر پریان
غیرتِ حور ہے نگار اپنا

[illegible]

جان دی ہمنے عشق مین ای سحر
نہوا حیف پر وہ یار اپنا

ولہ

بارہا وہ بدگمان ہم سے ستمگر ہو گیا
اپنی آہون کا اثر برعکس اکثر ہو گیا

روے عالمتاب سے عالم منور ہو گیا
ہو گیا خورشید تو گھر تیرا خاور ہو گیا

ہو گیا فغفور کوئی کوئی قیصر ہو گیا
کوئی دارا ہو گیا کوئی سکندر ہو گیا

وصل بھی میرے لیے دیوانگی کا ہی سبب
اُسکو عریان دیکھ مین جامہ سے باہر ہو گیا

کیونکر اقربا جکڑین مجھے زنجیر آہن سے
ہوا ہی سر کو سودا یار کی زلف معنبر کا

قسم کھاتا ہون قدمونکی ترے مرجاؤنگا فوراً
جو اکدم میرے پہلو سے تو اے جان جہان سرکا

عجب فقرے ہین اُسکے راہ مین وعدے کیے کیا کیا
ہیو چکر اپنے گھر رستہ بتاتا ہی مجھے گھر کا

ہمان بسمین کا سایہ سونا تخت شاہی ہی
خدا شاہد نہین ای سحر کچھ محتاج ہین زر کا

ولہ

نہ تو دل اپنا ملا ہمکو نہ دلبر اپنا
ہائے قابو ہی نہ دلبر پہ نہ دل پر اپنا

چشم عالم کو دکھائی نہین دیتا اصلا
کمر یار کی صورت تن لاغر اپنا

دل بیتاب کے مضمون کا لیکر نامہ
اُوڑ گیا صورت سیماب کبوتر اپنا

امتحان مین نہین ٹھہریگا دم قتل رقیب
معرکے مین تری تلوار ہی اور سر اپنا

مُردے کیطرح پڑے رہتے ہین ہم فرقت مین
جیتے جی گور سے بدتر ہی ہمین گھر اپنا

آج کل صاف جو ہی ہمسے دل آئنہ رو
ہی مقدر صفت بخت سکندر اپنا

سحر اُس عارض گلرنگ پہ ہم مرتے ہین
ہو کفن بعد فنا پھولون کی چادر اپنا

ولہ

تجھ سے احوال ہی ناگفتہ ہی بہتر اپنا
تم بھی رو دو ابھی ہم حال کہین گر اپنا

اُسکو تحریر کرون حال مین کیونکر اپنا
دمبدم ہجر مین احوال ہی بدتر اپنا

مجھکو سر پھوڑنے کو منع نکر ای ناصح
تجھکو کیا اپنی ہی دیوار ہی اور سر اپنا

اُسکی پیتانون پہ غیرونکا جو ہین پہونچا ہاتھ
نکل آیا وہین دل سینہ سے باہر اپنا

چل نہ وہ چال جو اپنے بھی پرائے ہوجائین
لطف و احسان سے بیگانہ کو بھی کر اپنا

زعفران کا ہی اثر زردی رُخ مین میرے
پھیر لیتے ہین جو منھ مجھسے وہ ہنسکر اپنا

ایکدن چوم لیا مین نے جو تھا نقش قدم
اب وہ رکھتے ہی نہین پانون زمین پر اپنا

مجھسے رہتا ہی جو برگشتہ ہمیشہ ای بُت
ہوگیا میرے لیے تو بھی مقدر اپنا

نبض ساقط ہوئی مرنیکا ہوا اب کو یقین
ہوگیا ہجر مین یہ حال ہی اکثر اپنا

مانگا جب بوسۂ رُخ بولا وہ یون آئنہ رو
دیکھیے مُنھ تو ذرا آئنہ لیکر اپنا

خون ہو جائیگا لاکھونکا یقین ہی دم مین
منھ دری ملتا جو وہ ترک ستم ایجاد آیا

خود فراموشی ہا عشق بت کافر مین
کبھی بھولے سے نہ بندے کو خدا یاد آیا

صنعت چشم مین استاد کو بھیجی جو غزل
ہو کے ہر شعر پہ ای سحر ترے صاد آیا

ولہ

زیر گیسو جو ترے گوش تمھارا چمکا
مجھکو ثابت ہوا بدلی مین ستارا چمکا

کیچلی سانپ نے ڈالی ہی ہوا دلکو یقین
پاس زلفون کے جو موباف زری کا چمکا

اور افزون ہوئی خط سے گل عارض کی بہار
کچھ عجب حسن جوانی مین تمھارا چمکا

وحشت مین دونگا بگولے کیطرح سے چکر
جس گھڑی سر مین مرے داغ جنونکا چمکا

ہو گیا مجھکو سر شام سحر کا دھوکا
رشک خورشید کا جب وصل مین مکھڑا چمکا

آسمان پر ہی ستارونکو ضیا کا دعوی
ای صنم تو بھی دُر گوش خدارا چمکا

خال عارض کا دیا رشک قمر نے بوسہ
بعد مدت کے مرا شب کو نصیبا چمکا

مرحبا سحر غزل خوب لکھی ہی تو نے
ورنہ اس طرح مین کب شعر کسیکا چمکا

ولہ

نہ نکلا آہ سوزاں سے مری دل اس ستمگر کا
نہین معلوم دل ہی یا کوئی ٹکڑا ہی پتھر کا

دوپٹے کا جو آنچل روے عالتاب سے سرکا
رہا اسدم نہ اصلا ہوش مجھکو پاؤن اور سر کا

ادب سے کیون نہ آنکھون پر بٹھائین یار اسکو
فرشتے سے زیادہ پاک ہی کتا ترے در کا

نہین پیدا دکھائی لاکھ مردم غور سے دیکھین
گمان ہی جسم لاغر پر مرے اب تار بستر کا

نشانہ تیر مژگان کا جو ہر پل ہی دل وحشی
شکار انکو پسند آیا ہی صحرائی کبوتر کا

تڑپتا ہی جدائی مین جو وہ صیاد پرفن کی
گمان ہی اپنے مرغ دل پہ سیمابی کبوتر کا

عرق آلودہ ابرو کا نہ لون کیون دیکھے جان بوسہ
کہ اک مدت سے ای قاتل ہون تشنہ آب خنجر کا

جو ہی تقدیر مین تحریر پیش آئی ہی وہ اکدن
نہین مٹنے کا ای غافل کبھی لکھا مقدر کا

نہ پہنچی یار تک تحریر میری ضعف قسمت سے
بندھا تھا جسمین خط وہ شل ہوا بازو کبوتر کا

خدا شاہد جو پہنچی گوری رنگت کا مین گشتہ ہون
بنا نازو ستو مرقد مرا اس سنگ مرمر کا

قدردان کوئی اہل جوہر کا

اگر وہ دلربا سرگرم انداز و ادا ہوگا
تو بیجان کوئی دم مین کوئی مرتا بے قضا ہوگا

خدا آگاہ ہی اے بت نہ سمجھا باوفا ہوگا
نہ تجھسا بحر عالم مین کوئی نا آشنا ہوگا

یقین ہی لکھتے لکھتے ایک دفتر ہوگیا ہوگا
جو حال شوق اسکو با قلم ہمنے لکھا ہوگا

بہم خضر و سکندر جستجو مین جسکی پھرتے ہین
دہان یار بیشک چشمۂ آب بقا ہوگا

اگر تو حکم سینہ چاک کرکے صاف دکھلا دون
زبان سے تو کبھی مجھسے نہ حال دل ادا ہوگا

اکیلے مین لپٹ جانا کچھ اس بت سے نہین مشکل
مگر یہ خوف ہی دلکو کہ وہ ناحق خفا ہوگا

ابھی سے آفت ہوش ہی رفتار بت کمسن
جوانی مین تو اسکی چال سے محشر بپا ہوگا

سب اپنی عمر کھوئی سحر تو نے بت پرستی مین
خدا کے سامنے محشر مین تیرا حال کیا ہوگا

ولہ

شب کو وہ ماہ اگر زینت بستر ہوتا
شادی وصل سے مین جامہ سے باہر ہوتا

بر سر رحم اگر وہ بت دلبر ہوتا
بیقرارون کا کبھی حال نہ مضطر ہوتا

سخت فولاد سے بھی دل ہی بت کافر کا
ورنہ ہم موم بنا لیتے جو پتھر ہوتا

مصحف رخ پہ حسینونکے نزول کیا ٹھہرے
کوئی جادو نہین قرآن پہ مؤثر ہوتا

روز پابوسی کی لذت مجھے حاصل ہوتی
کاش اس بت کے مین دروازے کا پتھر ہوتا

رخ روشن سے کبھی رات جو دیتا مین نظیر
چرخ چارم پہ دماغ مہ انور ہوتا

شکوہ نا فہم سے کچھ قدرشناسی کا نہین
داد ای سحر وہ دیتا جو سخنور ہوتا

خواب مین شب کو نظر وہ ستم ایجاد آیا
طالع خفتہ مرا بر سر امداد آیا

زاہدا عشق مجازی ہی حقیقی کی دلیل
دیکھکر روے صنم ہمکو خدا یاد آیا

بزم اغیار مین جسنے تجھے دیکھا ای جان
اڑ گئے ہوش کہ دیوونکو پریزاد آیا

کون کہتا ہی کہ ہر کوئی بتان جاے امید
بخدا جا کے وہان شاد بھی ناشاد آیا

لاکھون رہجاتے نگینے لب پاس سکہ تھا کچھ ورنہ
منہ کی ملتا جو وہ ترکیب ستم ایجاد آیا

تو یہ اشعار پڑھیگا تو یقین ہی ای سحر
داد وہ دیگا تجھے جو کہ سخندان ہوگا

ولہ

جب نقاب اوسکے چہرے سے سرکا — نہ رہا ہوش پانون اور سر کا
کسقدر سخت دل ہی دلبر کا — دل ہی ٹکڑا ہی یا کہ پتھر کا
آب زہرہ ہوا سمندر کا — دیکھکر حال دیدۂ تر کا
حال ایسا ہی جسم لاغر کا — ہی گمان سب کو تار بستر کا
کیا گلہ کیجیے ستمگر کا — ہی قصور اپنے ہی مقدر کا
جان وہی ہی صبیح رنگون پر — میرا مرقد ہو سنگ مرمر کا
ساقیا کچھ نہین پڑا نقصان — مین تو سائل ہون ایک ساغر کا
سرو سے سرکشی وہ کرتے ہین — جوڑا اچھا ملا برابر کا
وقت نظارہ دیدۂ حیران — بن گیا خال روے انور کا
دیکھے معشوق بے وفا بالکل — امتحان کر چکا ہون اکثر کا
گھونٹ کر دم کو آپ مرجاؤن — واسطہ کیا ضرور خنجر کا
سوزش داغ دل سے جلجائے — گر ہو پھاہا پر سمندر کا
خط مرا اوسنے جب کیا واپس — پیش آیا لکھا مقدر کا
تیغ ابرو سے قتل کر ظالم — کون احسان اوٹھائے خنجر کا
مین ہون اور رحم ہو ندید وا کیو — ہی یہان اور کون باہر کا
واعظا عشق مین گناہ ہی کیا — عاشق اللہ ہے پیمبر کا
ایک بوسے کا ہی سوال اپنا — کون طالب ہی ساٹھ ستر کا
رخ پر نور پر نہین افشان — ماہ پر ہی ہجوم اختر کا
زخم جب اندمال پر آیا — اور جلاد نے دیا چرکا
سات بوسے عطا کیے اوسنے — بادشہ ہون مین ہفت کشور کا

نہین ای سحر اب زمانے مین

خار ہجر رشکِ گل ہیں دلپہ کھاتے کے جو گل / سینۂ پُر داغ رشکِ صد چمن ہو جائیگا

عین گریہ میں لڑیگی جب درِ دندان سے آنکھ / اشک کا قطرہ ہر اک دُرِ عدن ہو جائیگا

لیگیا دل کوچۂ کاکل میں مجکو جعل سے / کیا سمجھتا تھا کہ رہبر راہزن ہو جائیگا

بوسۂ لبہای شیرین ایک بھی دوگے اگر / کوزۂ قند و شکر اپنا دہن ہو جائیگا

وہ سیہ طالع ہوں بہرِ غسل جب آئیگی لہر / صاف پانی آبِ دریا ہی چمن ہو جائیگا

ہمنے دانائی سے وہ نکتے نکالے عشق میں / عاشقی بھی کچھ دنوں میں ایک فن ہو جائیگا

صورتِ ہاروت اُس مہرہ جبین کی چاہ میں / چاہِ بابل مجھکو وہ چاہِ ذقن ہو جائیگا

آج پھر وہ آئینگے میرا تماشا دیکھنے / عین ہشیاری میں میرا دیوانہ پن ہو جائیگا

خاکسار و تنسے رکھو غافل ذرا دلمیں غبار / خاک بعدِ مرگ تیرا عنبریں بدن ہو جائیگا

شوقِ دید چشمِ مخمور و سیاہِ یار میں / نشۂ آنکھوں کا غزالوں کی ہرن ہو جائیگا

لیکے دیوانے وطن سے ساتھ نکلونگا جو میں / شہر ویران ای پری آباد بن ہو جائیگا

بُت کو یہ پوجیگا وہ کلمہ پڑھیگا حسن کا / نذرِ الفت دین شیخ و برہمن ہو جائیگا

سُنکے وصفِ آئینہ رو سحر تجھسے دیکھنا
صاف حیران مجمعِ اہلِ سخن ہو جائیگا

ولہ

مستعد لاکھ مرے قتل پہ جانان ہوگا / سخت جانی سے مری سخت پشیمان ہوگا

گر بیان سلسلۂ زلفِ پریشان ہوگا / جمع اپنا کبھی تا حشر نہ دیوان ہوگا

دمِ گریہ جو خیالِ لبِ دندان ہوگا / قطرۂ اشک ہر اک گوہرِ غلطان ہوگا

قیدِ ہستی سے نہ فرقت میں رہائی ہوگی / جان کو خانۂ تن خانۂ زندان ہوگا

بخدا ہی جو یوہیں عشقِ بتانِ کم سن / دلِ مضطر مرا بازیچۂ طفلان ہوگا

کچھ ہمیں سیرِ چمن کی نہ رہیگی پروا / خود بخود داغوں سے یاں سینہ گلستان ہوگا

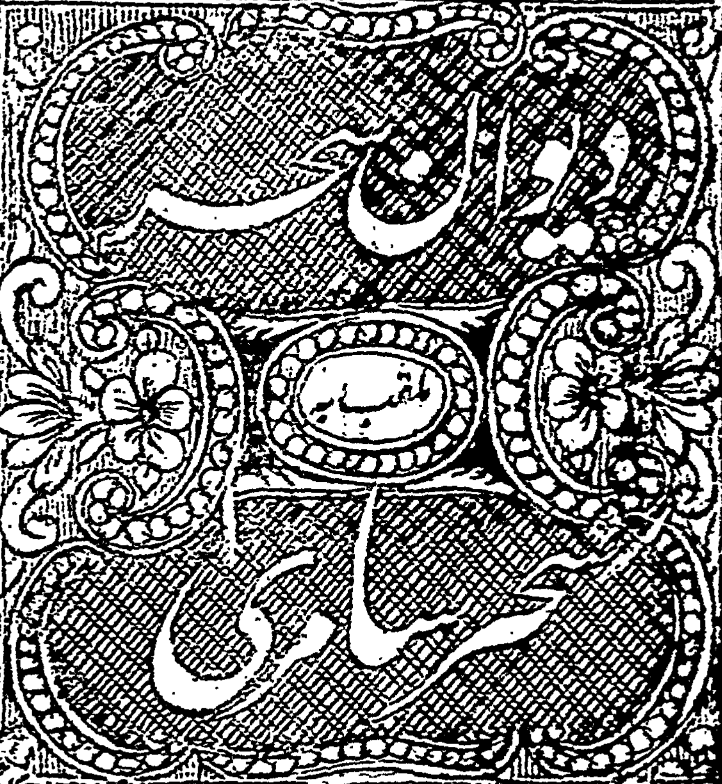
بیٹھتا ہی جو غبار اپنا ادب سے اسیر / وہ کبھی بادشۂ حسن کا دامان ہوگا

قاصدا کوچۂ سفاک کا بس ہی یہ نشان / جان بلب کوئی پڑا ہان اور کوئی بیجان ہوگا

بارِ غم اُٹھ نہیں سکنے کا شبِ وصل کے بعد / ای اجل ہجر میں آئیگی تیرا احسان ہوگا

بہ خانِ کوہ و مکان فضل حسین لاز و زمان

دیوان ... حسامی ... صنائع خورشید ...



از فکر بلند منشی بیجی پرشاد صاحب سابق ...

مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور میں طبع ہوا

اطلاع

اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب موجود ہیں شائقین کو فہرست مطول سے جو علیحدہ موجود ہے اور درخواست کرنے سے مل سکتی ہے اور معلوم ہو سکتا ہے کہ قیمت اس سال میں نہایت ارزاں مقرر ہوئی ہے ہم صرف اس فن شعر و سخن وغیرہ کی کچھ کتابیں ذیل میں درج کرتے ہیں۔

کتب کلیات و دواوین اردو

کلیات ظفر۔ ہر چہار جلد کامل۔
انتخاب کلیات ظفر۔
کلیات مومن۔
کلیات ناسخ۔
کلیات آتش۔
کلیات نعتیہ مجید۔
کلیات نظام رعنا۔
کلیات امیر اللہ تسلیم
کلیات میر تقی۔
کلیات سودا۔
کلیات انشاء اللہ خاں۔
کلیات نساخ۔
شاہد عشرت۔
سخن شعرا۔
گنج تواریخ۔
زبان ریختہ۔
تلامذہ شیفتہ۔

کلیات نظیر اکبر آبادی۔
کلیات وہبی۔ کاغذ سفید چکنا۔
ایضاً۔ کاغذ رسمی۔
دیوان ذوق۔
دیوان فدا۔ جلد ثانی مسمے بریاض گلفشان۔
دیوان رند مسمی بہ گلدستۂ عشق۔
دیوان غالب۔ دہلوی۔
دیوان سخن دہلوی۔ جلی قلم کاغذ سفید گندہ۔
ایضاً۔ کاغذ رسمی۔
دیوان قلق۔ مسمی بہ مظہر عشق۔
دیوان خواجہ میر درد۔
دیوان بہار عرب۔
دیوان لطف۔
دیوان امیر۔ موسوم بہ مرآۃ الغیب۔
دیوان غافل۔ منور خان صاحب۔
دیوان مرغوب جہان۔ تصنیف سید تجمل حسین خانصاحب۔
دیوان تیاثر۔
دیوان نعت سروری۔

سحر سامری

جس میں قصۂ عجیب و غرائب بیان ہے

[illegible]

سحر سامری
و
طامات سحر

جسکو [illegible] جناب منشی احمد حسین صاحب قمر [illegible] نے تصنیف فرمایا

مطبع منشی نولکشور کانپور میں چھپی